U1
T111D

ال

S/C/S
457

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو نمبر ۸۲

دیوان تاباں

میر عبدالحی تاباں دہلوی کے کلام کا مجموعہ

مرتبۂ

مولوی عبدالحق صاحب معتمد اعزازی

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

سنہ ۱۹۳۵

J. & K. UNIVERSITY LIB.
Acc No 57442
Date 20.7.65

ALLAMA IQBAL LIBRARY
57442

مدح میں لکھی ھے جس میں وہ صاف صاف حشمت کی
شاگردی کا اعتراف کرتے ھیں —

نہ اُستاد کی مجھہ کو تاب ثنا
کہوں گر تو کب ایسی فکر رسا
کمالوں میں جن کے نہیں کچھہ قصور
وے سب طفل مکتب ھیں اُن کے حضور
کسی کو کہاں اس سے ھے برتری
کہ ھے نام اس کا محمد علی
تخلص بھی حشمت ھے اس کا بجا
وہ اہل سخن بیچ ھے بادشا

اس سے بڑہ کر کسی دوسرے ثبوت کی ضرورت نہیں - تاباں کا کلام صاف سادہ اور شیریں ھے ' تخیل کی بلند پروازی نام کو نہیں ، خیالات بھی کچھہ گہرے یا دقیق نہیں - عشق و محبت کی عام باتیں ھیں لیکن زبان اور بول چال کا لطف ضرور پایا جاتا ھے - اگرچہ تاباں دور محمد شاھی کے شاعر ھیں - لیکن قدیم الفاظ اور محاورے ان کے کلام میں نسبتاً بہت کم ھیں - میر صاحب نے ان کے کلام کے متعلق بہت سچی راے دی ھے —

" ھرچند عرصۂ سخن او ھمیں در لفظہاے گل و بلبل تمام است ' اما بسیار رنگیں گفت "-

دیوان میں علاوہ غزلوں کے کچھہ رباعیات ' ایک

مثلث، ۶ مخمس، ۲ مسدس، ایک ترکیب بند، ایک مستزاد، ایک قصیدہ مدح بادشاہ میں، ایک مثنوی اپنے استاد اور نواب عمدۃ الملک کی مدح میں، چند تضمینیں حافظ اور مظہر جان جاں وغیرہ کی غزلوں پر اور آخر میں تاریخی قطعات وفات ہیں - ان قطعات میں بعض ایسے شعرا وغیرہ کی وفات کی تاریخیں بھی ہیں جو دوسری جگھہ نہیں ملتیں —

تاباں کی وفات کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہوئی - میر صاحب نے ان کے احوال کے ضمن میں ان کی وفات کا بھی ذکر کیا ہے - میر صاحب کے تذکرے کا سنہ تالیف ۱۱۶۵ھ ہے - تاباں کے دیوان کے آخر میں جو تاریخی قطعات ہیں اُن میں سب سے آخری قطعہ حشمت کی وفات پر ہے جو سنہ ۱۱۶۱ھ میں واقع ہوی - اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ تاباں کا انتقال سنہ ۱۱۶۱ اور سنہ ۱۱۶۵ھ کے درمیان ہوا —

یہ نسخہ تین قلمی نسخوں سے مرتب کیا گیا ہے - ایک نسخہ جو سب سے ضخیم اور مکمل ہے، وہ محترم پنڈت برجموہن دتاتریہ صاحب کیفی دہلوی کا عطیہ ہے، دوسرا ری سرچ انسٹیٹوٹ مدراس یونیورسٹی کا اور تیسرا انجمن کا —

اورنگ آباد دکن
۸ جون سنہ ۱۹۳۵ع

عبدالحق
معتمد انجمن ترقی اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

اے مرد خدا ہو تو * پرستار بتاں کا
مذہب میں میرے کفر ہے انکار بتاں کا

لگتی وہ تجلی شرر سنگ † کے مانند
موسیٰ تو ‡ اگر دیکھتا دیدار بتاں کا

گردن میں میرے طوق ہے زنار کے مانند
ہوں عشق میں از بسکہ گنہ گار بتاں کا

دونو کی تک اک سیر کر انصاف سے اے شیخ
کعبے سے تیرے گرم ہے بازار بتاں کا

دوں †† ساری خدائی کو عوض ان کے ‡‡ میں 'تاباں'
کوئی مجھ سا بتادے تو $ خریدار بتاں کا

—*—

نہیں کوئی دوست اپنا یار اپنا مہرباں اپنا
سناؤں کس کو غم اپنا الم اپنا فغاں اپنا

---

* (ن) ہے تو گرفتار - † (ن) طور ‡ (ن) جو †† (ن) دیں

‡‡ (ن) اس کے اے $(ن) جو

نہ طاقت ہے اشارے کی نہ کہنے کی نہ سننے کی
کہوں کیا میں سنوں کیا میں بتاؤں کیا بیاں اپنا

نپٹ رکتا ہے جی میرا خفا ہوں ناک میں دم ہے
نہ گھر بھاتا ہے نے صحرا کہاں کیجے مکاں اپنا

ہوا ہوں گم میں لشکر میں پریرویاں کے ہی ظالم
کہاں ڈھونڈوں کسے پوچھوں نہیں پایا نشاں اپنا

بہت چاہا کہ آوے یار یا اس دل کو صبر آوے
نہ یار آیا نہ صبر آیا دیا میں جی نداں اپنا

قفس میں بند ہیں یہ عندلیبیں سخت بے بس ہیں *
نہ گلشن دیکھ سکتی ہیں نہ اب وے آشیاں اپنا †

مجھے آتا ہے رونا ایسی تنہائی پہ اے تاباں
نہ یار اپنا نہ دل اپنا نہ تن اپنا نہ جاں اپنا

—*—

کئی دن ہو گئے یارب نہیں دیکھا ہے یار اپنا
ہوا معلوم یوں شاید کیا کم اُن نے پیار اپنا

ہوا بھی عشق کی لگنے نہ دیتا میں اُسے ہرگز
اگر اس دل پہ ہوتا ہائے کچھ بھی اختیار اپنا

یہ دونو لازم و ملزوم ہیں گویا کہ آپس میں
نہ یار اپنا کبھو ہوتے سنا نے روزگار اپنا

*(ن) قفس میں بند ہیں بے بال و پر ہیں سخت بے بس ہیں -

(ن)† نہ گلشن دیکھ سکتے ہیں نہ اُڑ کر آشیاں اپنا -

ہوا ہوں خاک اُس کے غم میں تو بھی سینہ صافی سے
نہیں کھوتا ہے وہ آئینہ رو دل سے غبار اپنا

یہ شعلہ سا تمہارا رنگ کچھہ زور ہی جھمکتا ہے
جلا کیونکر نہ دوں میں خرمن صبر و قرار اپنا

سر فتراک تھا اُس کو نہ تھا لیکن نصیبوں میں*
تڑپتا چھوڑ کر جاتا رہا ظالم شکار اپنا

تجھے لازم ہے ہونا مہرباں تاباں پہ اے ظالم
کہ ہے بیتاب اپنا عاشق اپنا بے قرار اپنا

—*—

نکیلا † میرا باغ میں کل گیا تھا
اُسے دیکھہ کانٹوں پہ گل لوٹتا تھا

مجھے لے کے ظالم سے دل نے ملایا
بغل میں یہ ‡ دشمن کہاں کا دھرا †† تھا

نہ رہنے دیا ہاے یہاں باغباں نے
چمن میں نہایت مرا دل لگا تھا

فغاں نے میرا منہہ پھر آکر کھلایا
ابھی روتے روتے میں چپکا رہا تھا

لیا چاہ سے کھینچ یوسف کو اپنے
میرا $ عشق 'تاباں' قیامت رسا تھا

—*—

* (ن) نصیب اُس کے   † (ن) رنگیلا   ‡ (ن) ہی   †† (ن) کھڑا
$ (ن) ترا

میری لوح تربت پہ یارو کھدانا
کہ اُس سنگ دل سے نہ کوئی دل لگانا

خزاں تک تو رہنے دے صیاد ہم کو
کہاں یہ چمن پھر کہاں آشیانا

ہوا جا کے ظالم کے قابو میں بے بس
کہا ہاے اِس دل نے میرا نہ مانا

جو کچھہ میں کہوں تم کو واسوختگی سے *
میری بات خاطر میں ہرگز نہ لانا

تیرے غم سے † نسیاں ہے یہاں تک کہ مجکو
اِدھر بات کہنا اِدھر بھول جانا

زبس تیرے مژگاں سے ہے مجکو الفت
جہاں دیکھنا خار وہاں لوٹ جانا

نہ کھو ہاتھہ سے اپنے 'تاباں' کو ہرگز ††
کہ پھر اُس سا ‡‡ مشکل ہے کوئی ہاتھہ آنا

— * —

رہتا ہے خاک و خوں میں سدا لوٹتا ہوا
میرے غریب ‡‡ دل کو الٰہی یہ کیا ہوا

میں اپنے دل کو غنچۂ تصویر کی طرح
یارب کبھو خوشی سے نہ دیکھا کھلا ہوا

---

*(ن) واسوخت اپنی- †(ن) میں ††(ن) نہ دے ہاتھہ اپنے سے
††(ن) ویسا ‡‡(ن) مجھہ ناتواں کے

ناصح عبث نصیحت بیہودہ تو نہ کر
ممکن نہیں کہ چھوٹ سکے دل لگا ہوا

تو دیکھہ مجکو نزع میں مت کرہ کہ تیرے * یار
مجھہ سے بہت ہیں ایک نہ ہوگا تو کیا ہوا

ہم بے کسی پہ اپنی نہ روئیں تو کیا کریں
دل سا رفیق ہاے ہمارا جدا ہوا

ہردمؔ کروں میں کیوں نہ گریباں کو اپنے چاک
آتا ہے یاد یار کا جاما چسا ہوا

کچھہ دیکھتے ہی تجکو تڑپنے لگا یہ دل
اچھا تھا رات کو تو اسے آج کیا ہوا

تاباں کے دیکھنے سے برا مانتے تھے تم
کھودی بہار خط نے تمھاری بھلا ہوا

—*—

صبا میرا پیغام اُن تک یہ لے جا
کہ تم چھوڑ ہم کو رہے کیوں جدے جا

کسی بات کا میں نہ شکوہ کروں گا
تیرے جی میں آوے سو مجکو کہے جا

زبانی ہی قاصد تو اس سے یہ کہیو
کہ خط آگیا ہم کو خط بھی نہ بھیجا

ابھی ڈوب جاتا ہے † گنبد فلک کا
تو اے اشک چشموں ‡ سے اکدم †† بہے جا

---

*(ن) میرے †(ن) نہ جب تک کہ ڈوبے یہ ‡(ن) آنکھوں ††(ن) تب تک

اگر یار میرا کھاتا ہے اے دل
تو ظالم کے کوچے میں مجکو نہ لے جا

تڑپتا ہے بسمل تیرا تشنگی سے
تو تک آب شمشیر پھر اُس کو دے جا

کداتا ہے جس وقت تو اپنا گھوڑا
دھڑکتا ہے گاوِ زمیں کا کلیجا

اُڑاوے صبا خاک میری اگر تو
تو کوچے میں اُس بے وفا ھی کے * لیجا

بھلے اور برے کی پریرو کو 'تاباں' †
وہ مانے نہ مانے تو اُس کو کہے جا

—*—

کیا کہوں میں ماجرا اپنے دل بیتاب کا
آب جس کو دیکھہ کر زہرا ہوا سیماب کا

آئینہ میں دیکھہ اپنی زلف اور معلوم کر
پوچھہ مت احوال میرے دل کے پیچ وتاب کا

جب سے دیکھی ہے تیرے رخ کی جھلک اے شعلہ رو
رنگ تب سے زرد ہے خورشید عالمتاب کا

پیچ میں آ زلف کے کوئی سروقد نہیں بچا
خشک کردینا شجر کا کام ہے لبلاب کا

خنجر مژگاں کا مارا کوئی جیتا ھی نہیں
کیا جیے مذبوح 'تاباں' دشنۂ قصاب کا

—*—

*(ن) کے نہ †(ن) بھلی اور بری سب پریرو سے تاباں

آشنا ہو چکا ہوں میں سب کا
جس کو دیکھا سو اپنے مطلب کا

شیخ کیا کیا تو پاوے کیفیت
یار ہو گر ہمارے مشرب کا

آ کبھو تو میری طرف کافر
میں ترستا ہوں دیکھہ تو کب کا

ہیں بہت جامہ زیب پر ہم نے
کوئی دیکھا نہیں تری چھب کا

اے طبیبو سواے وصل کہو
کچھہ بھی درماں ہے عشق کی تب کا

جب سے آیا عدم سے ہستی میں
آہ روتا ہی میں رہا تب کا

بلبلو کیا کروگے اب چھٹ کر
گلستاں تو اُجڑ چکا کب کا

میرے روز سیہ کو وہ جانے
دکھہ پڑے جس پہ ہجر کی شب کا

ہم تو 'تاباں' ہوے ہیں لا مذہب
منجھیلا † دیکھہ سب کے مذہب کا

— * —

یہاں پلک بھی نہ ہم سکیں چھپکا
ایسا قاصد تو جائیو لپکا

---

†(ن) مجھلا

غم میں ساقی کے اشک کا میرے
ہے لگا مینہ کی طرح تپکا

آرزو ہی رہی پہ دانۂ تاک
قطرۂ مے کبھو نہ ہو تپکا

دیکھ اس ماہرو کو اے 'تاباں'
کیا تو چیتے کی طرح سے لپکا

— * —

جدائی سے تری کیا جانئے کیسا الم ہوگا
پہ اتنا جانتا ہوں میں کہ جینا بھی ستم ہوگا

میں حیراں ہوں کرے گا عذر کیا اس وقت اے ظالم
کہ جب میرا نشان آہ محشر کو علم ہوگا

ہمارے میکدے میں ہیں جو کچھ کیفیتیں ظاہر
کب اِس خوبی سے اے زاہد تیرا بیت حرم ہوگا

جلادوں ریش قاضی بوجھ ریش محتسب کو میں
کوئی مجھ سا بھی رند و کیفی و بد مست کم ہوگا

تجھے جلدی ہے کیا اے شمع پروانے کے مرنے کی
کوئی دم کے تئیں آپ ہی یہ بیچارہ عدم ہوگا

پڑے گا میرے اور یعقوب کے شبہ قیامت کو
کہ میرا پیرہن بھی دیدۂ گریاں سے نم ہوگا

نہ ہو اِن زاہدوں کی ضد سے بیت اللہ کا حاجی
عرب سے لے کے تو بدنام 'تاباں' تا عجم ہوگا

— * —

رکھتا تھا ایک جی سو ترے غم میں جا چکا
آخر تو مجکو خاک میں ظالم ملا چکا

کچھ فائدہ نہیں ہے نصیحت کا اب تری
ناصح حیا میں عشق میں اپنی اُڑا چکا

کاکل کی طرح کیوں نہ پریشاں مجھے کرے
تو جانتا ہے دام میں میرے یہ آچکا

کس منھہ سے بولتے ہو مخطط ہو مجھہ سے اب
جب تک تھا حسن ناز تمھارے اُٹھا چکا

کرتے ہو میرے عشق کا یارو عبث علاج
میں جانتا ہوں مجھہ سے یہ آزار جا چکا

خاطر میں میری ایک بھی آیا نہ اُس کا جور
سو آفتوں کو چرخ مرے سر پہ لا چکا

بیتابیوں کا عشق کی کرتا ہے کیوں گلا
تاباں اگر یہ دل ہے تو آرام پا چکا

—*—

جفا سے اپنی پشیماں نہ ہو ہوا سو ہوا
تری بلا سے مرے جی پہ جو ہوا سو ہوا

سبب جو میری شہادت کا یار سے پوچھا
کہا کہ اب تو اسے گاڑ دو ہوا سو ہوا

مبادا اسن کے میرا قتل اور کوئی بھڑ کے *
نہ اشتہار دو چپکے رہو ہوا سو ہوا

---

*(ن) بھڑ کے آہ۔

یہ درد عشق مرا جی ھی لے کے چھوڑیگا
ھزار کوئی دوائیں کرو ھوا سو ھوا

ھمارے دل کی حقیقت کو پوچھتے ھو کیا
تمھارے ھاتھہ سے اے دلبرو ھوا سو ھوا

بھلے برے کی ترے عشق میں اُڑادی شرم
ھمارے حق میں کوئی کچھہ کہو ھوا سو ھوا

نہ پائی خاک بھی تاباں کی ھم نے پھر * ظالم
وہ ایک دم ھی ترے روبرو ھوا سو ھوا

— * —

خوباں سے اگر مجکو سروکار نہ ھوتا
تو دل کو مرے ھاے کچھہ آزار نہ ھوتا

دل بستگیٔ زلف اگر دل کو نہ ھوتی
تو دام بلا میں یہ گرفتار نہ ھوتا

مژگاں نہ تری کھینچتیں گر دل کو ھراک کے
تو کوئی تری چشم کا بیمار نہ ھوتا

یوسف کی کبھو گرمیٔ بازار نہ ھوتی
گر اُس کا زلیخا سا خریدار نہ ھوتا

غم سایۂ طوبیٰ کا مرے دل سے نہ جاتا
گر مجکو ترا سایۂ دیوار نہ ھوتا

تاریک ھی رھتا یہ مرا کلبۂ احزاں
گر یار مرا شمع شب تار نہ ھوتا

* (ن) اے۔

'تاباں' نے تمنا میں تری جی کو دیا ھاے *
گر رحم تو کرتا تو گنھہ گار نہ ھوتا

— * —

کہاں تک سہ سکے ھر روز اُتھہ کر کوئی غم کھانا
الہی ھے مرے نزدیک بہتر اس سے مر جانا

میں باتیں عشق کی کسطرح سے ناصح کو سمجھاؤں
کہ جو احمق ھو' ھے بے فائدہ کچھہ اس کو سمجھانا

ھمیشہ غیر کے جاتے ھو اپنے شوق سے ھر دم
بلاتے ھیں اگر ھم تم کو تو یہاں ناز سے آنا

ارے ناصح میں کہتا ھوں کہ مت دے پند تو مجکو
وگر نہ سوجھتا ھے آبرو کا تیری اب جانا

جو ھووے تند خو معشوق اور دانا کہاتا ھو
جو دل چاھے سو اُس سے کر کے پھر نادان ھو جانا

یہ زنجیریں بھی ساری توڑ اور زنداں بھی چھوڑے گا
خدا حافظ ھے اب کی بے طرح بپھرا ھے دیوانا

ھمیشہ کھینچتا ھے یہ تمھاری زلف و کاکل کو
تمھارے سر چڑھا ھے بے طرح کچھہ آن کر شانا

ھمیشہ دیکھتا تھا اس کو چھپ کر چوری چوری سے
الہی کیا کروں میں آج تو اُن نے بھی پہچانا

خدا دیوے اگر قدرت مجھے تو ضد سے زاھد کی
جہاں تک مسجدیں ھیں میں بناؤں توڑ بتخانا

---

* (ن) ھے -

نہ رکھنا پانو اے ناصح نصیحت کی طرف ہرگز
وگرنہ سوجھنا ہے روز تجکو جوتیاں کھانا

تو پہلے سیکھہ لے 'تاباں' سے شغل کبک بازی کو
کوئی یوں بوالہوس آتا ہے مہ رویاں کا پرچانا

— * —

سر پہ مرے سایہ کیا گر اے ہما تو کیا ہوا
یا کھائے میرے استخواں بعد از فنا تو کیا ہوا

ظالم وفا میری میں کچھہ ہرگز کمی ہونے کی نہیں
تونے اگر مجھہ پر کئے جور و جفا تو کیا ہوا

جیتا ہے جب تک تب تئیں شور جنوں مجنوں میں ہے
صحرا سے زنداں میں اُسے لاکر رکھا تو کیا ہوا

مرنے سے بھی * ممکن نہیں جو وصل ہووے یار کا
فرہاد نے سر پھوڑ کر جی کو دیا تو کیا ہوا

جینے کی غافل حرص کیا آخر ملیگا خاک میں
گر چار دن اس دھر کی کھائی ہوا تو کیا ہوا

کوئی میں تو اُس کے وصل کی امید سے مایوس نہیں
وہ شوخ رہتا ہے اگر مجھہ سے جدا تو کیا ہوا

دنیا کے نیک اور بد سے کچھہ 'تاباں' نہیں ہے غم مجھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اورووں ہوا تو کیا ہوا

— * —

دل درد اور الم میں گرفتار ہی بھلا
یہ بے نصیب عشق کا بیمار ہی بھلا

(*) ن مر گئے پہ بھی -

ہر گلبدن کے عشق میں دیتا ہے مجھ کو رنج
پہلو میں ایسے دل کی جگہ خار ہی بھلا

زاہد ترا تو دین سراسر فریب ہے
رشتے سے تیرے سبحہ کے زنار ہی بھلا

ہوتے ہیں مفت جان کے دشمن یہ خوبرو
اقرار سے اس عشق کے انکار ہی بھلا

منظور نہیں ہے رحم اگر میرے حال پر
ظالم لگا تو کھینچ کے تروار ہی بھلا

راحت تو وصل میں بھی میسر نہیں ہمیں
ہم کو تمہارے ہجر کا آزار ہی بھلا

تاباں کو سن کے خاک بسر یار نے کہا
سودائی اس طرح کا سدا خوار ہی بھلا

— * —

صبح آغوش میں تھا مہر درخشاں میرا
اس سبب خانۂ دل آج ہے تاباں میرا

سرو تعظیم کرے پھول کریں جھک کے سلام
جائے گلشن میں اگر سرو خراماں میرا

غیر کے ساتھ جو دیکھا ہے اسے بال کھلے
اس سبب دل ہے نپٹ آج پریشاں میرا

میں ہوں فرہاد سا مجنوں مجھے کیا شہر سے کام
میں سلامت رہوں، اور کوہ بیاباں میرا

اِس ہوا میں نہیں وہ یار پیوں کیونکہ شراب
جی کڑھاتا ہے نپٹ آج یہ باراں میرا

اشک گلگوں جو گرے بسکہ مری انکھیوں سے
ہوگیا دامن گلچیں یہ گریباں میرا

گرم ہے عشق کا بازار اُسی سے اب تو
حق تعالیٰ کرے جیتا رہے 'تاباں' میرا

—*—

سجا ہے خوب کیا پھبتا اہاہاہا ! اہاہاہا
کہ بل جاتا ہے جی میرا اہاہاہا ! اہاہاہا

تیرا منہ چاندنی میں ماہرو، دیکھا تھا میں اک شب
نظر آیا تھا کیا جھمکا اہاہاہا ! اہاہاہا

لٹا کر عشق میں گھر بار اے میرے میاں تیرے
ہوا ہوں خلق میں رسوا اہاہاہا ! اہاہاہا

گلا بی ہاتھہ میں ہے اور بغل میں یار ہے * میرے
کسے یہ عیش ہے پیدا اہاہاہا ! اہاہاہا

وہ بچھڑا یار جن کو ڈھونڈتا تھا شہر میں یارو
سو میرے ہاتھہ اب آیا اہاہاہا ! اہاہاہا

ترے کوچہ میں عاشق ہوکے بسمل ہاتھہ سے تیرے
تڑپتا اوو کہتا تھا اہاہاہا ! اہاہاہا

اگر عالم میں آئی عید تو آنے دو اے یارو
ہمارے گھر میں یار آیا اہاہاہا ! اہاہاہا

* (ن) نازنین -

چمک تو آئینہ اور مہر و مہ میں ہے ولے دلبر
ترا بھی ہے عجب مکھڑا اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

ہوا آزاد دنیا سے اہو ہو ہو! اہو ہو ہو
علائق سے میں اب چھوٹا اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

پھپھولے پانو میں ہیں اور خار دشت ہیں یارو
اکیلا میں ہوں اور صحرا اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

چسی ہے کہنیوں سے آستیں چولی بھی مسکی ہے
ہے تسپہ لت پتا پھیٹا اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

تمہاری زلف کا عالم تو سودائی ہے اے پیارے
ہوا اب مجھ کو بھی سودا اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

مے و معشوق ہے اور باغ ہے اور مینھ کا یارو
لگا ہے زور ہی جھمکا اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

یہ تھا ویران مجنوں بن قدم سے مجھ دوانے کے
ہوا آباد پھر صحرا اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

نہ زلفیں ہیں نہ ہیں کاکل نہ* خط ہے اور نہ پٹے ہیں
تیرا کیا صاف ہے چہرا اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

رہے محروم سب مینوش اُس کی بزم میں لیکن
مجھے ساقی نے دی صہبا اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

کہا میں راست 'تاباں' دیکھ اُس خوش قد ظالم کو
اہا ہا ہا! اہا ہا ہا! اہا ہا ہا! اہا ہا ہا

— * —

* (ن) نہ خط و خال ہیں ہرگز۔

اگر پتھروں سے ٹکڑے ہو کے اُڑ جاوے بدن میرا
نہ چھوٹے تو بھی لڑکو مجھ سے یہ دیوانپن میرا

دیا ہے جی میں اپنا دیکھ کر سبزجس کے جامے کی
اُسی کا لے کے دامن کیجیو یارو کفن میرا

خجالت سے سر اپنا تب سے رکھا ہے گریباں میں
چمن میں جب سے دیکھا چاک گل نے پیرہن میرا

مجھے جو دیکھتا ہے اب نہیں پہچانتا ہرگز
ضعیفی سے ہوا ہے اس قدر لاغر بدن میرا

مجھے پروا نہیں اے ابر رحمت کچھ تیری ہرگز
کہ رہتا ہے سدا سر سبز گریے سے چمن میرا

کروں گر آہ آتش ناک غم سے شمعرویوں کے
بھڑک اُٹھے طرح شعلے کے ہر مرے بدن میرا

مجھے آتا ہے رونا ایسی * غربت پر کہ اے تاباں
ہوا ہوں عشق میں بے خانماں چھوٹا وطن میرا

— * —

کوئی دوسرا مجھ سا ناداں نہ ہوگا
کہ دل دے تجھے پھر پشیماں نہ ہوگا

میں اب جائے مجنوں کے ہوں بعد میرے
پھر آباد ہرگز بیاباں نہ ہوگا

ستمگر کو کیا حال اپنا سناؤں
مرا درد و غم † اس سے پنہاں نہ ہوگا

* (ن) اپنی تنہائی پہ — † (ن) دردِ دل

مجھے تب تلک کون جانے گا مجنوں
مرا چاک جب تک گریباں نہ ہوگا

جفا جو کرے گا سو یہ دل سہے گا
کبھو تیرے ہاتھوں سے نالاں نہ ہوگا

اگر چھوڑ دے گا تو ہم کو قفس سے
تو صیاد کیا تیرا احساں نہ ہوگا

ترے خط کے آئے سے اے سرو قامت
سب آزاد ہونگے پہ تاباں نہ ہوگا

— * —

جدا تجھ سے صنم گر عاشق رنجور ہو جاتا
خدا جانے تو کیا حال دل مہجور ہو جاتا

نہ ان جلاد نے تن سے کیا سر کو جدا میرے
میں خوش ہوتا اگر یہ بار گردن دور ہو جاتا

لگا تھا شیشۂ دل جا کے میرا مست کے ہاتھوں
اگر تک چھوڑتا اس کو تو چکنا چور ہو جاتا

ملیحان عرب اے سانورے گر دیکھتے تجھ کو
ملاحت اور نمک کا تیرے اُن میں شور ہو جاتا

نہ ہوتا دل مرا محتاج صہبا کا تری ساقی
مےء وحدت سے یہ ساغر اگر معمور ہو جاتا

گریباں کے عوض گر چاک کرتا اپنے سینے کو
تو عالم میں مرا دیوانہ پن مشہور ہو جاتا

نہ آتا چاہ سے ہو مہرباں وہ یوسف ثانی
تو جوں یعقوب روروغم سے 'تاباں' کور ہو جاتا

—*—

کون سا عاشق ترے کوچے میں گریاں ہو گیا
اشک خونیں سے بنا کس کے گلستاں ہو گیا

کیوں کیا میں نے گریباں چاک اس کے غم میں ہائے
داغ سینہ کا مرے سب میں نمایاں ہو گیا

کیا بری ساعت تھی جو صیاد آیا باغ میں
ایک دم میں آشیاں بلبل کا ویراں ہو گیا

جب ہوی معلوم میرے تئیں حقیقت عشق کی
جیونا مرنا مرے نزدیک یکساں ہو گیا

بات کہتے بے ستوں میں کوہکن نے جی دیا
کام تو مشکل تھا لیکن اس کو آساں ہو گیا

کس ہوس سے بلبلیں جاتی تھیں گلشن کو چلی
راہ میں صیاد اُن کا دشمن جاں ہو گیا

صبح کو آیا ہمارے بر میں وہ خورشید رو
خانۂ دل دیکھ اس کے منھ کو تاباں ہو گیا

—*—

جو ہوگا رند مشرب اس کو ڈر سے کام کیا ہوگا
اگر قاضی بھی اس پر بھیجدے اعلام کیا ہوگا

بتاں کے عشق میں کافر ہوا ہوں چھوڑ کر حق کو
خدا جانے مرے اس کام کا انجام کیا ہوگا

کمی کیا مے کی ہو جاوے گی میخانہ میں اے ساقی
اگر ہم کو پلا دے گا کبھی اک جام کیا ہوگا

تو میرے جی کی حسرت کا رہ ایک ہی تیغ میں قاتل
اگر اوچھی لگاوے گا تو میرا کام کیا ہوگا

میں سارے شہر میں رسوا ہوا خوباں سے مل مل کر
زیادہ مجھ سے اے تاباں کوئی بدنام کیا ہوگا

— * —

میں ہو کے تیرے غم سے ناشاد بہت رویا
راتوں کے تئیں کر کے فریاد بہت رویا

حسرت میں دیا جی کو محنت کی نہ ہوی راحت
میں حال ترا سن کر فرہاد بہت رویا

گلشن سے وہ جوں لایا بلبل نے دیا جی کو
قسمت کے اُپر اپنی صیاد بہت رویا

نشتر تو لگاتا تھا پر خوں نہ نکلتا تھا
کر فصد مری آخر فصاد بہت رویا

کر قتل مجھے اُن نے عالم میں بہت ڈھونڈھا
جب مجھ سا نہ کوی پایا جلاد بہت رویا

جب یار مرا بگڑا خط آئے سے اے تاباں
تب حسن کو میں اس کے کر یاد بہت رویا

— * —

روا ہے یار کے تئیں نعش یار پر رونا
کبھو تو، تو بھی ہمارے مزار پر رونا

نہ گل رہے تھے چمن میں نہ شور بلبل تھا
خزاں کو دیکھہ کے آیا بہار پر رونا

عجب نصیب ہیں ان کے جنہیں میسر ہے
سر اپنا رکھہ کے سدا پائے یار پر رونا

میں اپنے دکھہ کو کہا سنگدل سے تو بھی ہائے
نہ آیا اس کو مرے حال زار پر رونا

بتاں کی سنگدلی دیکھہ کر خوش آتا ہے
اکیلے بیٹھہ کے تاباں بہار پر رونا

— * —

بیجا نہیں ہمارا یہ ڈاڑھ* مار رونا
تک کاڑھتا ہے یارو دل کا بخار† رونا

ظالم کے هجر میں ہیں دو عیش مجکو حاصل
اس کی گلی میں جانا اور زار زار رونا

جب اور کوئی گلرو، ہنس ہنس کے مجھہ سے بولے
سر ہاتھہ رکھہ کے تب تو اے میرے یار رونا

رخسار و زلف بن ہے اس گلبدن کے مجکو
مانند شمع و شبنم لیل و نہار رونا

دیتا نہیں ہے ساقی اس ابر میں پیالا
آتا ہے مجکو تاباں بے اختیار رونا

— * —

*(ن) دھاڑ
†(ن) غبار

Jammu & Kashmir University Library,

فرہاد سا کوئی عاشق اور قیس سا دیوانا
پیدا نہ ہوا ڈھونڈھا یہ کوہ یہ ویرانا

دن رات میں رہتا ہوں خوباں کے تصور میں
ہے شیشۂ دل میرا گویا کہ پری خانا

ایسے کے تئیں کوئی سر پر بھی چڑھاتا ہے
کھینچے ہے تری زلفیں کیا شوخ ہے یہ شانا

جب شمع کی لیتا ہے گُلگیر زباں منہہ میں
مرجاے ہے غیرت سے تب جل کے یہ پروانا

یہاں جام ہے گردش میں مانند فلک 'تاباں'
ہے دور قیامت تک آباد یہ میخانا

— * —

تعلق سے جہاں کے جو کوئی آزاد ہو بیٹھا
وہ آب زندگی سے اپنے بیشک ہاتھہ دھو بیٹھا

گلی میں اپنی روتا دیکھہ مجھکو وہ* لگا کہنے
کہ کچھہ حاصل نہیں ہونے کا* ساری عمر رو بیٹھا

ہمارا وہ بت کافر نظر آیا جسے یارو
وہ اپنا دین و ایمان دیکھتے ہی اُس کو کھو بیٹھا

زمیں بھی تیری ظالم عاشقوں کے جی کی دشمن ہے
ہوا وہ خاک سے یکساں تیرے کوچے میں جو بیٹھا

جو حق سعی تھا اپنی طرف سے کرچکا 'تاباں'
میں اب ہر طرح اُس کے وصل سے مایوس ہو بیٹھا

— * —

* (ن) یہ — † (ن) ہوے گا —

غنیمت جان جینا آدمی کا
بھروسا کچھہ نہیں اس زندگی کا

بتاں ھیں سخت ھی بے رحم اُن سے
لگے یارب نہ ھرگز دل کسی کا

لیا تھا دوستی سے جن نے دل ھاے
وہ اب دشمن ھوا ھے میرے جی کا

نہیں اک لمحہ بیتابی سے فرصت
الٰہی دل لگا تھا کس گھڑی کا

تمھارے لال کی سرخی کے آگے
لگے یاقوت کا بھی رنگ پھیکا

مجھے ترسا کے اُس کافر نے مارا
نتیجہ کیا یہی تھا عاشقی کا

تبسم دیکھہ اُس غنچہ دھن کا
جگر ٹکڑے ھوا ھے ھر کلی کا

نہ مانے جو کوئی حشمت کو 'تاباں'
وہ دشمن ھے محمد اور علی کا

— * —

یار ایسے شوخ کا ھونا نہ تھا
تخم دل میں درد کا بونا نہ تھا

کیا کروں اب کچھہ نہیں ھوتا علاج
دل کو اپنے ھاتھہ سے کھونا نہ تھا

مجھکو اپنے اشک کے پانی بغیر
نامۂ اعمال کو دھونا نہ تھا

تیر مژگاں سے مشبک ہوگیا
دل کو اُن کے روبرو ہونا نہ تھا

عشق ظاہر اب مرا 'تاباں' ہوا
مجھکو یوں بیتاب ہو رونا نہ تھا

—*—

ایسا نہیں طبیب کوئی اس دیار کا
چنگا کرے جو زخم کسی دل فگار کا

باد سموم لگتی ہے مجھکو نسیم صبح
تجھ بن خزاں ہے باغ میں موسم بہار کا

جاری ہے اس قدر کہ بہا دے کسی طرف
دشمن ہوا ہے اشک ہمارے غبار* کا

ہے سوزِ عشق یہاں تئیں مجھ میں کہ بعد مرگ
پروانہ مرغ روح ہو شمع مزار کا

رونا نہ ہوے جس کا لہو سے میرے بہار
ایسا نہیں ہے سنگ کوئی کوے یار کا

پتھر سے کیا عجب ہے جو نکلے شرر بھی سبز
ایسا ہی اب کے جوش ہوا ہے بہار کا

اکثر جو اس زمین کو ہوتا ہے زلزلہ
شاید گڑا ہے جسم کسی بیقرار کا

* (ن) مزار -

کس کس طرح سے دل میں گزرتی ہیں حسرتیں
ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا

'تاباں'، فلک نہ جان تو اس تیرہ روز * کو
گنبد ہے میرے دود دل داغدار کا

—*—

خیال مجھکو فقیری کا اب تلک تو نہ تھا
پر اب کروں گا مقرر کہ تو ہوا ہے جدا

یہ وہ فلک ہے کہ برباد دے گا دم میں حباب
اسی امید پہ خیمے کو تو نہ کر برپا †

تمھارے عشق میں ہوں، ہر طرف خراب و ذلیل
حیا و شرم گئی، ہر طرف ہوا رسوا

کیا ہے سر میں تری راہ عشق کو یہاں تک
کہ چومیں میرے قدم قیس و کوہکن بھی آ

گیا ہوں دونوں جہاں کے میں کام سے 'تاباں'
نہ کام دیں سے نہ دنیا کی کچھہ مجھے پروا

—*—

جہاں سے قطع ہوے نام بے وفائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے دن جدائی کا

مجھے ضرور ہے پاس ادب گلی کا تری
سبب نہ پوچھہ تو میری برہنہ پائی کا

* (ن) بخت -
† (ن) یہ چرخ دیوے گا برباد دم میں مثل حباب
کسی امید کے خیمے کو تو نہ کر برپا

حرم کو چھوڑ رھوں کیوں نہ میکدے میں شیخ
کہ یہاں ہر ایک کو ھے مرتبہ خدائی کا

میں تیرے راز سے محرم ھوں خوب اے زاھد
تو میرے آگے نہ لے نام پارسائی کا

کسی سے کریے مروت نہ اس زمانے میں
کہ اب برا ھی نتیجہ ھے یہاں بھلائی کا

گلی میں یار کے میں پاوں رکھہ سکوں کیونکر
کہ وھاں تو حکم نہیں مجھکو جبہہ سائی کا

ھے اس طرح کا مرا شوخ چنچل اے 'تاباں'
کہ جس سے برق کرے کسب اچپلائی کا

— * —

قفس میں گل کو جی ترسے ھمارا
کرو اے ھمصفیرو تم نظارا

سبب کیا ھے کہ تم روٹھے ھو ھم سے
بتاو کیا کیا ھم نے تمھارا

ارے صیاد ھم کو چھوڑ دے تو
قفس میں جی نہیں لگتا ھمارا

ھوا ھے عاشقاں سے کس طرح نرم
ترا دل سخت ھے جوں سنگ خارا

تو رویا اس قدر 'تاباں' کہ آخر
ھوا سب راز تیرا آشکارا

— * —

ہمیشہ رات کو غیروں کے * رہنا
پھر آکر صبح کے تئیں ہم سے کہنا

جو یار آیا تو میں دونگا دکھائی
تم اے انکھیوں میری مت پھوٹ بہنا

اگر شور دو عالم کم ہو لیکن
فغاں سے چپکے اے دل تو نہ رہنا

مرے بانکے کے زخم تیغ کے تئیں
نہیں رستم دلوں کا کام سہنا

عجب احوال ہے 'تاباں' کا میرے
کہ رونا رات دن اور کچھ نہ کہنا

—*—

عاشق میں اب تو شوخ ستمگر پہ ہو چکا
ہیہات اپنی جان سے یوں ہاتھ دھو چکا

پانی ہو بہہ گیا مرا نور نظر بھی سب
یہاں تک تو تیرے ہجر میں ظالم میں رو چکا

مجھ میں تمھارے عشق نے چھوڑا تو کچھ نہ تھا
رکھتا تھا ایک صبر سو اب وہ بھی کھو چکا

کانٹوں پہ کس طرح نہ پھروں اب میں لوٹتا
پھولوں کی سیج پر تو ترے ساتھ سو چکا

'تاباں' تو رشتۂ غم و اندوہ توڑ اب
تار نگہ میں اشک کے موتی پرو چکا

—*—

* (ن) سے -

جسے لذت سے درد و غم کے کچھ حاصل نہیں ہوتا
وہ ہرگز زمرۂ عشاق میں کامل نہیں ہوتا

کہا لا تقنطوا قرآں میں حق نے آپ اے واعظ
ڈراتا ہے ہمیں اور آپ تو قائل نہیں ہوتا

زبس حاصل ہوئی ہے اب ہمیں لذت خموشی کی
کسی سے بات کہنے کو ہمارا دل نہیں ہوتا

جو خون عاشقاں سے روز کئی دریا بہاتا ہے
ہمارا آشنا افسوس وہ قاتل نہیں ہوتا

تمہارے جور کا 'تاباں' نہیں کرتا کہیں شکوہ
یہ باتیں دل میں رکھتا ہے کبھو بیدل نہیں ہوتا

— * —

دشمن ہوں کیوں نہ شیخ فضیلت مآب کا
بے ربط سب کلام ہے اُس کی کتاب کا

خالی کبھو نہ ہوئیگا دل عشق سے مرا
شیشہ بھرا ہوا ہے یہ اور ہی شراب کا

آفت جو کچھ ہری سو ہوی مجھ پہ عشق میں
نقصان کیا ہوا دل خانہ خراب کا

قاصد کو میرے حکم کیا اُن نے قتل کا
حاصل ہوا سوال یہ تیرے جواب کا

'تاباں' فلک سے کیونکہ بھرے ساغر مراد
رہتا ہے واژگوں یہ پیالہ حباب کا

آئی بہار شورش طفلاں کو کیا ہوا
اہل جنوں کدھر گئے یاراں کو کیا ہوا

غنچے لہو سے تر نظر آتے ہیں تہہ بہ تہہ
اس رشک گل کو دیکھ گلستاں کو کیا ہوا

یاقوت لب ترا ہوا کیوں خط سے جرم وار
ظالم یہ رشک لعل بدخشاں کو کیا ہوا

اُس جامہ زیب غنچہ دہن کو چمن میں دیکھ
حیران ہوں کہ گل کے گریباں کو کیا ہوا

آنے سے تیرے خط کے یہ کیوں ہے گرفتہ دل
بتلا کہ تیری زلف پریشاں کو کیا ہوا

کیوں گرد باد سے یہ اُڑاتا ہے سر پہ خاک
ہوں میں تو جائے قیس بیاباں کو کیا ہوا

روتے ہی تیرے غم میں گذر گئی ہے اُس کی عمر
پوچھا کبھو نہ تو نے کہ 'تاباں' کو کیا ہوا

— * —

ہر چند اُس صنم کے لیے ہم نے کی دعا
ہوتی نہیں قبول ہماری کبھی دعا

یارب یہ میری خاک کرے پائمال وہ
لوح مزار پر بھی لکھوں گا یہی دعا

پہنچے سلام شوق مرا کیونکہ اُس تلک
جس تک کبھی پہنچتی نہیں ہے مری دعا

خالق نے خلق جس کو سراپا کیا ہے خُلق
جن نے برا کہا ہے اُسے ان نے دی دعا

قد حلقۂ کماں اسی حسرت میں ہو گیا
تیر ہدف کبھی نہ ہماری ہوی دعا

ہو کیا کشود کار کہ ہوتی نہیں کبھو
مفتاح قفل باب اجابت تری دعا

'تاباں' نہیں ہے مجھ سا کوئی خوش نصیب آج
جس سے ملا جہاں میں مجھے اُن نے دی دعا

—*—

ایسا ہی مرے اشک کا گر زور * رہے گا
تو شمع صفت جسم بھی پانی ہو بہے گا

† ظالم ترے چہرے سے نمودار تو خط ہو
دیکھیں کہ ترا ظلم کوئی کیونکہ سہے گا

جز ترک محبت کہ میں ناچار ہوں اس میں
مانوں گا میں سب، مجھ سے تو ناصح جو کہے گا

میں خواب میں دیکھا ہے اسے مہندی لگائے $
کیا جانئے کس کس کا لہو آج بہے گا

اخگر کو چھپا راکھ میں میں دیکھ کے سمجھا
'تاباں' تو تہ خاک بھی جلتا ہی رہے گا

—*—

* (ن) جوش - † (ن) ظالم ترے چہرے پہ نمودار ہے یہ خط - $ (ن) لگاتے -

گلشن میں زمانے کے کوئی یار نہ پایا
هم سب سے ملے ایک بھی غمخوار نہ پایا

رهتی هیں همیشه هی یه خونخوار و خوں آشام
کوئی هم نے تری چشم سا بیمار نہ پایا

گو هم سے جدا هو کے هوئے خوش تو رهو خوش
هم نے بھی کچھه اس بات سے آزار نہ پایا

کیا سچ تھی تیرے جامۂ زیبا کی که هم نے
پھر اپنے گریباں کا کہیں تار نہ پایا

وه جب سے هوا خاک تری راه میں ظالم
تاباں کا کہیں هم نے پھر آثار نہ پایا

— * —

تمهارے هاتهه سے پا کر بہت آزار دل میرا
بتاں ساری خدائی سے هوا بیزار دل میرا

بڑا تھا عرش سے بھی اپنے رتبه میں یه اے ظالم
هوا لیکن ترے کوچه میں آکر خوار دل میرا

کسی سے دل لگے تیرا تو هو معلوم اے ظالم
که کیا کیا کھینچتا هے عشق میں آزار دل میرا

رفو چاک گریباں کا تو کیا کرتا هے اے ناصح
خبر لے هے نگه کی تیغ سے افگار دل میرا

فغاں سے کام مانند جرس کیونکر نه هو اس کو
که هے مدت سے غم کا قافله سالار دل میرا

صنم اپنے خدا کا بھی نہیں میں ملتجی لیکن
مجھے کرتا ہے منت کش ترا ہر بار دل میرا

نشان آہ اس کو عشق نے بخشا ہے اے تابان
ہوا ہے فوج غم کا اب علم بردار دل میرا

— * —

اگر تو علائق سے چھٹ جائے گا
دلا زور ہی * لذتیں پائے گا

تو مجھہ کم سعادت پہ سایہ نہ کر
ہما تیرا اقبال اڑ جائے گا

الٰہی شب ہجر کی تاب نہیں
کبھی وصل کا روز بھی آئے گا

نہ دیکھو کبھی † ریش کو شیخ کی
ابھی جھاڑ ہو کر یہ لگ جائے گا

اگر دل لگایا ہے تاباں کہیں
تو غیر از اذیت تو کیا پائے گا

— * —

دل کو سمجھایا میں اپنے بارہا
چھوڑتا ہی نہیں یہ چسکا عشق کا

استخواں کا آپ وہ محتاج ہے
کب مجھے درکار ہے ظل ہما

(ن) * اے دل اور ہی- (ن) † کرئی

تم نے کعبے سے کیا ہے دل کو سرد
خیر دیوے اے بتاں تم کو خدا

میں جو دیکھا گور کن کی گور کو
لوح تربت پر یہ تاباں تھا کھدا

ذوق سے شیریں تو مل خسرو کے ساتھ
ہم نے چھاتی کے اوپر پتھر دیا

—*—

(ردیف ب)

مت تو آیا کر چمن میں بار بار اے عندلیب
آخر اس مستی کا کھینچے گی خمار اے عندلیب

کوئی دن کے تئیں خزاں کرتی ہے خوار اے عندلیب
جان گلشن میں غنیمت یہ بہار اے عندلیب

گر کرے گی نالہ و افغاں ہزار اے عندلیب
گل نہیں ہونے کا ہرگز تجھ سے یار اے عندلیب

دوستی پر گل کی تو مت بھولیو کہتا ہوں میں
باغ میں دشمن ہے تیرا خار خار اے عندلیب

کیا ہوا آئی خزاں تو دل میں مت ہونا ملول
پھر بھی اس گلشن میں آوے گی بہار اے عندلیب

آج آوے گا چمن میں وہ مرا رشک بہار
کیجیو زر اپنے گل کا تو نثار اے عندلیب

کیا عجب ہے بھول جاوے دل سے تیرے یاد گل
تو اگر دیکھے ہمارا گلعذار اے عندلیب

دیکهه کر ویراں ترا کل گلستاں میں آشیاں
مجکو وقت آئئی بے اختیار اے عندلیب

کیا هوا ظاهر میں گر شور و فغاں کرتی هے تو
کب هے تاباں کے برابر بیقرار اے عندلیب

— * —

گو کہ مت ظل هما هو مجهے اے یار نصیب
هوئے تیرا تو کبهو * سایۂ دیوار نصیب

رنج اور غم هی میں رهتا هوں گرفتار سدا
یا الهی کوئی مجهه سا بهی هے آزار نصیب

تجکو جس روز دیا تها دل شاداں حق نے
مجکو اس روز هوا تها یہ دل زار نصیب

مجکو آتی هے اسیران قفس پر رقت
کہ کبهو ان کو نهیں عشرت گلزار نصیب

آرزو هے کہ ترے غم سے بیاباں میں پهروں
اور هو آبلۂ پا کو ترے خار نصیب

جاگنے کی تو طرح اس کی نهیں اور کوئی
تیری ٹهوکر سے مگر هو مرا بیدار نصیب

کیوں نہ هو گرمیٔ بازار تب اس کی تاباں
جب زلیخا سا هو یوسف کو خریدار نصیب

— * —

* (ن) هو جیو تیرا کبهو

مت کر فغاں تو باغ میں زنہار عندلیب
صیاد ہو مبادا خبردار عندلیب

سیر چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھ
تو کس بلا میں ہوئی ہے * گرفتار عندلیب

آتا ہے مجھکو رحم کہ گلچیں کے ہاتھ سے
تو کھینچتی ہے سخت ہی آزار عندلیب

بیزار باغباں کو کیا تیرے شور نے
اے کاش تو نہ کھولتی منقار عندلیب

تنہا تو ہی خراب نہیں گلرخاں کے ہاتھ
'تاباں' بھی تیری طرح سے ہے خوار عندلیب

—*—

آرزو میں مے کی میں مرتا ہوں تو جائے گلاب
چھڑکیو تربت پہ میری آکے اے ساقی شراب

چرخ نے جوں نقش پا مجکو ملایا خاک میں
دستگیری کیجیو اس وقت میں یا بو تراب

آج آیا چاہتا ہے یار شاید گھر میرے
بیقراری جی کو ہے اور دل کو میرے اضطراب

ہوں مبرا کفر اور اسلام کی باتوں سے میں
ہو بنائے کعبہ ویراں یا ہو بت خانہ خراب

سن کے میرا سوز دل کہتا ہے وہ میخوار یوں
کیا کروں 'تاباں' خوش آتی ہے مجھے بوئے کباب

—*—

* (ن) ہیگی -

تمھارے ھجر میں رھتا ھے ھم کو غم میاں صاحب
خدا جانے جیئں گے یا مریں گے ھم میاں صاحب

اگر بوسہ نہ دینا تھا کہا ھوتا نہیں دیتا
تم اتنی بات سے ھوتے ھو کیا برھم میاں صاحب

خطا کچھہ ھم نے کی یا غیر ھے شاید تمھیں مانع
سبب کیا ھے کہ تم آتے ھو اب کچھہ کم میاں صاحب

اگر تو شہرۂ آفاق ھے تو تیرے بندوں میں
ھمیں بھی جانتا ھے خوب اک عالم میاں صاحب

تمھارے عشق سے 'تاباں' ھوا ھے شہر میں رسوا
تم اُس کے حال سے اب لگ نہیں محرم میاں صاحب

— * —

مجھہ پہ ھر روز جو کرتے ھو حکومت صاحب
کونسی کی ھے میرے ساتھہ مروت صاحب

آئینہ لے کے تو دیکھو کہ نکل آیا خط
تسپہ بھی ناز تمھارے ھیں قیامت صاحب

میری تقصیر تو تم پہلے کرو کچھہ ثابت
کیوں ھمیشہ مجھے دیتے ھو اذیت صاحب

غیر پر لطف و کرم ھم پہ توجہ بھی نہیں
واہ واہ تم کو یو نہیں چاھئے رحمت صاحب

یہ ستاتا ھے تو ایک روز میں جی دوں گا جان
آدمی میں بھی ھوں ھے مجھہ میں بھی غیرت صاحب

نگہ تند سے غیروں کی طرف تم دیکھو
اپنے بندوں پہ کرو لطف و عنایت صاحب

جو جفا ہم نے سہی کوئی بھی سہتا ہے بھلا
کیا کروں ہوں میں گرفتار محبت صاحب

ہم سے بیزار اگر ہو تو لو ہم جاتے ہیں
تم ہمیشہ رہو دنیا میں سلامت صاحب

کل جو 'تاباں' کے تئیں میں نے تمہارے دیکھا
حال پر اُس کے مجھے آگئی رقت صاحب

— * —

ہو کس طرح سے آکے تیرا ہمسر آفتاب
ممکن نہیں کہ ہوسکے ہر اختر آفتاب

ہوتا ہے جلوہ گر مرا ساقی تو شرم سے
منہہ ڈھانپتا ہے ابر کی لے چادر آفتاب

طاقت کہاں کہ تاب ترے حسن کی وہ لاے
رہتا ہے کانپتا ہی سدا تھرتھر آفتاب

کیوں داغ ہوگیا ہے سراپا تو رشک سے
دیکھا ہے تو نے کس کا رخ انور آفتاب

'تاباں' ہے سلطنت مجھے ملک جنون کی
ہر دشت پاے تخت ہے اور افسر آفتاب

— * —

(ردیف ت)

ہوا ہوں اس جہاں میں دل سے تیرا آشنا حشمت
کروں میں دولت دنیا کے تئیں اب لے کے کیا حشمت

جو تیرا آشنا ہو اُس کو سیم و زر سے کیا حاجت
میں تیرے ربط کے تئیں جانتا ہوں کیمیا حشمت

نہ ہوں محتاج دنیا میں کسی شاہ و گدا کا میں
رہے لطف و کرم ایسا ہی گر مجھہ پر ترا حشمت

تری باتوں میں اپنا درد غم سب بھول جاتا ہوں
کروں کس طرح تجکو آپ سے اکدم جدا حشمت

ہے سب کو آرزو ظل ہما کی مجکو کیا پروا
قیامت تک رہے سر پر مرے سایا ترا حشمت

سخن کے بحر میں آکے مری کشتی تباہی تھی
کنارے آلگی جب سے ہوا تو ناخدا حشمت

پرستش کیوں نہ دنیا میں کریں ہم اُس کی اے 'تاباں'
ہمارا قبلہ حشمت دین حشمت رہنما حشمت

—*—

ہو روح کے تئیں جسم سے کس طرح محبت
طائر کو قفس سے بھی کہیں ہو ہے محبت

گو ظل ہما مت ہو رہے سر پہ ہمارے
تا حشر تیرا سایۂ دیوار سلامت

اطوار تیرے باعث آفات جہاں ہیں
آثار تیرے ہیں گے سب آثار قیامت

صیاد نہ اب بے پر و بالوں کو تو اب چھوڑ
پھر حسرت گل دے گی ہمیں سخت اذیت

اسباب جہاں کی تو دلا فکر نہ کر تو
حاصل نہیں کچھ اس میں بجز رنج و مشقت

چھوڑوں گا نہ میں تجھکو ترے خط کے بھی آے
تو تب بھی نہ ہو یار تو یہ بھی مری قسمت

'تاباں' تو سدا سیر ہر اک گل کی کیا کر
اس گلشن ہستی کا نظارا ہے غنیمت

— * —

مرے قاتل کے سنمکھ کون آسکتا ہے کیا قدرت
سوا میرے کوئی آنکھیں لڑا سکتا ہے کیا قدرت

ترے کوچے میں ظالم کون جاسکتا ہے کیا قدرت
کوئی وھاں جاکے کب جیتا پھر آسکتا ہے کیا قدرت

یہ وہ بت ہیں جنھوں نے رام عالم کو کیا اپنا
کوئی ان سے لگاکر دل چھڑا سکتا ہے کیا قدرت

ہمیں معلوم ہیں زاھد کی ساری راز کی باتیں
ہمارے روبرو شیخی جتا سکتا ہے کیا قدرت

نگہ کی تیغ کی کس کو جراات ہے کہ ٹھیراوے
تیرے سنمکھ ہو عاشق ہی بچا سکتا ہے کیا قدرت

مرا بس ہو تو ہرگز خط نہ آنے دوں ترے لیکن
نصیبوں کا لکھا کوئی مٹا سکتا ہے کیا قدرت

کہا 'تاباں' یقیں نے شعر کا انداز سن میرے
مقابل آج اُس کے کوئی آسکتا ہے کیا قدرت

— * —

ساقی و بادہ موسم برسات
ہوں میسر جسے ز ہے اوقات

ہاتھہ میں اُس کے ہاتھہ تھا ھیہات
دل مرا گم ہوا ہے ہاتھوں ہات

میری روتی گزرتی گئی ہے عمر
اُن نے ہنسکر کبھو نہ پوچھی بات

سبزۂ خط کو کیوں نہ خضر کہوں
زلف تیری ہے کوچۂ ظلمات

طرح بسمل کی یار بن 'تاباں'
میں تڑپتا رہا ہوں ساری رات

—*—

بچتا ھی نہیں ہو جسے آزار محبت
یارب نہ کوئی ہووے گرفتار محبت

کہتے ھیں مری نبض کے تئیں دیکھہ طبیباں
جینے کا نہیں آہ یہ بیمار محبت

عاشق تو بہت ہوں گے پہ کوئی مجھہ سا نہ ہوگا
دیوانہ و اندوہ کش و خوار محبت

اس پنت میں کھینچوگے بہت خواری و ذلت
آساں نہیں اے بوالہوسو کار محبت

آزاد ہوا بوجھہ سے میں دونوں جہاں کی
جب سے کہ لیا سر کے اوپر بار محبت

آگے تو بہت دھوم تھی مجنوں کے جنوں کی
اب گرم مرے دم سے ہے بازار محبت

ناصح جو ترے جی میں ہو سو مجھ سے کرالے
کرنے کا نہیں ایک میں انکار محبت

گو جی ہی نکلتا ہو پہ معشوق سے عاشق
ہرگز نہ کرے چاہئے اقرار محبت

ہر چند چھپاوے گا یہ 'تاباں' نہ چھپیں گے
ظاہر ہیں ترے چہرے سے آثار محبت

— * —

دیکھ لو میرے یار کی صورت
ہے سراپا بہار کی صورت

خواب میں بھی نظر نہیں آتی
مجکو افسوس یار کی صورت

ایک عالم ہوا ہے سودائی
دیکھ کر زلف یار کی صورت

دیکھئے کیا تری ہوا میں ہو
میرے مشت غبار کی صورت

کٹ گیا دیکھ رنگ برگ کنول
کف پائے نگار کی صورت

دل ہے 'تاباں' کا غرق خوں تجھ بن
چشم ہے آبشار کی صورت

— * —

(ردیف ت)

گر نظر آوے کہیں وہ راہ بات
تو میں پوچھوں کیوں ہے تو مجھ سے اُچات

سرد دل ہو کیونکہ زخمی عشق کا
آب میں ترو'ر کب کرتی ہے کات

جیب تو کیا اب کے آنے دو بہار
کپڑے جامے کا کروں گا پات پات

فرش پر مخمل کے جو سوتے تھے ہائے
اب میسر ان کو نہیں ہوتا ہے ٹاٹ

کہکشاں نہیں دیکھ میرا چاک جیب
رشک سے چھاتی گئی گردوں کی پھاٹ

ایک کوڑی گرچہ پاوے شوم طمع
سر پہ رکھ لیوے اُٹھا کر چوم چاٹ

ہے مگر آزردہ وہ غنچہ دھن
آج تیرا دل ہے 'تاباں' کیوں اُچاٹ

—*—

(ردیف ث)

ظالم سے دل ہوا ہے مرا آشنا عبث
سہتا ہے اُس کے ہائے یہ جور و جفا عبث

اُن کو خدا کہیں تو نہ چھوڑیں گے کافری
ہونا ہے ان بتوں کے اوپر مبتلا عبث

اے دل سمجھ کہ کام ھے معشوق کا جفا
اُس بے وفا سے رکھ نہ امید وفا عبث

یہاں آکے ایک دم بھی نہ راحت ہوی نصیب
پیدا جہاں میں مجھ کو خدا نے کیا عبث

بے رحم و بے وفا و ستمگار و تند خو
'تاباں' تو جانتا تھا اُسے دل دیا عبث

—*—

(ردیف ج)

غیر کے ھاتھ میں اُس شوخ کا دامان ھے آج
میں ھوں اور ھاتھ مرا اور یہ گریبان ھے آج

لٹپٹی چال کھلے بال خماری انکھیاں
میں تصدق ھوں مری جان یہ کیا آن * ھے آج

کب تلک رھئے ترے ھجر میں پابند لباس
کیجئے ترک تعلق ھی یہ ارمان ھے آج

آئینہ کو تری صورت سے نہ ھو کیوں حیرت
در و دیوار تجھے دیکھ کے حیران ھے آج

آشیاں باغ میں آباد تھا کل بلبل کا
ھاے 'تاباں' یہ سبب کیا ھے کہ ویران ھے آج

—*—

در قفس کا ھاے کیوں ھوتا نہیں وا کیا علاج
تسپہ آئی فصل گل اب بلبلوں کا کیا علاج

* (ن) شان۔

خاک و خوں میں وہ تڑپتا ہی پڑا مرتا نہیں
اپنے بسمل کا بتا قاتل کرے گا کیا علاج

ہم کو تم بن ایک دم اے جان جینا ہے محال
تم تو ہوتے ہو جدا لیکن ہمارا کیا علاج

فصل گل کی سن خبر مجنوں مرا بن کی طرف
خانۂ زنجیر سے جاتا ہے نکلا کیا علاج

اب علاج اُس کے سے عاجز ہوگئے ہیں سب طبیب
ہاتھہ سے جاتا ہے 'تاباں' مفت اُس کا کیا علاج

— * —

جامہ زیبوں میں سجیلی ہے مرے یار کی سج
تنگ چولی کی سج اور پھینٹۂ بلدار کی سج

شرم سے سرو تھکت * ہوکے زمیں میں گڑ جاے
باغ میں گرچہ وہ دیکھے تری رفتار کی سج

پان کھاتا ہوا آتا ہے ادا سے جس وقت
قتل کرتی ہے اک عالم کو یہ خونخوار کی سج

مل گئی خاک میں یک لخت شعاع خورشید
دیکھہ کر سر پہ ترے طرۂ زر تار کی سج

کھینچ تلوار ڈراتا ہے مجھے اے 'تاباں'
بھولتی نہیں ہے میرے دل سے ستمگار کی سج

— * —

* (ن) تیری خجل --
* (ن) کل ہم نے خوب سیر جہاں کی چمن کے بیچ

(ردیف چ)

کی ہم نے سیر خوب جہاں کے چمن کے بیچ *
پائی نہ بو وفا کی کسی گلبدن کے بیچ

مدت ہوی کہ قتل ہوے تھے پر اب تلک
آتی ہے بو لہو کی ہمارے کفن کے بیچ

گل سینہ چاک سرو ہے گلشن میں سبز پوش †
ماتم ہے عندلیب کا شاید چمن کے بیچ

خسرو کے پاس چھوڑ کے شیریں کو مر گیا
غیرت یہی تھی عشق کی کیا کوہکن کے بیچ

دیکھا نہ تجکو سیر کیا قتل تونے ہاے
حسرت جو من میں تھی سو رہی من کی من کے بیچ

اُس شعلہ خو کو غیر کی محفل میں دیکھ کر
مانند شمع آگ لگی جان و تن کے بیچ

ہنستا ہے گل چمن میں تو نالاں ہے عندلیب
دو دل خوشی نہ دیکھے کبھی اس چمن کے بیچ

'تاباں' کسی سے عشق ہمارا چھپا نہیں
آتی ہے بوے درد ہمارے سخن کے بیچ ‡

— * -

گر فصل گل میں ہم نہ گئے گلستان کے بیچ
پھر کیا کرینگے جاکے چمن میں خزاں کے بیچ

* (ن) کل ہم نے خوب سیر جہاں کی چمن کے بیچ - † (ن) سر بلا جیب -
‡ (ن) بو مشک کی چھپی ہے کہیں بھی ختن کے بیچ -

صیاد نے قفس میں کیا بند اُن کو آج
کل بلبلیں جو باغ میں تھیں آشیاں کے بیچ

تارے نہ جانیو کہ مرے تیر آہ سے
سوراخ ہوگئے ہیں یہ سب آسماں کے بیچ

ہنستا ہے گل چمن میں تو نالاں ہے عندلیب
دو دل خوشی نہ دیکھے کبھی اس جہاں کے بیچ

'تاباں' میرے صنم کو خدا کا بھی ڈر نہیں
بے رحم و سنگ دل ہے وہ کافر بتاں کے بیچ

— * —

یہ جو ہیں اہل ریا آج فقیروں کے بیچ
کل گنیں گے حُمقا ان ہی کو پیروں کے بیچ

میں بھی اس زلف کا قیدی ہوں خدا حافظ ہے
کوئی جیتا نہ بچا جس کے اسیروں کے بیچ

ذکر یا سے نہیں آپ کو گنتا کچھ کم
ذکر ارہ جسے آتا ہے فقیروں کے بیچ

شیخ دل میں کرے ہے نذر کے پیسوں کا حساب
نام کو نقش یہ لکھتا ہے لکیروں کے بیچ

اشک میرے نے ڈبایا ہے تمام عالم کو
رہ گئے ہیں گے کچھ اک لوگ جزیروں کے بیچ

دیکھ کر ان کے تئیں شاہ بھی مردی پکڑے
ہو شجاعت کا اگر جز و امیروں کے بیچ

اس کی مژگاں کے مقابل تو نہ ہونا تاباں
دل ترا منت میں چھن جاے گا تیروں کے بیچ

— * —

(ردیف ح)

دیکھہ اس کو خواب میں جب آنکھہ کھل جاتی ہے صبح
کیا کہوں میں کیا قیامت مجھہ پہ تب لاتی ہے صبح

شمع جب مجلس سے مہ رووُں کی لیتی ہے اُٹھاے
کیا کہوں کیا کیا سمیں اس وقت دکھلاتی ہے صبح

جس کا گورا رنگ ہو وہ رات کو کھلتا* ہے خوب
روشنائی شمع کی پھیکی نظر آتی ہے صبح

پاس تو سوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں
منتیں کرتے ہی ساری رات ہوجاتی ہے صبح

نیند سے اُٹھتا ہے تاباں جب مرا خورشید رو
دیکھہ اس کے منہہ کے تئیں شرما کے چھپ جاتی ہے صبح

— * —

نمکیں حرف ہے مرا یہہ فصیح — کل شیئٍ من الملیح ملیح
وقنا ربنا عذاب النار — شمع کی ہے ہمیشہ یہ تسبیح
لمن الماء کل شیئٍ حی — شرب مے سے ہوا ہے مجھکو صحیح
مثلہٗ لیس واحدٌ غرا — ماہ کنعاں بھی تھا اگرچہ فصیح

*(ن) لگتا -

جی میں آوے سو کہہ تو 'تاباں' کو
لیس من فیک شنمنا بقبیح

—*—

ابرو ترے نے مجھ پہ کیا وار بے طرح
دل میں مرے لگی ھے یہ تروار بے طرح

ڈرتا ھوں جوں چنار مبادا میں جل اٹھوں
نکلے ھے دل سے آہ شرر بار بے طرح

ممکن نہیں کہ عشق کے ھاتھوں سے جی بچے
پیدا ھوا ھے مجکو یہ آزار بے طرح

عالم تمھارے بیچ میں آوے گا آج جان
تم نے سجا ھے پھیٹہ بلدار بے طرح

پگڑی کو بیچ اس کی پئے گا شراب آج
زاھد کی فکر میں ھے وہ میخوار بے طرح

کیا جانئے کہ آج کس عاشق کی ھے اجل
کیفی ھوا ھے آج مرا یار بے طرح

ممکن نہیں قفس سے خزاں تک بھی یہ چھٹے *
بلبل ھوئی ھے اب کے گرفتار بے طرح

غارتگری کو ھاے ترے ملک حسن کی
ھے فوج خط کی گرد نمودار بے طرح

*(ن) کہ گل تک پہنچ سکے -

'تاباں' بتا کہ یار کو کیوں کر منائیے
اب کے ہوا ہے مجھ سے وہ بیزار بے طرح

—*—

پھر بہار آتی ہے جی ڈرتا ہے میرا بے طرح
ہر طرف شور جنوں ہووے گا برپا بے طرح

فصل گل آنے تئیں معلوم نہیں ہوتا ہے کیا
ہے مجھے یارو ابھی سے جوش سودا بے طرح

دیکھئے طوفان کیا ہو اس تنور چشم سے
آج میرے اشک کا امڈا ہے دریا بے طرح

عاشقاں کی صف میں اب کوئی دم کو ہو ہے قتل عام
تیغ ابرو سے تو کرتا ہے اشارا بے طرح

سن یقیں کے مصرعۂ رنگیں کو تاباں جی اٹھا
پھر مروج ہو چلا دین مسیحا بے طرح

—*—

یار روٹھا ہے مرا اس کو مناؤں کس طرح
منتیں کر پاؤں پڑ اس کے لیاؤں کس طرح

جب تلک تم کو نہ دیکھوں تب تلک بے چین ہوں
میں تمہارے پاس ہر ساعت نہ آؤں کس طرح

دل دھڑکتا ہے مبادا اُٹھ کے دیوے گالیاں
یار سوتا ہے مرا اس کو جگاؤں کس طرح

بلبلوں کے حال پر آتا ہے مجکو رحم آج
دام سے صیاد کے ان کو چھڑاؤں کس طرح

یار بانکا ہے مرا چھت تیغ نہیں کرتا ہے بات
اس سے اے تاباں میں اپنا جی بچاؤں کس طرح

—*—

کس سے پوچھوں ہاے میں اس دل کے سمجھانے کی طرح
ساتھ طفلاں کے لگا پھرتا ہے دیوانے کی طرح

یار کے پاؤں پہ سر رکھ جی کو اپنے دیجئے
اس سے بہتر اور نہیں ہوتی ہے* مرجانے کی طرح

کب پلاوے گا تو اے ساقی مجھے جام شراب
جاں بلب ہوں آرزو میں مے کی پیمانے کی طرح

مست آتا ہے پئے مے آج وہ قاتل مرا
کچھ نظر آتی ہے مجھ کو اپنے جی جانے کی طرح

شمع رو کے گرد پھرتی ہیں سدا قربان ہو
چشم میری پر لگا مژگاں کے پروانے کی طرح

باغ میں گل نے کیا اپنے تئیں لوہو لہان
دیکھ اس غنچہ دہن کے پان کے کھانے کی طرح

فصل گل آئی ہے تاباں گھر میں کیا بیٹھا ہے یوں†
کر گریباں چاک جا صحرا میں دیوانے کی طرح

—*—

دیکھ بر میں گلبدن کے جامۂ رنگیں کی طرح
اس کے دامن سے لگا پھرتا ہوں میں گلچیں کی طرح

میں خطا کی جو کہا سنبل کو یہ مشک ختن
دیکھ کر اے منہرن اس طرۂ مشکیں کی طرح

---

*(ن) ہووے گی ۔ *(ن) تو ۔

کیونکہ چھوڑوں غم سے اس کے سر طرح فرہاد کی
یار میرا اور کا ہوجاے گا شیریں کی طرح

باز نہیں آتا تھا یہ ابتو دبوچا شوخ نے
پنجۂ مژگاں سے میرے دل کے تئیں شاہیں کی طرح

مل بتاں سے کھو کے ایماں دل سے بھولا ہوں خدا
کوئی کافر بھی نہ ہوگا مجھہ سے بد آئیں کی طرح

تک رہا ھے یہ کوئی سونے کی چڑیا آ پھنسے
دام سبحہ لے کے زاہد گربۂ مسکیں کی طرح

ہاتھہ سے تاباں یکایک دل مرا جاتا رہا
دیکھہ کر اس سیمتن کی ساعد سیمیں کی طرح

—*—

میرا سینہ ھے ترے ہجر میں مجمر کی طرح
تسمیں رکھتا ہوں دل خستہ میں اخگر کی طرح

روشنی صبح بنا گوش کی ھے منہہ سے زیاد
در کا موتی ھے ترے کان میں اختر کی طرح

روز آ سر کو مرے پانو سے ٹھکراتا تھا
بھولتی نہیں ھے مرے دل سے ستمگر کی طرح

مرد کہتے ھیں اُسی مرد کو سب اہل تمیز
جو کرے زیست کو دنیا میں قلندر کی طرح

یار گر میری طرف پانو رکھے اے 'تاباں'
کفش کو اُس کے رکھوں سر پہ میں افسر کی طرح

—*—

کیا کہوں غم میں تیرے دن کے گزرنے کی طرح
اور ہر رات تری یاد میں مرنے کی طرح

جو کہ عاشق ہو میں کہتا ہوں اُسے لیوے سیکھ
شمع سے جلنے کی پروانے سے مرنے کی طرح

جان جاتی ہے مری جان کو کوئی لے آوے
اس سوا اور نہیں جیو کے بچنے کی طرح

قطب میں سیر ترے ساتھ جو کی تھی کر یاد
اشک جاری ہیں مرے چشم سے جھرنے کی طرح

اب تلک دل سے نہیں بھولتی ہے اے تاباں
ساتھ سوتے مرے اس شوخ کے ڈرنے کی طرح

— * —

جاں بلب ہیں غم میں تیرے ساغر و صہبا کی طرح
اشک جاری ہیں ہماری چشم سے مینا کی طرح

غیر غم ہم نے کبھو راحت نہ دیکھی دہر میں
نام ہی سنتے رہے ہیں عیش کا عنقا کی طرح

باد سے جنبش نہیں ہے سرو کو ہے کانپتا
دیکھ کر اے شوخ تیرے قامت رعنا کی طرح

رشک سے گل نے کیا ہے چاک اپنا پیرہن
دیکھ میرے گلبدن کے جامۂ زیبا کی طرح

آبرو، یکرنگ، ناجی، احسن اللہ اور ولی
ریختہ کہتے نہ تھے 'تاباں' مرے سودا کی طرح

— * —

چشم ہیں اُس گلبدن کی نرگستاں کی طرح
گل سے گالوں پر ہیں زلفیں سنبلستاں کی طرح

سب مرادیوان ہے ان گلرخاں کے وصف میں
چاہئے مشہور ہو یہ بھی گلستاں کی طرح

جھوٹ کہتا ہے یہ واعظ کب ہے جنت میں بہار
ایک گل بھی واں نہیں یہاں کے گلستاں کی طرح

ہائے کیا کیا خوبرو آگے تھے میرے ہم سبق
یاد آتی ہے مجھے اپنی دبستاں کی طرح

میں تو اُس کے دیکھتے ہی دل سے پروانہ ہوا
یار ہے 'تاباں' مرا شمع شبستاں کی طرح

— * —

بلبل کی آہ گرم کے دیکھو اثر کی طرح
نکلے ہے شاخ گل سے ہراک گل شرر کی طرح

گر وا کرے تو بند قبا شب کو غیر پاس
ہو چاک غم سے سینۂ عاشق سحر کی طرح

تیرے دہن کی فکر میں ازبس ہوا تھا غرق
معدوم ہو گیا ہوں میں تیری کمر کی طرح

دہشت سے ہونٹ سوکھ گئے ہیں محیط کے
دیکھی ہے جب سے اُن نے مرے چشم تر کی طرح

ہو گئے خراب گھر سے نکل طفل اشک ہائے
رکھتے تھے ورنہ آب یہ 'تاباں' گہر کی طرح

— * —

چاک کرتا ھوں گریباں اپنا میں گل کی طرح
یاد جب آتی ھے مجکو تنگ پوشاں کی طرح

کوئی سجیلا اب تلک بھی ساجتا* دیکھا نہیں
تنگ پوشی میں بھی سارے خوبرویاں کی طرح

زیب اور پوشاک بن کہتے ھیں جس کے دل میں چھب
سب پری رویاں میں ھے ایسی سلیماں کی طرح

ابر میں چھپ جاے جھمکے دیکھتے ھی آفتاب
دیکھی ھے 'تاباں' کبھی ان ماہ رویاں کی طرح

— * —

(ردیف خ)

کیا قتل اُن نے کرکے پیرھن سرخ
ھمارا کیجیو یارو کفن سرخ

زباں ھوتی ھے اُس کے وصف میں لال
کہ جس کا رنگ پان سے ھے دھن سرخ

بہا انکھوں سے یہاں تک خون دل ھاے
کہ میرا ھوگیا ھے پیرھن سرخ

نظر آتی نہیں یہ گُل ھوا ھے
ھمارے اشک خونیں سے چمن سرخ

اگائیں باغ میں لالہ زمیں سے
ھوا خون شہیداں سے چمن سرخ

* (ن) بے ساختہ -

بہار آئی ہے 'تاباں' دیکھہ چل کر
ہوا ہے ہر طرف تیسو سے بن سرخ

— * —

* تجکوں غرض نہیں ہے کسو آشنا سے شوخ
کوئی مرو یا کوئی جیو تجہ بلا سے شوخ

معلوم اب ہو تجہ کو مرے دل کا حال سب
تیرا بھی دل لگے جو کسی بے وفا سے شوخ

آتا ہے جی میں میں کہ † کروں اب وفا کو ترک
یہاں تک خفا ہوا ہوں میں تیری جفا سے شوخ

کرتا ہے تو جو قتل ہر عاشق کو بے گنہ
ڈرتا ہے کچھہ بھی دل میں تو اپنے خدا سے شوخ

مجھہ پر بھی تیغ کھینچ اوسی طرح سے تو آ
'تاباں' کو تونے قتل کیا جس ادا سے شوخ

— * —

(ردیف د)

نہ کر ان عندلیبوں پر تو بیداد
خدا سے ڈر ارے بے رحم صیاد

نہ ہوں گے ہم سے دیوانے وہ ہرگز
یہ باتیں ہیں کہ تھے مجنوں و فرہاد

ملو ہوں خاک جوں آئینہ منہ پر
تری صورت مجھے آتی ہے جب یاد

* یہ غزل نسخۂ مدراس میں زائد ہے - † (ن) بھی -

پر یرویاں کے دامن تک نہ پہنچی
گئی آخر یہ مشت خاک برباد

ھوا شاگرد تب حشمت کا 'تاباں'
نہ پایا اُس سا کوئی جب اور استاد

— * —

بتاں کے عشق سے میں کیوں نہ ھوں شاد
کہ اُن کو دیکھ آتا ھے خدا یاد

پڑا ھے ھائے بن مجنوں کے ویران
کرے اب کون اس صحرا کو آباد

رھا ھوں جب سے میں اُس سرو قد سے
ھوا ھوں دین اور دنیا سے آزاد

مرا جو دیکھتا ھے عشق میں حال
کوئی کہتا ھے مجنوں کوئی فرھاد

نہیں دیتا وہ ظالم داد 'تاباں'
کروں میں ھائے کب تک شور و فریاد

— * —

تو دے ان بلبلوں کی داد صیاد
قفس سے کر انہیں آزاد صیاد

ھمارا آشیاں مدت سے ھے یہاں
نہ دے اس کے تئیں برباد صیاد

بہار آئی ھمیں تو بھی نہ چھوڑا *
کریں گے کیا تجھے ھم یاد صیاد

* (ن) اب چھوڑ تو بھی -

کیا ویراں ہمارے آشیاں کو
قفس اپنا کیا آباد صیاد

بڑا احسان ہوتا اس کا تاباں
جو دیتا بلبلوں کی داد صیاد

—*—

(ردیف ڈ)

آگے جو اپنے حسن کا حد تجکو تھا گھمنڈ
نکلے سے خط کے اب وہ ترا کیا ہوا گھمنڈ

پیدا نہیں ہوا ہے کوئی تجھ سا اب تلک
صورت پہ اپنی تیرے تئیں ہے بجا گھمنڈ

پڑھتا ہے دیکھ آیت فأتو بسورة
... ...
... ...

آگے تو اپنے حسن پہ مغرور تھا ہی تو
اب چاہنے سے میرے ہے دونا ترا گھمنڈ

تاباں جہاں کسی نے کہا ایک شعر بھی
ہوتا ہے اپنے دل میں اس احمق کو کیا گھمنڈ

—*—

(ردیف ذ)

لکھوں اس گلبدن کو کیونکہ اپنی جان کا کاغذ
دماغ اس کو کہاں ہے جو پڑھیگا وہ مرا کاغذ

تجھے پرزے پہ دل کے حال لکھہ دیتا ہوں اے قاصد
وہ پوچھے کیوں لکھا اس پر تو تو کہیو نہ تھا کاغذ

مخطط سادہ رویوں ... ... ہو کیونکر
کہ ہو جاتا ہے آخر کے تئیں ردی لکھا کاغذ

لکھونگا وصف اے گلرو تری مخمور آنکھوں کا
قلم نرگس کی ڈنڈی کر اور اس کے برگ کا کاغذ

حقیقت اپنی لکھتا تھا میں اس بے رحم کو تاباں
کہ میرے اشک کے پانی سے سارا تر ہوا کاغذ

— * —

ہجر میں ساقی کے یارو جب کبھی آتا ہے ابر
تب ہمارے سر پہ کیا روز سیہ لاتا ہے ابر

رات دن آنسو مرے جاری ہیں تک تھمتے نہیں
دیکھہ میرے اشک کے باراں کو شرماتا ہے ابر

ہم نے رو رو بحر و بر یکساں کیا اس شوخ بن
اس ہماری شدت باراں کو کب پاتا ہے ابر

جی ترستا ہے مجھے ساقی نہیں دیتا شراب
ہائے میرا بس نہیں کیا مفت میں جاتا ہے ابر

اشک کو میرے پہنچ سکتا نہیں طوفان نوح
تو عبث اپنا برسنا ہم کو دکھلاتا ہے ابر

بال اپنے کھولتا ہے جب تو اے خورشید رو
چاند سے رخ پر ترے اس وقت آ جاتا ہے ابر

ماہرو آتا نہیں میرا نہ ہیں اسباب عیش
موسم باراں میں تاباں کب مجھے بھاتا ہے ابر

— * —

اب جو نہیں آتے ہو دل اوروں سے جوڑا ہے مگر
رشتۂ الفت کو تم نے ہم سے توڑا ہے مگر

بے سبب نہیں تندی بو گل میں اکثر* باغ میں
میرے گلرو نے عرق منہہ سے نچوڑا ہے مگر

تم جو ملتے ہو جلانے کو مرے غیروں سے جا
غم جدائی کا تمہاری مجکو تھوڑا ہے مگر

منتشر ہیں ریزۂ مینا ترے کوچہ میں آج
شیشۂ دل کو کسی کے تو نے توڑا ہے مگر

ہے جو مانند زرہ بکتر مشبک آسماں
اس کو میری آہ کے تیروں نے توڑا ہے مگر

کھینچتا ہے کیوں تو ایذا میرے مرنے کے لیے
مجھہ میں کچھہ باقی جفا تیری نے چھوڑا ہے مگر

اس قدر بے نور کیوں ہے منہہ ترا اے ماہرو
ان دنوں تاباں سے تو نے ربط چھوڑا ہے مگر

— * —

گھٹا امنڈی ہے اے ساقی کرم کر
پلا اس وقت مجکو آکے ساغر

* (ن) گویا † (ن) امڈی

میں اپنے قتل کو راضی ھوں ظالم
جو ھے اس میں رضا تیری تو بہتر

سر اپنا ان نے چیرا عاشقی میں
کوئی فرھاد سے ھو کیونکہ سر بر *

مجھے ملتے ھی ظالم نے کیا ذبح
عجب جلدی کری † اللہ اکبر

سب اس کے ھاتھہ سے نالاں ھے تاباں
مرا ظالم قیامت ھے ستمگر

— * —

لے میری خبر چشم مرے یار کی کیونکر
بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر

منصور کو ھوتی نہ اگر دار سی * سیڑھی
تو راہ وہ پاتا ترے دیدار کی کیونکر

ناصح مرے قاتل کو بلاتا ھی نہیں تو
یوں تجھہ سے ھو مرھم دل افگار کی کیونکر

خورشید بھی کانپے ھے تجھے دیکھہ کے تھر تھر
ھو تاب کسی کو ترے دیدار کی کیونکر

دن تو تجھے جاتا ھے تو پتے مرے تاباں
سچ کہہ کہ حقیقت ھے شب تار کی کیونکر

— * —

* (ن) ھم سر † (ن) عجب بے رحم تھا ‡ (ن) کی

عزیزاں ستمگر نہ آیا مرے گھر
نہ آیا میرے گھر* عزیزاں ستمگر

محبت تو مت کر دل اس بیوفا سے
دل اس بے وفا سے محبت تو مت کر

لگا دل میں خنجر تمہاری نگھہ کا
تمہاری نگہ کا لگا دل میں خنجر

ہوا کیوں مکدر تو اے آئینہ رو
تو اے آئینہ رو ہوا کیوں مکدر

وہ ایذا مقرر تجھے دے گا تاباں
تجھے دے گا تاباں وہ ایذا مقرر

—*—

کہاں تک کروں ہجر میں اس کے صبر
مجھے زندگی یار بن ہو ہے† جبر

اگر تک میں روؤں تو دریا بہیں
کہ رک رہی ہے چھاتی مری مثل ابر

جو عاشق مرے عشق کی راہ میں
کرو کوچۂ یار میں اس کی قبر

یہ صیاد کب چھوڑتا ہے تمہیں
کرو بلبلو جان کو اس کی صبر‡

بتاں کی پرستش کو تاباں نہ چھوڑ
کوئی تجکو ترسا کہو کوئی گبر

*(ن) میرے گھر نہ آیا۔ †(ن) ہوئی ہے۔ ‡(ن) نذر

اگر مر جائیں گے اس شعلہ رو کے غم میں ہم جل کر
بہت پچھتائے گا تب حیف کھا کھا ھاتھہ مل مل کر

نہ ہوں میں کس طرح سے ہوش اپنا کھو کے دیوانا
کہ آتے ھی نظر دل کو پریرو لے گیا جھل کر

ہوا ھے ان دنوں جو شہرۂ آفاق دنیا * میں
ہمارے جی میں ھے دیکھیں کبھی اس شوخ کو چل کر

یہ کیا بیداد اس ظالم نے کی ھیہات اے ظالم
ملایا خاک میں دل کو مرے پاؤں تلے مل کر

جھمک† خورشید رو کے رنگ کی کب ہو سکے تاباں
مصور گر لکھے تصویر سونے‡ کے تئیں حل کر

— * —

پھرتا ہوں درد عشق سے روتا میں در بدر
عالم میں میرا حال ھے مشہور گھر بہ گھر

لے دین و دل مرا تو مکرتا ھے کیوں صنم
اتنا بھی جھوٹ کن نے بدا ھے خدا سے ڈر

اب تک تو رحم دل میں نہیں سنگدل کے ھائے
کیا جانئے کہ آہ مری کب کرے اثر

جو مے پئے مدام اسے ہو ھے کیف کم
ساقی مجھے شراب پلاتے نہ جی میں ڈر

عاشق ہوا جو تجھہ پہ لیا تونے اس کا جی
ظالم میں تیرے ظلم سے کرتا ہوں الحذر

*(ن) خوباں — †(ن) چمک — ‡(ن) سورج —

آنکھوں میں آرہا ہے مرا تن سے جی نکل
اے جان آکہ دیکھہ لوں تجکو میں بھر نظر

عالم میں تیرے عشق سے تاباں ہوا خراب
کیا تجکو اس کے حال کی اب تک نہیں خبر

— * —

† هر گز نہ جا کے کریے کسی گلستاں کی سیر
گر عقل ہو تو کیجئے اِن گل رخاں کی سیر

مت رکھہ امید یہ کہ کروں گا جہاں کی سیر
اے بے خبر سمجھہ تو غنیمت جہاں کی سیر

یارب قفس میں گل کو ترستے ہیں ہم اسیر
اور ہم صفیر کرتے ہیں اب گلستاں کی سیر

دست عدم میں پارۂ دیوانگی ہے ہاے
تجھہ بن مجھے بتا کہ کروں میں کہاں کی سیر

رونے سے آج تک مجھے فرصت نہیں ہوئی
کل عندلیب کی تھی میرے آشیاں کی سیر

گر شاعر آسماں ہیں زمین غزل کے سب
تاباں کو فکر شعر میں ہے آسماں کی سیر

— * —

[ردیف ڑ]

رویا نہ ہوں جہاں میں گریباں کو اپنے پھاڑ
ایسا نہ کوئی دشت ہے ظالم نہ کوئی اجاڑ

*(ن) تقریر -
† یہ غزل نسخۂ مدراس میں زاید ہے -

آتا ہے محتسب پئے تعزیر* مے کشو
پگڑی کو اس کی پھینک دو داڑھی کو لوا کھاڑ

ثابت تھا جب تلک یہ گریباں خفا تھا میں
کرتے ہی چاک کھل گئے چھاتی کے سب کواڑ

میرے غبار نے تو تیرے دل میں کی ہے جا
گو میری مشت خاک سے دامن کے تئیں تو جھاڑ

تاباں زبس ہوائے جنوں سر میں ہے مرے
اب میں ہوں اور دشت ہے یہ سر ہے اور پہاڑ

—*—

(ردیف ز)

کسی گل میں نہیں پانے کی تو بوے وفا ہرگز
عبث اپنا دل اے بلبل چمن میں مت لگا ہرگز

طبیبوں سے علاج عشق ہوتا ہے نپٹ مشکل
ہمارے درد کی اُن سے نہیں ہونے† کی دوا ہرگز

تجا گھر ایک اور سارے بیاباں کا ہوا وارث
کوئی مجنوں سا عیارا نہ ہوگا دوسرا ہرگز

بہار آئی ہے کیونکر عندلیبیں باغ میں جاویں
قفس کے در کے تئیں کرتا نہیں صیاد وا ہرگز

نہ تھے عاشق کسی بیداد پر ہم جب تلک تاباں
ہمارے دل کے تئیں کچھ درد و غم تب تک نہ تھا ہرگز

—*—

*(ن) تقریر۔ †(ن) نہ ہوے گی۔

صرف ہے چاک کلالاں میں مری خاک ہنوز
ہے نصیبوں میں مرے گردش افلاک ہنوز

گل زمیں سے جو نکلتے ہیں برنگ شعلہ
کون دل سوختہ جلتا ہے تہ خاک ہنوز

کیوں مری خاک پہ آ پھر مجھے بے چین کیا
میں تو رکھتا تھا گریبان کفن چاک ہنوز

خاک زیریں قدم * ان کے سے بنایا تھا مجھے
تب تو پامال بتاں ہیگی مری خاک ہنوز

دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تاباں
کیا مرے ہجر میں جیتا ہے وہ غمناک ہنوز

—*—

مرگ کے سے تو نہیں میرے کچھ آثار ہنوز
رحم کر رحم کہ جیتا ہے یہ بیمار ہنوز

کوئی پیدا نہ ہوا قاتل و کفار ہنوز
ہر سر و ہی میں مالا سی ہے زنار ہنوز

فصل گل آن کے جاتی بھی رہی گلشن سے
ہم رہے دام میں ظالم کے گرفتار ہنوز

مر گئے سے بھی میسر نہ ہوئی صبح وصال
گور میں بھی تھی وہی میری شب تار ہنوز

ایک دن سبج کہیں دیکھی تھی ترے جامے کی
چاک کرتا ہوں گریباں کو میں ہر تار ہنوز

* (ن) زیر قدم ۔

بعد مرنے کے بھی عاشق کی کھلی ہیں آنکھیں
رہ گئی آہ اسے حسرت دیدار ہنوز

سوجھتے ہیں مجھے دن اپنی سیہ بختی کے
گرد خط گو کہ نہیں تیرے نمودار ہنوز

گھر کے گھر خاک میں مل گئے ہیں فلک کے ہاتھوں
پر نہیں اس کی خرابی کے کچھ آثار ہنوز

کوئی دیندار ہوا کوئی مسلماں تاباں
ایک میں ہوں کہ رہا بت کا پرستار ہنوز

— * —

(ردیف س)

مر گیا جان ترے ہجر میں ہو کر مایوس
رہ گئی دل میں مرے وصل کی حسرت افسوس

کر کے لوگوں سے حیا پردۂ فانوس میں شمع
اس طرح رہتی ہے جس طرح سے گھونگھٹ میں عروس

کیوں نہ اس غم سے مرے جل کے کبھو پروانہ
شمع کے حسن کا سرپوش ہے یارو فانوس

دل مرا بسکہ ہے لبیک حرم سے بیزار*
جا کے بتخانہ میں سنتا ہے صدائے ناقوس

صحبت شیخ میں تو رات کو جایا مت کر
وہ سکھا دے گا تجھے جان نماز معکوس

---

* (ن) آزاد ۔

داغ ھے ھاتھہ سے نادر کے مرا دل تاباں
نہیں مقدور کہ جا چھین لوں تخت طاؤس

— * —

یہاں تلک کے ھے ترے ھجر میں فریاد کہ بس
نہ ھوا تو بھی کبھی ھاے یہ ارشاد کہ بس

ایک * بلبل بھی چمن میں نہ رھی اب کی فصل †
ظلم ایسا ھی کیا تو نے اے صیاد کہ بس

بیستوں کھود کے سر پھوڑ دیا جی اپنا
کام ایسا ھی ھوا تجھہ سے اے فرھاد کہ بس

دل کی حسرت نہ رھی دل میں مرے کچھہ باقی
ایک ھی تیغ لگا ایسی اے جلاد کہ بس

عشق میں اس کے بگھولے کی طرح اے تاباں
خاک اپنی کو دیا یہاں تئیں برباد کہ بس

— * —

کھوتا ھی نہیں ھے ھوس مطعم و ملبس ‡
یہ نفس ھوسناک و بد آموز و مہوس

بے شبہ تری ذات خداوند خلائق
اعلیٰ ھے تعالیٰ ھے معلیٰ ھے مقدس

وہ کام تو کر جس سے تری گور ھو گلزار
کیا خانۂ دیوار کو کرتا ھے مقرنس

* (ن) دیکھہ † (ن) سال ‡ (ن) ھوتا ھے غریق ھوس الخ -

مدفن کے تئیں آگے ھی منعم نہ بنا رکھہ
کیا جانئیے وھاں دفن ھو یا کھائے گا کرگس

ھے وصل ترا جنت و دوزخ ھی جدا ھے
جانے ھے کب اس باب کے تئیں ھر کس و ناکس

تصویر ترے پنجۂ سیمیں کی طلا سے
دیوان میں ھے میرے لکھی جاے مخمس

کہنے کو مرے دل کے سن اے گلشن خوبی
گر ھے تو ترے کو ھے یہ فردوس یہ مردس

سن سن کے ترا شور وہ بیزار ھوا اور
نالے کا اثر تیرے دلا دیکھہ لیا بس

اس جبہ و عمامہ سے رندوں میں نہ آو
رسوا نہ کرو شیخ جیو یہ شکل مقدس

مانند کماں خم نہ کروں قد کو طمع سے
گردش میں رکھے گو مجھے یہ چرخ مقوس

ھر رات ھے عاشق کو ترے روز قیامت
ھر روز جدائی میں اُسے ھو ھے حندس

'تاباں' یہ غزل اھل شعوروں کے لئے ھے
احمق نہ کوئی سمجھے تو جانے مرا ڈھنڈس *

— * —

* (ن) یہ میرا بس ۔

(ردیف ش)

تو مل اُس سے ہو جس سے دل ترا خوش
بلا سے تیری میں ناخوش ہوں یا خوش

خوشی تیری جسے ہردم ہو درکار
کوئی اُس سے نہیں ہوتا ہے ناخوش

کوئی اب کے زمانہ میں نہ * ہوگا
الٰہی آشنا سے آشنا خوش

فلک کے ہاتھہ سے اے خالق خلق
کوئی نہیں آکے دنیا میں رہا خوش

ترا سایہ ہو جس پر اُس کو ہرگز
نہ آوے سایۂ بال ہما خوش

قفس میں آہ حد ایذا ہے ہم کو
نہ آتی کاش گلشن کی ہوا خوش

اگر لاوے تو بو اُس گلبدن کی
تو ہوں تجھہ سے نہایت اے صبا خوش

کیا قتل اُن نے مجکو غیر سے مل
ہوا دشمن جدا خوش وہ جدا خوش

نصیحت کی تھی اُن نے میکشوں کو
بہت مستوں نے زاھد کو کیا خوش

موے آتش میں جل پروانہ و شمع
محبت سے میں اُن کی حد ہوا خوش

---

* (ن) بھی -

کیا چاک اے جنوں ترا بھلا ہو
کبھو میں اس گریباں سے نہ تھا خوش

گیا تھا سیر کو لے ساقی و مے
نہ آئی باغ کی آب و ہوا خوش

کہا قاتل نے بسمل کو مرے دیکھ
مجھے لگتا ہے اُس کا لوٹنا خوش

سنے کیونکر وہ لبیک حرم کو
جسے ناقوس کی آوے صدا خوش

ستانا بے دلوں کے دل کو ہردم
تمھیں اے دلبرو آتا ہے کیا خوش

سمور و قاقم و سنجاب ہے پشم
مجھے آتا ہے ٹوٹا بوریا خوش

صنم کے پاس سے قاصد پھرا ہے
خدا جانے کہ میں ناخوش ہوں یا خوش

کوئی خوش ہووے خوباں کی وفا سے
مجھے تو ان کی آتی ہے جفا خوش

نہ چھوڑوں گا کبھی میں بت پرستی
نہ ہو گو مجھ سے اے 'تاباں' خدا خوش

—*—

لگی ہے عشق کی یوں میرے تن کے تئیں آتش
کہ جیسے گرمی میں لگتی ہے بن کے تئیں آتش

مرے گا عشق میں جو جل کے شعلہ رویوں کے
لگے گی قبر میں اُس کے کفن کے تئیں آتش

گیا جو غیر کی محفل میں یار سن کے لگی
مثال شمع مری جان و تن کے تئیں آتش

ہوا ہے ایسا گلوں کا وفور اب کے سال
کہ لگ رہی ہے یہ گویا چمن کے تئیں آتش

سنا ہے جب سے مرے سوز دل کو اے 'تاباں'
لگی ہے شمع کے تب سے بدن کے تئیں آتش

—*—

تیری مخمور چشم اے مے نوش
جن نے دیکھی سو ہوگیا خاموش

کئی فاقوں میں عید آئی ہے
آج تو ہو تو جان ہم آغوش

اپنے تئیں سر پہ ہاتھ جو نہ رکھے
اُس کے سر پر نہ مارئے پاپوش

عشق میں میں ترے ہوا مجنوں
کس کو ہے عقل اور کہاں ہے ہوش

پالکی بھی مجھے خدا نے دی
تو بھی 'تاباں' رہا میں خانہ بدوش

—*—

عشق میں دل سے جو اٹھتے ہیں شرار آتش
عاشقوں پاس ہے گلزار بہار آتش

کوهکن تها اثر آه قیامت تیرا
دل هر سنگ میں اب تک هے شرار آتش

حلقۂ زلف میں رخسار کو دیکهو اُس کے
رات کو زور هی هوتی هے بهار آتش

آدمی عشق میں کس طرح نه هوجاے گداز*
جز جلانے کے هے کچهه اور بهی کار آتش

سخت دل میں بهی اثر عشق کا دیکها 'تاباں'
دیکهه آهن سے نکلتے هیں شرار آتش

— * —

هے شمع که یه قد هے ترا شعلۂ آتش
رخ مهر دل افروز هے یا شعلۂ آتش

بلبل تهی تری آه زبس گرم تاثر
هر گل کو گلستاں میں کیا شعلۂ آتش

میں سوخته دل گرچه کروں غم میں ترے آه
هر موے بدن هو هے مرا شعلۂ آتش

از بسکه ترے غم میں جلا هوں عوض آه
اُٹهتا هے میرے دل سے سدا † شعلۂ آتش

جب مهر لقا ‡ تجکو بنایا تها خدا نے
'تاباں' کا بهی دل خلق کیا شعلۂ آتش

— * —

* (ن) جان گداز - † (ن) مری گور سے کیا - ‡ (ن) پر یزاد -

(ردیف ص)

کسی سے اس لئے کرتے نہیں ہیں ہم اخلاص
کہ بے نفاق زمانہ میں اب ہے کم اخلاص

تو ہے گا دشمن ایماں کسی مسلماں کو
خدا کرے کہ نہ ہو تجھ سے اے صنم اخلاص

جہاں ہو عاشق و معشوق مثل حسن اور عشق
زیادہ چاہئے باہم ہو دم بدم اخلاص

کسی کے تئیں نہیں ہوتا ہے خوبرویاں سے
بغیر محنت و غم درد اور الم اخلاص

سخن میں اُن کے محبت کی بو ہے اے 'تاباں'
رکھیں ہیں تب تو کشن چند جی سے ہم اخلاص

— * —

(ردیف ض)

جز جفا و جور نہیں کچھ اور خوباں کی غرض
اُن سے رکھتا ہے عبث کوئی لطف و احساں کی غرض

دل تو میرا لے چکے پھر بار بار آتے ہیں کیوں
* جانتا نہیں کیا ہے اب ان دلربایاں کی غرض

† خانماں میرا ڈبایا تو بھی ہیں جاری وہی
دیکھئے اب کیا ہے میری چشم گریاں کی غرض

---

* (ن) کیا ہے اب میں جانتا ہوں الخ۔

† (ن) سارے عالم کو ڈبایا تو بھی تھمتا نہیں ہے اشک۔

سنگ طفلاں کا میں دیوانا ہوں اور گلیوں سے خوش
مجکو مجنوں کی طرح کب ہے بیاباں کی غرض

جان بے وسواس سوؤ* ساتھہ اس کے رات کو
مت ڈرو کچھہ اور نہیں ہے تم سے 'تاباں' کی غرض

—*—

ہوں با وفا سے باوفا اور بے وفا سے کیا غرض
ہوں آشنا کا آشنا نا آشنا سے کیا غرض

جو دلربا دل کے تئیں اور پھر نہ دلداری کرے
رہتا ہوں بے دل اس سے میں اس دلربا سے کیا غرض

جو کوئی کہ خون عاشقاں پامال کرتا ہو سدا
اس قاتل خونخوار کو رنگ حنا سے کیا غرض

جو غائبانہ اور ہو اور دوست ہووے روبرو
پھر دل میں شرمندہ نہ ہو اس بے حیا سے کیا غرض

طوفان غم سے غم نہیں 'تاباں' مرے دل کے تئیں
کشتی کا میری ہے خدا اُس† ناخدا سے کیا غرض

—*—

مرگ بہتر ہے الٰہی غم ہجراں کے عوض
اور آزار تو دے دوریِ یاراں کے عوض

اس زمانے میں تو اب زیست سے آیا ہوں بتنگ
تنگیِ گور بھلی وسعتِ دوراں کے عوض

تو جو اے شیخ ہے مردود بتاں دیر میں اب
بید خواں کیوں نہ ہوا حافظ قرآں کے عوض

---

* (ن) آسو - † (ن) پھر -

ہمصفیروں کے تئیں سیر چمن کی سوجھی
ہم غریبوں کو قفس ہو ہے گلستاں کے عوض

چھوڑ کر تجکو کوئی مول نہ لیتا اُس کو
تو اگر مصر میں ہوتا مہ کنعاں کے عوض

اب کے پھر فصل گل آئی ہے کروں کیا تدبیر
کر چکا چاک میں سینا بھی گریباں کے عوض

ان بتوں کو تو میرے ساتھہ محبت ہوتی
کاش بنتا میں برہمن ہی مسلماں کے عوض

ساقیا سخت میں قلاش ہوں احساں ہے تیرا
جرعۂ مے دے مجھے آج تو ایماں کے عوض

کچھہ تو ہوتی اسے ان سنگدلاں سے نسبت
کاش پتھر ہی بناتے مرے 'تاباں' کے عوض

— * —

(ردیف ط)

ہمارے دل کو ہے اس طرح گلرخاں سے ربط
ہے عندلیب کو جس طرح گلستاں سے ربط

مجال کیا ہے کہ صیاد باغ میں آوے
جو عندلیب کے تئیں ہوے باغباں سے ربط

سفید ریش کی زاہد خدا ہی شرم رکھے
ہوا ہے تجکو بڑھاپے میں نوجواں سے ربط

انہوں کے عشق میں ہوتا ہے آدمی کافر
خدا کرے کہ کسی کو نہ ہو بتاں سے ربط

نہووے کیونکہ تری * طبع موزوں اے تاباں
کہ بیشتر ہے مرے دل کو خوش قداں سے ربط

— * —

بے طرح لئے فوج نمودار ہوا خط
دیوے گا ترے حسن کے کشور کو لٹا خط

وہ رنگ کہ تھا جس کی ملاحت کا نپٹ شور
اُس رنگ پہ کس طرح سے یہ † سبز ہوا خط

ہر وقت چھپاتا ہے ڈپٹے ستی کیوں منہ
ایسا بھی تو لگتا نہیں اے جان برا خط

جیسا ہے تیرے مصحف رخ پر خط ریحاں
یاقوت رقم نے کبھی ایسا نہ لکھا خط

عاشق کی طرف دیکھتے نہیں حسن میں خوباں
از بسکہ یہ مغرور ہیں ہے ان کی سزا خط

تو دیکھ کے آئینہ مری جان نہ کھا غم
تھا روز ازل سے ترے طالع میں لکھا خط

تاباں تھا میاں تیغ نگہ سے تری گھائل
اب اُس کو ہوا مرہم زنگار ترا خط

— * —

(ردیف ظ)

عشق میں عاشق جو ہو ہے اُس کو غم کھانے کا حظ
کب ہے بلبل کو چمن میں آب اور دانے کا حظ

---

* مری - † سر -

ایک تو گل خوں کا پیاسا تسپہ دشمن باغباں
خاک ہے ان بلبلوں کے باغ میں جانے کا حظ

ایک گردش دیکھہ تیری چشم کی مے خوار سب
کیا عجب ہے بھول جاویں دل سے پیمانے کا حظ

توڑ کر شیشہ صراحی پھوڑ کر خم * اور سبو
آج زاھد لے گیا مستوں سے میخانے کا حظ

یار کے کوچے میں جاکر جو کوئی دیتا ہے جی
اُس کے تئیں ھوتا ہے تاباں خوب مرجانے کا حظ

— * —

(ردیف ع)

ہے کس کے رشک حسن سے یوں سوگوار شمع
کیوں اس طرح سے روتی ہے بے اختیار شمع

پاتی نہیں ہے سوختہ دل کا ترے نشاں
پھرتی ہے ڈھونڈتی ھوئی سب کے مزار شمع

یہ اشک آتشیں نہیں خوباں کی بزم میں
کرتی ہے پھول سونے کے تجھہ پر نثار شمع

ٹکڑوں سے لخت دل کے بھرا سب لگن کے تئیں
روی ز بسکہ غم میں ترے زار زار شمع

نقصان و نفع لازم و ملزوم ھیں سدا
غیر از وبال سر نہ ھوئی تاجدار شمع

*(ن) جام -

پانی ہو مارے شرم کے آخر کو بہہ گئی
اے کاش شعلہ رو سے نہ ہوتی دو چار شمع

ہرگز زباں پہ سوز جگر کا نہ لاوے نام
تاباں کا گر تو دیکھے دل داغ دار شمع

—*—

بزم میں اُس شعلہ خو کو گرم جب پاتی ہے شمع
تب خجالت سے سراپا آب ہو جاتی ہے شمع

جلوہ گر ہوتا ہے جب مجلس میں وہ خورشید رو
دیکھ اُس کے حسن کو تب تاب کب لاتی ہے شمع

گرچہ رکھتی ہے سراپا آب وہ سوز و گداز
پر مرے واسوخت کے تئیں سن کے جل جاتی ہے شمع

رات کو مرنے کا پروانے کے لیتی ہے وبال
صبح کے ہوتے تئیں اپنا کیا پاتی ہے شمع

دیکھ کر محفل میں تاباں اس مرے مہرو کے تئیں
پردۂ فانوس میں شرما کے چھپ جاتی ہے شمع

—*—

(ردیف غ)

شعلہ خو کے ہاتھ سے جل کر ہوا ہے بسکہ داغ
آہ یوں نکلے ہے میرے دل سے جوں دود چراغ

کوئی عاشق شاد نہیں دیکھا کسی معشوق سے
سرو سے ناخوش ہے قمری، گل سے بلبل بے دماغ

خار و خس بھی جائے گل گویا نہ اُگتا تھا کبھی
ہوگیا ایسا خزاں سے یک بیک ویراں یہ باغ

ایک ھی ساغر سے مجکو کیف ھوگئی بزم میں
دیکھہ کم ظرفی میری ھنسنے لگا مجہ پر ایاغ

رات کو آتا ھے تنہا جب مرے گھر ماھرو
دل میں تب آتا ھے اے تاباں کہ گل کردوں چراغ

—*—

(ردیف ف)

آئی خزاں چمن میں گئی اب بہار حیف
بلبل قفس سے تو بھی نہ چھوٹی ھزار حیف

آتا ھے رحم حال پہ مجنوں کے میرے تئیں
طفلاں کے ھاتھہ سے یہ ھوا اشکبار حیف

جو غیر میری جان کے دشمن ھیں اُن کے تئیں
وہ جانتا ھے اپنا نپٹ دوستدار حیف

بھاری تھا کوھکن کو پہاڑوں کا کھودنا
بِن جی لئے نہ سر کا ٹلا اس کے بھار حیف

تاباں لگی ھے آگ مرے تن کو عشق کی
ھر استخواں جلے ھے مرا شمع وار حیف

—*—

نہ سنتا ھے مرا شور و فغاں حیف
نہ ھوتا ھے وہ ظالم مہرباں حیف

ارے کہتا کوئی اس بے وفا سے
کہ تیرے ھجر میں جاتی ھے جاں حیف

لگا تیر نگہ کو دل میں میرے
کہاں جاتا رہا ابرو کماں حیف

نہ بلبل چھوٹنے پائی قفس سے
چمن میں آ گئی جلدی خزاں حیف

بتاں کی بندگی میں مفت تاباں
گئی سب عمر میری رائگاں حیف

— * —

جو کوئی دیکھے تری زلف پریشاں کی طرف
سیر کے تئیں پھر نہ جاوے سنبلستاں کی طرف

بے طرح صیاد بیٹھا ہے تمہاری فکر میں
بلبلو تم آج مت جاؤ گلستاں کی طرف

سن خبر صیاد کی جس وقت گھبراتے ہیں ویں
دیکھ کر ہنستا ہے گل تب عندلیباں کی طرف

جب تلک مجنوں تھا اس وادی میں ویرانہ نہ تھا
ہائے اس بن خاک اُڑتی ہے بیاباں کی طرف

اور ہی رتبہ ہوا ہے تب سے اُس کے شعر کا
جب سے حشمت* نے توجہ کی ہے تاباں کی طرف

— * —

کر نظر تیرے خط اور زلف پریشاں کی طرف
دیکھتا نہیں میں† کبھی سنبل و ریحاں کی طرف

---

*(ن) حاتم ۔ †(ن) نہیں دیکھا میں ۔

یاد میں ساقیء بدمست کی مینا کی طرف
اشک جاری ہے میرا دیکھ کے باراں کی طرف

کس میں طاقت ہے کہ منھ اس کا نظر بھر دیکھے
دیکھ سکتا ہے کوئی مہر درخشاں کی طرف

دیکھ کر شمع لگی رونے تیرے عاشق کے
چشم گریاں کی طرف اور دل سوزاں کی طرف

اور دیوانے مرے شور سے چھپ جاویں گے
مجھ سے مجنوں کو نہ لے جائیو زنداں کی طرف

ہجر میں یار کے مرجاوے جو بے کس ہوکر
کیجئے دفن اُسے گور غریباں کی طرف

کہکشاں نہیں ہے فلک رشک سے ہے سینہ شق
جب سے دیکھا ہے مرے چاک گریباں کی طرف

نہیں مقدور کہ ہم چھٹ کے قفس سے آویں
اے صبا کہیو اگر جاے گلستاں کی طرف

ہجر میں یار کے تڑپے ہے وہ بسمل کی طرح
رحم آتا ہے مجھے دیکھ کے 'تاباں' کی طرف

— * —

(ردیف ق)

تمھارے ہجر میں رو رو کے آخر مرگیا عاشق
کبھو تم نے نہ پوچھا ہاے میرا کیا ہوا عاشق

سوا تیرے نہیں رکھتا کوئی معشوق دنیا میں
بتا مجکو کہاں جاوں کہا کر میں ترا عاشق

طرح سیماب کے رہتا ہے بے آرام دل اس کا
ہوا ہے جب سے اے آئینہ رو تجھہ سے جدا عاشق

کبھی تجکو نہ آیا ترس اے بے رحم ہے * ظالم
تیرے سہتا ہے کیا کیا دیکھہ تو جور و جفا عاشق

یہ زاہد بے خبر کیوں عاشقوں پر طعن کرتے ہیں
کہ کہلاتا ہے پیغمبر کا اے تاباں خدا عاشق

— * —

کعبہ ہے اگر شیخ کا مسجود خلائق
ہر بت ہے مرے دیر کا معبود † خلائق

نقصان سے اور نفع سے کچھہ اپنے نہیں کام
ہر آن ہے منظور مجھے سود خلائق

میں دست دعا اس کی طرف کیونکہ اٹھاؤں
ہوتا ہی نہیں چرخ سے مقصود ‡ خلائق

پھرتا ہے فلک فکر میں گردش میں یہ سب کی
ہرگز یہ نہیں چاہتا بہبود ‡‡ خلائق

تاباں مرے مذہب کو تو مت پوچھہ کہ کیا ہے
مقبول ہوں خلاق کا مردود خلائق

— * —

یکبار سر پہ ٹوٹ پڑی آ بلائے عشق
پوچھوں میں کس طبیب سے یارو دوائے عشق

---

* (ن) اے † (ن) مقصود ‡ (ن) بہبود

یارو مرے طریق کو کیا پوچھتے ہو تم
شیدائے رنج و درد ہوں اور مبتلائے عشق

مانند گرد باد مری مشت خاک کو
لے گئی کدھر کو ہائے اڑا کر ہوائے عشق

آگے سے اپنی مرگ کی ہے کس کے تئیں خبر
لیکن میں جانتا ہوں کہ ہے وہ قضائے عشق

یارب میں دل کی چوٹ* سے ہوں سخت بے قرار
اے کاش اور رنج تو دیتا سوائے عشق

مسطور ہے گا صفحۂ دریا پہ موج سے
حاجت نہیں کہ کچھہ میں لکھوں ماجرائے عشق

ناصح نہیں ہے کام مجھے عقل و ہوش سے
پیدا کیا ہے مجکو خدا نے برائے عشق

کرتا ہے مجکو جرم محبت پہ سنگسار
پھر پوچھتا ہے کیوں یہ تجھے دوں سزائے عشق

کیا جانئے کرے گا وہ کیا کیا خرابیاں
تاباں کو بے طرح سے لگی ہے ہوائے عشق

— * —

خون دل پینے سوا رکھتا نہیں کچھہ کام عشق
آہ کیوں پیدا ہوا خوں خوار خوں آشام عشق

اس کے سائے سے رکھے سب کے تئیں محفوظ حق
دشمن جاں ہے بلا ہے جس کا ہے گا نام عشق

* (ن) سوز عشق -

رنج و غم درد و الم سے کام مجکو دیکھنا *
لے گیا یک لخت دل سے صبر اور آرام عشق

شمع ساں آغاز ہی میں ہوگیا ہوں میں † گداز
دیکھئے آخر کرے گا کیا مرا اتمام ‡ عشق

دیکھیو تاباں سے ہرگز ہو جیو مت بے وفا
اُن نے عالم میں ترا روشن کیا ہے نام عشق

— * —

(ردیف ک)

رکھتا ہوں اے ہما تپش عشق یہاں تلک
جل جاوے جو تو آوے ¶ مری استخواں تلک

مرتا ہوں فصل گل کی تمنا میں اے صبا
پہنچائیو تو خاک مری گلستاں تلک

غربال کی طرح جو مشبک ہوا ہے یہ
پہنچی یہ $ آہ میری مگر آسماں تلک

مانند شمع ہر بنِ مو ہوئے شعلہ زن
گر بات سوز دل کی میں لاؤں زباں تلک

پروانگی نظارۂ گل کی چمن میں لوں
گر کچھ بھی دسترس ہو مجھے باغباں تلک

آتا ہے جی میں کوچئے چھریوں سے اس کے تئیں
ہوں میں بتنگ ہاتھ سے اس دل کے یہاں تلک

*(ن) دے گیا - †(ن) جاں گداز - ‡(ن) انجام - ¶(ن) آے - $(ن) پہنچے ہے۔

ہر گز یہ چھوڑتا ہی نہیں عشق کا خیال
سمجھاؤں اپنے دل کو میں تاباں کہاں تلک

— * —

دلبر سے درد دل نہ کہوں ہائے کب تلک
خاموش اس کے غم میں رہوں ہائے کب تلک

اس شوخ سے جدا میں رہوں ہائے کب تلک
یہ ظلم یہ ستم میں سہوں ہائے کب تلک

رہتا ہے روز ہجر میں ظالم کے غم مجھے
اس دکھ سے دیکھئے کہ چھٹوں ہائے کب تلک

آئی بہار جائیے صحرا میں شہر چھوڑ
مجھکو جنوں ہے گھر میں رہوں ہائے کب تلک

ظالم کو تک بھی رحم مرے حال پر نہیں
تاباں میں اس کے جور سہوں ہائے کب تلک

— * —

اس طرح تیری کمر چلنے میں کھاتی ہے لچک
سرو جیسے باؤ کے صدمہ سے جاتا ہے لچک

تیغ ابرو نے تری یہ شغل کاڑھا ہے نیا
زخم دے دے کر مجھے تسپر چھڑکتا ہے نمک

اشک کو گرنے نہ دیتا چشم اپنی سوں ولے
جام جو لبریز ہوتا ہے سو جاتا ہے چھلک

فصل گل آئی ہے دیوانے کو میرے چھوڑ دو
ورنہ مر جاوے گا یہ زنداں میں اپنا سر پٹک

یار سے ملنا نہ چھوڑے گا اگر سو چرخ کہا
کب تری گردش سے ڈرتا ہے یہ تاباں اے فلک

— * —

مانند شمع دیکھا ہے جب * سے ترا تپاک
پروانہ وار رشک سے ہوتا ہوں میں ہلاک

کھوتا نہیں رفوے گریباں کا تو خیال
ناصح میں تیرے ہاتھہ سے سینہ کروں گا چاک

ڈرتا ہوں میں مبادا تو بدنام ہو کہیں
ورنہ مجھے تو قتل کا اپنے نہیں ہے باک

کس کی نگاہ مست کا ان کو اثر ہوا
کیوں جھومتے ہیں باغ میں پھر خوشہ ہاے تاک

دامن تلک نہ پہنچی پریرو کے یا نصیب
برباد ہی گئی مرے تاباں کی مشت خاک

— * —

(ردیف گ)

لگی ہے شمع صفت دل کے دودماں کو آگ
اگر بیاں میں کروں لگ اٹھے زباں کو آگ

نہیں ہے باغ میں لالا، لگی ہے اے یارو
یہ آہ گرم سے بلبل کی گلستاں کو آگ

ہمارے جی میں ہے اے شعلہ خو کہ غم میں ترے
کہیں کو جائیں نکل دے کے خانماں میں آگ

* (ن) دیکھہ کے سب

چمن میں آتش گل بے طرح دھکتی ہے
لگے گی مفت میں بلبل کے آشیاں کو آگ

نہیں فلک پہ شفق لگ گئی ہے اے تاباں
ہمارے آہ کے شعلہ سے آسماں کو آگ

—*—

(ردیف ل)

کیا تعویذ تو نے غیر کا دل
ملایا خاک اور خوں میں مرا دل

الٰہی کیا ہوا کس سے لگا دل
ہمارا بے کس و بے دست و پا دل

ستمگر پر ہوا ہے مبتلا دل
سہے گا کس طرح جور و جفا دل

نہ دیکھی پھر کبھی میں اس کی صورت
ارے وہ کیا ہوا جن نے لیا دل

تجھے دیکھا ہے جب سے اے پریرو
ہوا ہے تب سے دیوانا مرا دل

اب اس کو جان تم چاہو نہ چاہو
تمہارا ہر طرح سے ہو چکا دل

ہمیشہ عشق میں خوباں کے تاباں
مجھے آرام نہیں دیتا مرا دل

—*—

کیوں ملا ظالم سے جا دل ہائے دل افسوس دل
کھینچتا ہے کیا جفا دل ہائے دل افسوس دل

کس پریرو نے چرایا* دل مرا معلوم نہیں
ڈھونڈھتا ہوں کیا ہوا دل ہائے دل افسوس دل

دیکھ کر اُس من ہرن کو مجھ سے اب ہو کر جدا
کس طرح سے رم کیا دل ہائے دل افسوس دل

جانتا تو تھا کہ وہ ظالم نپٹ بے رحم ہے
کیوں ہوا تھا مبتلا دل ہائے دل افسوس دل

درد و غم اور محنت و اندوہ میں تنہا مجھے
چھوڑ کر جاتا رہا دل ہائے دل افسوس دل

جن نے عالم کو کیا ہے قتل میرے دیکھتے
اُس ستمگر سے لگا دل ہائے دل افسوس دل

کس سے جا پوچھوں کہاں ڈھونڈوں کہیں پاتا نہیں
کیا ہوا تاباں مرا دل ہائے دل افسوس دل

— * —

کوئی پاک طینتی میں نہیں ہے سوائے گل
اس واسطے ہے سر کے اوپر سب کے جائے گل

صیاد جب پکڑ کے گلستاں سے لے چلا
بلبل جدا ہو گل سے پکاری کہ ہائے گل

آواز جو ہنسی میں نکلتی ہے شوخ کی
کھلنے میں کم سُنی ہے میں ایسی صدائے گل

* (ن) چھپایا

بلبل کو ان نے حد ہی ستایا تھا باغباں
بیچا چمن سے توڑ یہی تھی سزائے گل

یوں دل ہوا ہے یار کی خاطر اسیر زلف
آتی ہے جیسے دام میں بلبل برائے گل

دشمن ترا ہوا ہے گلستاں میں خار خار
بلبل تو کیوں ہوئی تھی عبث آشنائے گل

از بسکہ اس کو روح سے الفت تھی بیشتر
اِس واسطے مزار کے اوپر ہے جائے گل

آتا ہے فاتحہ کو بھی گلرو رقیب ساتھہ
لاتا ہے خار قبر پہ میری بجائے گل

تاباں خزاں کے آنے کی حشمت* سے سن خبر
بلبل اٹھی پکار چمن میں کہ ہائے گل

— * —

نہ کرتی تو معین کاش اس گلشن میں جا بلبل
کہ تیرا آشیاں کنج قفس آخر ہوا بلبل

خبر سن فصل گل کی تو چلی تو ہے گلستاں کو
جو وہاں صیاد بھی ہو تو خدا حافظ ترا بلبل

جسے پیش از اسیری تو نے دیکھا تھا ترو تازہ
وہ گلشن خاک میں دست خزاں سے مل گیا بلبل

چمن سے تجکو جانا ہے قفس میں ایک دن آخر
غنیمت جان اس گلشن کی تو آب و ہوا بلبل

* (ن) حاتم -

گلستاں کی طرف جاتا ہوں یارو بخت نیکو ہیں
غزلخوانی میں دیکھوں ور رہوں میں آج یا بلبل

قفس سے چھوٹ پھر ملنا نہ تھا تیرے نصیبوں میں
ہوی ہے کس گھڑی کی ہاے تو گل سے جدا بلبل

تو بس میں آکے جب صیاد ظالم کے ہوی بے بس
مرا 'تاباں' تری خاطر نہایت تب کڑھا* بلبل

— * —

(ردیف م)

دیکھہ اُس میخوار کی سرشار چشم
نرگس شہلا کی ہیں بیمار چشم

آرزو ہے یہ کہ چار ابرو مرا
مجھہ سے کب ہووے گا آکر چار چشم

جس طرف دیکھے اُدھر ہو قتل عام
ایسی کم دیکھی ہیں میں خونخوار چشم

دیکھتا تھا یار کو میں خواب میں
ہاے میری کیوں ہوی بیدار چشم

کیوں نہ دیوانا ہو 'تاباں' دیکھہ کر
شوخ کی جادو بھری خونخوار چشم

— * —

سو طرح سے گر کریں گے نالہ و فریاد ہم
اس قفس سے تو بھی ہو سکتے † نہیں آزاد ہم

بعد میرے قتل کے بھی لاش کے ٹکڑے کرے ‡
چاہتے ہیں اپنے اُس قاتل سے اپنی داد ہم

* (ن) تلملا - † (ن) ہووینگے - ‡ (ن) کیجے -

ہم تو اپنا سر دیے پھرتے ہیں راہ عشق میں
کب تری تلوار سے ڈرتے ہیں اے جلاد ہم

کھول دیوے گر رگ جاں کو تو سودے سے چھٹیں
ڈھونڈتے ہیں اس طرح کا اب کوئی فصاد ہم

ہے اسیری کا ہمارے دل میں مدت سے خیال
اس لئے آتے ہیں اس گلشن میں اے صیاد ہم

ہم تو آخر مر گئے رو رو تمہارے ہجر میں
سچ کہو اب بھی کبھی آتے ہیں تم کو یاد ہم

وہ پریرو ہے مرا 'تاباں' سلیماں وقت کا
کیوں نہ اُس کے عشق میں دیں خانماں برباد ہم

— * —

تجکو ہے گا رات دن اوروں سے اے خود کام کام
مفت تیرے عشق میں میرا ہوا بدنام نام

گھات میری لگ رہی تھی اس پہ اک مدت سے آہ
ہو گیا غیروں کا آخر جا وہ دل آرام رام

زلف بھی اب چاہتی ہے دل کرے میرا اسیر
ایک تو تھا ہی تمہاری چشم کا بادام دام

سلطنت جمشید کی حاصل ہو گویا میرے تئیں
مجکو گر دیوے تو اے ساقی نکوفر* جام جام

التجا ہرگز کسی شاہ و گدا سے تو نہ کر
مانگ اس کے پاس 'تاباں' جس کا ہے انعام عام

— * —

* (ن) کوثر -

یار کے کوچے میں پھرتے ہیں نپٹ بے باک ہم
سر اگر کاٹے کوئی ہونے کے* نہیں غمناک ہم

جی میں آتی ہے یہ وحشت اب تو سن اے جامہ زیب
دامن صحرا میں جاویں کر گریباں چاک ہم

پیروی مجنوں کی طے عشق کے کوچہ میں کی
عاشقی کی راہ میں یہاں تک ہوے چالاک ہم

عشق میں حاصل ہوا جز درد ہمکو کچھہ نہ ہاے
مفت دی برباد یارو اپنی مشت خاک ہم

سب کو اے ساقی پلاتا ہے تو انگوری شراب
ہم کو ساغر کیوں نہیں دیتا رہے ہیں تاک ہم

آسیا کی طرح سرگرداں ہوں دانے کو اگر
تو بھی خاطر میں نہ لاویں گردش افلاک ہم

چھوڑتی نہیں عشق کی آتش جلانا اب تلک
عشق میں 'تاباں' ہوے ہیں سوکھہ کر خاشاک ہم

— * —

شعلہ خو کو غیر کی محفل میں جب پاتے ہیں ہم
رشک کی آتش میں تب جوں شمع جل جاتے ہیں ہم

کیا ترا ہم نے کیا مانع ہے کیوں اے باغباں
اس چمن میں بیٹھہ کر تک دل کو بہلاتے ہیں ہم

کب تلک صحبت رکھے کوئی در و دیوار سے
یار بن بیٹھے اکیلے گھر میں اُکتاتے ہیں ہم

---

* (ن) ہوتے -

جی نکلتا ہے یہ دل کی آرزو ہے دل کے بیچ
ہائے اس دنیا سے یوں حسرت بھرے جاتے ہیں ہم

دل کو الفت ہے ہمارے مثل بلبل گل کے ساتھہ
ورنہ اس گلشن میں کب اے باغباں آتے ہیں ہم

دل تو چاہے ہے کہ کریے عیش لیکن جان بوجھہ
نعمت دنیا سے اپنے جی کو ترساتے ہیں ہم

بحر غم سے جو نکالے آکے اے 'تاباں' ہمیں
ہائے ایسا آشنا کوئی نہیں پاتے ہیں ہم

— * —

نہیں دیتا ہے وہ ظالم کسی کی داد ہے ظالم
کریں ہم کس سے جا اس درد کی فریاد ہے ظالم

تڑپنے اور اسیری پر تجھے ان عندلیبوں کی
نہیں آتا ہے کچھہ بھی رحم اے صیاد ہے ظالم

کریں جا کون سے ہم سرو قد کی بندگی صاحب
جو تم اپنی غلامی سے کرو آزاد ہے ظالم

کبھی بوسہ کے شرمندے نہیں اس تیغ ابرو کے
ہمیں کرتا ہے ناحق قتل وہ جلاد ہے ظالم

مرا احوال سن بولا ابے چل جا نہ آیا کر
ہوا ظالم کا یوں حق میں مرے ارشاد ہے ظالم

رفیقوں بن ہمیں کب زندگی بھاتی ہے اب مریے
نہ مجنوں ہے ارے 'تاباں' نہ ہی فرہاد ہے ظالم

— * —

ایسا کہاں حباب کوئی چشم تر کے ہم
لب خشک یہ محیط ہے کب اس قدر کہ ہم

ایسا نہیں غریب کوئی ڈہر بگہر کہ ہم
ایسا نہیں خراب کوئی در بدر کہ ہم

مدام ہی مشبک مژگانِ یار ہے †
لیکن نہ اس قدر ہے خستہ جگر کہ ہم

گو آج ہم ہیں بے سروپا دیکھئے کہ کل
یہ راہ پل صراط کرے شیخ سر کہ ہم

ہم بھتے ہیں چاک گریباں پہ تیرے ساتھہ
ور دیکھئے کہ ہم سے رہے تو سحر کہ ہم

روتے عدم سے آے تھے روتے ہی جائیں گے
ایسا نہیں ازل سے کوئی نوحہ گر کہ ہم

دنیا کے نیک، و بد سے مجھے کچھہ خبر نہیں
اتنا نہیں جہاں میں کوئی بے خبر کہ ہم

پوچھا میں اُس سے کون ہے قاتل مرا بتا
کہنے لگا پکڑ کے وہ تیغ و سپر کہ ہم

دیواں ہمارا غور سے 'تاباں' تو دیکھہ تو *
رکھتا ہے کب محیط یہ گنج گہر کہ ہم

— * —

کبھی تم مہربانی سے نہ آے جان ہے ظالم
یہی جی میں رہا میرے سدا ارمان ہے ظالم

* (ن) دیکھیو - † (ن) اصل نسخہ میں یہ شعر اسی طرح درج ہے -

ارے صیاد تجکو رحم نہیں آتا ہے بلبل پر
قفس میں مفت وہ دیتی ہے اپنی جان ہے ظالم

نہیں ہے ہائے اتنی دسترس جو یار سے ملیے *
ہوے ہیں اس قدر ہم بے سروسامان ہے ظالم

سخن کہنے کے دم تو تیغ ابرو مت ہلا قاتل
کرے گی قتل عالم کو تری یہ آن ہے ظالم

بہار آئی تو کیا خوش وقت ہوں ہم سیر گلشن سے
ہمارا لالہ رو ہے ہم سے نافرمان ہے ظالم

میں جب احوال کہتا ہوں تغافل سے نہیں سنتے
رقیبوں کا کہا لیتے ہو کیونکر مان ہے ظالم

تمہارے هجر میں رو رو ڈبایا خانماں اپنا
تم اس کو جانتے ہو اب تلک طوفان ہے ظالم

ہمیں یوں درد و غم میں بھول جاو کیا قیامت ہے
یہی تم سے توقع تھی ہمیں کیوں جان ہے ظالم

مجھے فرہاد کے مرنے پہ 'تاباں' رحم آتا ہے
کہ کوئی اس طرح دیتا ہے اپنی جان ہے ظالم

— * —

ہوا ہے غیر سے اس کو نہایت پیار ہے ظالم
مجھے اب گالیاں دیتا ہے گن گن یار ہے ظالم

چلا ہے یار میرا چھوڑ مجکو زار ہے ظالم
کٹے گی رات میری کس طرح بے یار ہے ظالم

* (ن) خوباں سے ملنے کی۔

جدا وہ آئینہ رو ایک دم مجھ بن نہ رہتا تھا
مری صورت سے بھی اب ہوگیا بیزار ہے ظالم

چڑھاتا * آستیں اور تیغ کھینچے ہاتھ میں اپنے
نپٹ بے طرح آتا ہے مرا خونخوار ہے ظالم

قیامت سرو پر برپا نہ ہووے کیونکہ گلشن میں
کہ آیا ہے نظر اُس کو وہ خوش رفتار ہے ظالم

ابھی آغوش میں میرے پریرو ساتھ سوتا تھا
یکایک ہوگیا میں خواب سے بیدار ہے ظالم

نہ چھوڑے گا کسی کا جی خدا شاہد ہے اے قاتل
ترا یہ مسکرانا بات میں ہر بار ہے ظالم

تڑپ کر آرزو میں فصل گل کی مرگئی بلبل
نہ دیکھا اُن نے پھر 'تاباں' کبھی گلزار ہے ظالم

— * —

مجھے طاقت نہیں کب تک جفا تیری سہوں ظالم
مرے جی میں یہ آتا ہے کہ اب کچھ کھا مروں ظالم

مرے تئیں درد دل ہے تک شتاب اُس کی خبر لینا
نہیں ممکن کہ اس آزار سے اب کے بچوں ظالم

تیرے جور و جفا و ظلم سے اور بے وفائی سے
گزرتی ہے جو کچھ مجھ پر سو تجھ سے کیا کہوں ظالم

مرے دل میں یہ آتا ہے کہ تیرے غم میں ہو وحشی
گریباں چاک کر صحرا میں میں تو جا رہوں ظالم

---

* (ن) چڑھاے -

گراں خاطر نہ ہو آخر تو مجکو قتل کرتا ھے
تک اک سستا کہ تجکو سیر ہو کر دیکھہ لوں ظالم

مجھے کہتے ھیں تجھ سے یار کو ھم چھین لیویں گے
رقیبوں کی یہ باتاں سخت میں کیونکر سہوں ظالم

یہی 'تاباں' دعا کرتا ھے رو رو ھجر میں تیرے
خدا وہ دن کرے جو تجھ سے اب کے پھر ملوں ظالم

— * —

ھجر میں رھتے ھیں نرگس چشم کے بیمار ھم
کھینچتے ھیں ھاے کیا کیا رنج اور آزار ھم

اک دم بھی وصل کی لذت نہیں ھوتی نصیب
اس طرح کے بے مزہ جینے سے ھیں بیزار ھم

کب تلک اُس گلبدن سے ھم نہ ھوویں بے دماغ
وہ ملے اوروں سے اور ھوں اُس کی خاطر خوار ھم

جی میں ھے چوکھٹ پہ اُس کی سر کو رکھہ کر روئیے
حیف پر پاتے نہیں ھیں اُس کے در پر بار ھم

ڈوبتے دریا میں 'تاباں' پر لے آئیں آشنا
جب گیا تھا پار حشمت * اور رھے تھے وار ھم

— * —

ھوے بے رحم سے کیوں آشنا ھم
کہ کھینچے مفت میں رنج و جفا ھم

* (ن) حاتم -

رقیبوں سے سلوک اور ہم کو دشنام
بھلا کیونکر نہ مانیں گے برا ہم

کبھی باغ جہاں میں پھل نہ پایا
رہے افسوس بے برگ و نوا ہم

نہ ہوتا کوئی ان خوباں پہ عاشق
کہے رکھتے ہیں سب سے برملا ہم

نہ آیا رحم اس ظالم کو تاباں
غم اپنا اس سے کئی باری کہا ہم

— * —

سنی جو فصل گل آنے کی ہر طرف سے دھوم
کیا ہے آن کے گلشن میں بلبلوں نے ہجوم

خدا کے واسطے آنا کبھی تو تربت پر
صنم سے کہیو کہ یوں کہہ موا ہے وہ مظلوم

پھرو ہو غیر کے ہمراہ رات دن پیارے
تم اور رقیب ہوے ہو کہ لازم و ملزوم

ہوا ہے ابر ہے گلشن ہے دے شتاب شراب
خدا کے واسطے ساقی مجھے نہ رکھہ محروم

قریب مرگ کے پہنچے ہیں ہجر میں اس کے
ہمارا حال اُسے ہائے کچھہ نہیں معلوم

ہمیشہ جور و جفا ظالموں کی سہتا ہوں
خدا نے روز ازل سے مجھے کیا مظلوم

تمھارے ہجر میں تاباں کا سخت ہے احوال
بچے گا یا نہ بچے گا صنم خدا معلوم

— * —

کیا کروں کب تلک نہ کھاوں غم
ایک دل اور ہزار درد و الم

کوئی دن عشق کر لو مل باہم
پھر کہاں تم ہو اور کہاں ہیں ہم

پاؤں سے سر تیرے قیامت تک
نا اوتھاوں گا تیرے سر کی قسم

جی میں آتا ہے ہو جیے آزاد
سب علایق کو مار کر برھم

ہم سے طاعت خدا کی تو نہ ہوی
کس کی تاباں کریں اطاعت ہم

— * —

(ردیف ن)

جز خدا اب کوئی * تھا نبیے اشک کے پانی کیتیئں
نا خدا درکار نہیں کشتیٔ طوفانی کتئیں

ہو گیا ہوں غم میں تیرے صورت دیوار میں
کچھہ نہ پوچھہ اے آئینہ رو میری حیرانی کیتیئں

لالہ رو کی سرخئی لب کی کروں تعریف کیا
جن نے شرمندہ کیا لعل بدخشانی کیتیئں

* (ن) کون -

شیشۂ ساعت میں آتی ہے نظر جیسے کہ ریگ
جانتا ہوں میں یوہیں اس عالم فانی کیتئیں

مو قلم ہرگز نہ لیتا ہاتھہ تیرے آن مان
گر نظر آتی تری تصویر بھی مانی کیتئیں

زلف سے لڑکوں کی جا الجھے ہے شانے کی طرح
کیا کہوں یارو میں اپنے دل کی نادانی کیتئیں

مل کے تجھہ سے رام سے تاباں ہوا ہے بت پرست
نذر اس کر دیا کی اپنی مسلمانی کیتئیں

—*—

دسترس کیا حق نے دی ہے ہائے اس شانے کیتئیں
کس طرح لپٹے ہیں جا زلفوں کے سلجھانے کیتئیں

توڑ زنجیریں مچاوے گا ابھی گلشن میں دھوم
مت کہو کوئی فصل گل آتی ہے دیوانے کیتئیں

آج اے ساقی ہوا ہے ابر ہے سب یار ہیں
ہے ترا احسان دے اس وقت پیمانے کیتئیں

عشق میں تیرے ہے میری جان اب * یہ بھوک پیاس
خون دل پینے کے تئیں اور غم ترا کھانے کیتئیں

دل کو سمجھاتا ہے تاباں آپ تو پہلے سمجھہ
کوئی نصیحت بھی اثر کرتی ہے دیوانے کیتئیں

—*—

* (ن) گئی ہے میری جان اب -

آج تیرے ہجر میں اے جان مجھ کو کل نہیں
جی کے بچنے کی توقع اب مجھے اک پل نہیں

گل ہر خاں کے سر کی خاطر حق نے اس گلشن کے بیچ
لعل کا صیغا* بنایا ہے گل مجمل† نہیں

زلف ہے بل دار اس کی ناتواں میں مو سا ہوں
کیونکہ اٹکاؤں دل اس کے ساتھ مجھ میں بل نہیں

دیکھ قارورے کو دیتے ہیں دوا بیمار کو
ان طبیبوں کے تئیں کچھ نبض میں اٹکل نہیں

پا برہنہ سر کھلے مجنوں ہوں تیرے عشق میں
میں پھرا جس میں نہ ہوں گا وہ کوئی جنگل نہیں

گر نہ ہو کوئی خضر رہ میرا تو پہنچوں کس طرح
راہ ہے تاریک منزل دور اور مشعل نہیں

زندگی ہے آدمی کے بحر تن میں جوں حباب
دم غنیمت جان تاباں آج ہے سو کل نہیں

— * —

جان تجھ بن عمر کو غفلت میں میں کھوتا نہیں
کون سا دم ہے کہ تیری یاد میں روتا نہیں

مشت گندم کے لیے جوں آسیا ڈھر گھر نہ پھر
سعی ناحق سے تری ناداں کچھ ہوتا نہیں

ہوں گے فریادی کسو دن لوگ آئے ہیں بتنگ
شور نالے سے مرے کوئی رات کو سوتا نہیں

---

* (ن) جیفا - † (ن) مخمل -

آشنا تو مجھہ سے ایسا ہے کہ جیسا چاہئے
پر جو کچھہ دل چاہتا ہے ہاے وہ ہوتا نہیں

کیونکہ آوے نیند 'تاباں' ساتھہ اُس کے رات کو
ہے یہ لڑکا چلبلا نچلا کبھی سوتا نہیں

—*—

جن نے صاحب ہوش کی باتوں کیتئیں مانا نہیں
وہ مری دانست میں نادان ہے دانا نہیں

ذات حق ہے جلوہ گر لیکن نہیں طالب کوئی
شمع تو روشن ہے پر افسوس پروانا نہیں

ہے تمہاری فکر میں صیاد گل کو دیکھہ لو
پھر تمہیں اے عندلیبو باغ میں جانا نہیں

رو چکا وحشی ہوا اب جاں بلب ہوں شوق میں
ہاے اب تک شوخ نے عاشق مجھے جانا نہیں

جانتا نہیں کیا مچاوے گا چمن میں جاکے دھوم
میرے دیوانے کیتئیں گلشن میں لے جانا نہیں

سب کو مرنے سے ڈراتا ہے یہ واعظ بے خبر
اُس کے تئیں شاید کبھی دنیا میں مر جانا نہیں

بے تکلف آج میری بزم میں تو پی شراب
یار سب اپنے ہیں پیارے کوئی بیگانا نہیں

بولتا ہے تجھ میں حق اور تجھ سے ہے غافل یہ خلق
اب تلک 'تاباں' کسی نے تجھ کو پہچانا نہیں

—*—

غم میں روتا ہوں ترے صبح کہیں شام کہیں
چاہنے والے کو ہوتا بھی ہے آرام کہیں

وصل ہو وصل الٰہی کہ مجھے تاب نہیں
دور ہوں دور مرے ہجر کے ایام کہیں

لگ رہی ہیں ترے عاشق کی جو آنکھیں چھت سے
تجکو دیکھا تھا مگر اُن نے لب بام کہیں

عاشقوں کے بھی لڑانے کی تجھے کیا ڈھب ہے
چشم بازی ہے کہیں بوسہ و پیغام کہیں

یمنی کی سی طرح لخت جگر پر کھودوں
مجکو معلوم اگر ہووے ترا نام کہیں

ہجر میں اُس بت کافر کے تڑپتے ہیں پڑے
اہل زنار کہیں صاحب اسلام کہیں

آرزو ہے مرے 'تاباں' کو بھی اے قاتل
کہ بر آئے ترے ہاتھوں سے مرا کام کہیں

— * —

لڑکا جو خوبرو ہے سو مجھ سے بچا نہیں
وہ کون ہے کہ جس سے میں یارو ملا نہیں

اے بلبلو چمن میں نہ جاو گئی بہار
گلشن میں خار و خس کے سوا کچھہ رہا نہیں

ہے کیا سبب کہ یار نہ آیا خبر کے تئیں
شاید کسی نے حال ہمارا کہا نہیں

آتا نہیں وہ یار ستمگر تو کیا ہوا
کوئی غم تو اُس کا دل سے ہمارے جدا نہیں

تعریف اُس کے قد کی کریں کس طرح سے ہم
'تاباں' ہماری فکر تو ایسی رسا نہیں

—*—

کونسا وقت ہے جو جان تری یاد نہیں
اور ترے غم میں مجھے نالہ و فریاد نہیں

کیوں نہ خوش وقت ہو گلشن میں کرے رنگ رلیاں
آج بلبل کے نصیبوں کوئی صیاد نہیں

چومتا آکے قدم دیکھہ مرا محنت و غم
کیا کروں ہائے کہ اس عصر میں فرہاد نہیں

قتل عشاق پہ خوباں تو پڑے پھرتے ہیں
کون کہتا ہے کہ اس شہر میں جلاد نہیں

ریختہ کیوں نہ میں حشمت کو دکھاوں 'تاباں'
اُس سوا دوسرا کوئی ہند میں اُستاد نہیں

—*—

آتا نہیں وہ شوخ تو کچھہ ہم کو غم نہیں
اُس کا خیال ہم سے جدا ایک دم نہیں

جی آرہا ہے لب پہ شتابی تو آئیو
آنے میں گرچہ دیر کی تو جان ہم نہیں

جس پر وہ شوخ جان کے عاشق جفا کرے
لطف و کرم ہے اُس کا وہ جور و ستم نہیں

ہے گفتگو خدا سے بھی اُس جنگجو کے تئیں
کوئی اور اُس سا دوسرا کافر صنم نہیں

'تاباں' تو دکھ سے ہجر کے چاہے تھا زہر کھائے
پر غم سا اُس کو دوسرا دنیا میں سم نہیں

—*—

خوبرو جو ایک کا محبوب نہیں
ایسے ہرجائی سے ملنا خوب نہیں

چولی نیچی مت پہن اے جامہ زیب
اس میں چھب تختی کا کچھ اسلوب نہیں

میں تو طالب دل سے ہوں گا دین کا
دولت دنیا مجھے مطلوب نہیں

صبر کب تک ہجر میں تیرے کروں
میں ترا عاشق ہوں کوئی ایوب نہیں

یار کی 'تاباں' زنخداں کو نہ چاہ
دیکھ کہتا ہوں کنوے میں ڈوب نہیں

—*—

خدا عشق مجھ سے چھڑاتا نہیں
یہ آزار بھونڈا* ہے جاتا نہیں

میں کس طرح کر آہ جی اپنا دوں
کہ سینے میں اب غم سماتا نہیں

* (ن) کھوٹا۔

ترے غم سے مرتا ہوں اے جان میں*
تو تک دیکھنے کو بھی آتا نہیں

جلے ہیں لگن بیچ اُس کی پتنگ
کوئی شمع کے تئیں بجھاتا نہیں

عبث یاد کر اُس کو 'تاباں' نہ رو
گیا یار پھر ہاتھہ آتا نہیں

—*—

ساقی ہو اور چمن ہو مینا ہو اور ہم ہوں
باراں ہو اور ہوا ہو سبزہ ہو اور ہم ہوں

زاہد ہو اور تقویٰ عابد ہو اور مصلیٰ
مالا ہو اور برہمن صہبا ہو اور ہم ہوں

مجنوں ہیں ہم ہمیں تو اس شہر سے ہے وحشت
شہری ہوں اور بستی صحرا ہو اور ہم ہوں

یارب کوئی مخالف ہووے نہ گرد میرے
خلوت ہو اور شب ہو پیارا ہو اور ہم ہوں

دیوانگی کا ہم کو کیا حظ ہو ہر طرف گر
لڑکے ہوں اور پتھرے بلوا ہو اور ہم ہوں

اوروں کو عیش و عشرت اے چرخ بے مروت
غصہ ہو اور غم ہو رونا ہو اور ہم ہوں

---

* (ن) من -

ایمان و دیں سے ' تاباں ' کچھه کام نہیں هے همکو
ساقی هو اور مے هو دنیا * هو اور هم هوں

— * —

جی کا دینا مرے نزدیک تو کچھه دور نہیں
پر مرا چاهنا تو بهی ترے منظور نہیں

کون دل هے که ترے هاتهه سے نہیں هے نالاں
کون هے وہ که ترے عشق میں رنجور نہیں

ماہ پهنچے هے کہاں منه کی جھلک کو تیرے
وہ بهی هر چند که روشن هے په یه نور نہیں

رات جاگا هے کسی غیر کے گھر میں شاید
نشۂ مے سے تری چشم یه مخمور نہیں

دل کو آرام نہیں اس میں یقیں هے ' تاباں '
چھوڑ دوں عشق په † بالعه که مقدور نہیں

— * —

سن فصل گل خوشی هو گلشن میں آئیاں هیں
کیا بلبلوں نے دیکهو ‡ دهومیں مچائیاں هیں

بیمار هو زمیں سے اُٹهتے نہیں عصا بن
نرگس کو تم نے شاید آنکهیں دکهائیاں هیں

دیکهه اُس کو آئینه بهی حیران هو گیا هے
چهرے په جان تیرے ایسی صفائیاں هیں

خورشید اُس کو کہئے تو جان هے وہ پیلا
گر مه کہوں ترا منه تو اس په جهائیاں هیں

* (ن) مینا - † (ن) کو - ‡ (ن) یارو -

یوں گرم یار ہونا پھر بات بھی نہ کہنا
کیا بے مروتی ہے کیا بے وفائیاں ہیں *
جھمکی دکھا جھجک کر دل لے کے بھاگ جانا
کیا اچپلائیاں ہیں کیا چنچلائیاں ہیں

قسمت میں کیا ہے دیکھیں جیتے بچیں کہ مر جائیں
قاتل سے اب تو ہم نے آنکھیں لڑائیاں ہیں
دل عاشقوں کا لے کر پھر یار نہیں یہ دلبر
ان بے مروتوں کی کیا آشنائیاں ہیں

پھر مہرباں ہوا ہے 'تاباں' مرا ستمگر
باتیں تری کسی نے شاید سنائیاں ہیں

— * —

تیری آنکھیں بری سی† پیاری ہیں
اُن کے پھر دیکھنے کی‡ واری ہیں
گالیاں تیں جو دے$ گیا تھا مجھے
مجکو اب تک وہ یادگاری ہیں

آتش عشق میں جو جل نہ مریں
عشق کے فن میں وہ اناڑی ہیں
رات جاگا ہے پی شراب کہیں
تیری آنکھیں نپٹ خماری ہیں

تم سے کہتا ہے جان ** سچ 'تاباں'
جھوٹی باتیں سبھی تمھاری ہیں

— * —

* (ن) کیا بیوفائیاں ہیں کیا اچپلائیاں ہیں - † (ن) تری سی -
‡ (ن) بھر دیکھنے پہ - $ (ن) جو تو دے - ** (ن) حال -

رات کو دیکھا تھا اس مہ رو کو ہم نے خواب میں
صبح جوں خورشید لرزا تھا دل بیتاب میں

اس ہوائی ابر میں ہے خاک جینا مے بغیر
آگ میں جل جایے یا ڈوب مریے آب میں

گر زلیخا چاہ سے یوسف کو رکھتی تھی عزیز
پر کوئی تجھ سا نہ دیکھا ہوگا ان نے خواب میں

اپنے لب سے ایک بوسہ دے تو میں جیتا ہوجاں
ہے شفا بیمار کی اس شربت عناب میں

دیکھ تیری زلف کو حلقہ کی اے دریاے حسن
ہوں طرح گرداب کی دن رات پیچ و تاب میں

جو تری آنکھوں میں ہے کیفیت اے ساقی بہار
ایسی کم ہوتی ہے کیفیت شراب ناب میں

ہجر میں اس سیم تن کے جس طرح تڑپے ہے دل
یہ تڑپ دیکھی نہیں 'تاباں' کہیں سیماب میں

—*—

اے شمع رو مرے گا جو کوئی تری لگن میں
وہ حشر لگ رہیگا جلتا ہوا کفن میں

بلبل کے تئیں اگر چہ کرتا ہے قید لیکن
اس کے قفس کو رکھیو صیاد تو چمن میں

مجنوں و کوہکن کے قصے تو یوں بہت ہیں
ہرگز نہ ہوں گے مجھ سے وے عاشقی کے فن میں

اس منہرن کا اپنے کچھہ کھوج میں نہ پایا
ہر چند خاک چھانی وحشی ہو جا کے بن میں

رخسار دیکھہ تیرے اے گلبدن خوشی سے
پھولا نہیں سماتا میں اپنے پیرھن میں

آنے کی جب خبر میں سنتا ہوں فصل گل کی
تیسو کی طرح آتش لگتی ھے میرے تن میں

زلفاں کی ناگنی سے جامن کے تئیں تساؤں
اُٹھتی ھے لہر 'تاباں' اکثر یہ میرے تن میں

—*—

دیا جی پر نہ آیا رحم کچھہ صیاد کے دل میں
رھی حسرت چمن کی بلبل ناشاد کے دل میں

ملایا خاک میں گھر کوھکن کا ھاے خسرو نے
یہ کیا بات آگئی اس خانماں آباد کے دل میں

اسی کا کام تھا جو بات کہتے جی دیا اپنا
نہ آیا کچھہ بھی دھڑکا جان کا فرھاد کے دل میں

مرے نزدیک شادی اور غمی دونوں برابر ھیں
کہ اصلا فکر نہیں ہوتا کبھی آزاد کے دل میں

جو کوئی عاشق ہوا اس پر اسی کو قتل کرتا ھے
کسی کا رحم نہیں 'تاباں' میرے جلاد کے دل میں

—*—

آرزو ھے میں رکھوں تیرے قدم پر گر جبیں
تو اٹھاوے ناز سے ظالم لگا ٹھوکر جبیں

اپنے گھر میں تو بہت پٹکا پہ کچھ حاصل نہیں
اب کے جی میں ہے تیری چوکھٹ پہ رووں دھر جبیں

جیسی پیشانی تری ہے اے مرے خورشید رو
چاند کی ہے روشنی میں اس سے کب بہتر جبیں

شیخ آ جلوہ خدا کا میکدے میں ہے مرے
کیوں رگڑتا ہے عبث کعبہ کے تو در پر جبیں

کیا کروں تیرے قدم تک تو نہیں ہے دسترس
نقش پا ہی پر ترے ملتا ہوں میں اکثر جبیں

شیخ گر شیطان سے صورت نہیں ملتی تری
بس بتا داغی ہوئی ہے کس طرح یکسر جبیں

ہے کسی کی بھی تری سی اوندھی پیشانی بھلا
دیکھ تو اے شوخ اپنی آئینہ لے کر جبیں

آ کے جن ہاتھوں سے ملتا تھا ترے تلووں کے تئیں
پیٹتا ہوں اب انہیں ہاتھوں سے میں اکثر جبیں

بوجھ کر نقش قدم کو تیرے محراب دعا
مانگتا ہوں میں مراد دل کو رکھ اس پر جبیں

چاند کا مکھڑا ہے یا آئینہ یا مصحف کا لوح
یا تری ہے اے مرے رشک مہ و اختر جبیں

صاف دل تاباں مکدر ہی کبھو ہوتا نہیں
آئینہ کی ہیگی روشن دیکھ لے یکسر جبیں

— * —

مست آتا ہے تو جب پیتا گلابی باغ میں
کیا کہوں ہوتی ہے تب کیسی خرابی باغ میں

جس جگھہ گل تھے نظر آتے نہیں وھاں خار بھی
اس قدر آکر خزاں نے کی خرابی باغ میں

مے ھے مطرب ھے ھوا ھے ابر ھے گلزار ھے
تو بھی آ اس وقت اے ظالم شتابی باغ میں

آج برسے گا مقرر خوں کہ آیا ھے دیکھو
پان کھاتا مے پئے میرا شرابی باغ میں

دھوپ میں تاباں اگر خورشید روجاوے مرا
ھو گل سورج مکھی تب آفتابی باغ میں

— * —

کیا بھولا پا ھے کہ وہ خونخوار میرا کھا کے پاں
پوچھتا ھے مجھہ سے کیسی لال ھوی میری زباں

جس کے دل میں نور حق نہیں اس کا دل بےنور ھے
شمع بن رونق نہیں رکھتا ھے خالی شمع داں

سچ کہو آتا ھے کیا کیا دل میں گل بن بلبلو
تم جو رھتے ھو قفس میں چھوڑ اپنا آشیاں

اے ھما مت کھائیو سب بال و پر جھڑ جائیں گے
ھے نمک سے عشق کے شوریدہ میری استخواں

طرح اسکندر کے 'تاباں' شاہ ھفت اقلیم ھو
گر تک اک جرأت کرے یہ خسرو ھندوستاں

— * —

اشک گلگوں سے بھرا بسکہ کنار دامن
کٹ گیا دیکھہ کے گلچیں بھی بہار دامن

نہیں معلوم کسے قتل کیا ہے ظالم
تر بتا کس کے لہو سے ہے کنار دامن

خاک برباد نہ دے اتنی ہوا خواہوں کی
اے مری جان جھٹک مت تو غبار دامن

دسترس اب تو نہیں مجکو بھلا حشر تو ہو
پھر مرا ہاتھ ہے اور ترا کنار دامن

سرخ جوڑے پہ ترے ہیگی کناری کی جھلک
برق ساں ابر کے ہوتی ہے نثار دامن

پیرہن چاک کیا یہاں تئیں تاباں ہم نے
کہ نہ کہیں تار گریباں ہے نہ تار دامن

—*—

سراب کی سی طرح کب تھا آب دریا میں
مرے ہی اشک سے ہوی آب و تاب دریا میں

برنگ آئینہ ظالم ترے تماشے کو
ہوا ہے چشم سراپا حباب دریا میں

عجب نہیں ہے کہ خشکی سے تیری اے زاھد
تمام آب ہو مثل سراب دریا میں

ہوا ز بسکہ یہ رکھتا تھا سر بلندی کی
ہوا حباب کا خانہ خراب دریا میں

ترے بدن کو نہاتے میں دیکھ حیرت سے
ہوا ہے صفحۂ آئینہ آب دریا میں

ہمارے آبلہ پا کے تئیں اگر دیکھے
سر اپنا رشک سے پھوڑے حباب دریا میں

رخ اِس طرح سے ترا آئینہ میں جھمکے ہے
کہ جیسے صبح کے تئیں آفتاب دریا میں

تو بال کھول نہاتا تھا ایک دن اب تک
ہر ایک موج کو ہے پیچ و تاب دریا میں

ہمارے اس بت ہندی کے غسل کو تاباں
بنا ہے طاس کی صورت حباب دریا میں

— * —

روا جو اہل وفا پر رکھا جفا کے تئیں
بتاں دکھاؤگے کیا منہ بھلا خدا کے تئیں

جفا تو چاہئے اے شوخ مجھ پہ یہاں تک کر
کہ سب کہیں مجھے رحمت تری وفا کے تئیں

اگر تو آے تو کوئی دم رہوں میں نزع میں بھی
وگر نہ سونپ دوں اس جان کو قضا کے تئیں

جو عمر نوح ہو بے یار زندگی کچھہ نہیں
اکیلے جینے کا کیا حظ ہے ارمیا کے تئیں

نہ پہنچے آب اگر میرے اشک خونیں کا
یقین ہے کہ نہ یہ رنگ ہو حنا کے تئیں

ہر اک کو کیجیو تیروں کا اپنے تو قندیل
کھلائیو پہ مری استخواں ہما کے تئیں

بیان کوچۂ قاتل کا کیا کروں تاباں
کیا میں آن کے یہاں طوف کربلا کے تئیں

— * —

داغ دل اپنا جب دکھاتا ہوں
رشک سے شمع کو جلاتا ہوں

وہ مرا شوخ ہے نپٹ چنچل
بھاگ جاتا ہے جب بلاتا ہوں

اس پریرو کو دیکھتا ہوں جب
ہو کے دیوانہ سدہ بھلاتا ہوں

مجھ کو دیتا ہے گالیاں اُٹھ کر
نیند سے جب اسے جگاتا ہوں

جب مجھے گھیرتا ہے غم تاباں
ساغر مے کو بھر پلاتا ہوں

— * —

تو ناصح نہ ہو پاس دار گریباں
نہ چھوڑوں گا ہرگز میں تار گریباں

اگر اے جنوں تو مددگار ہووے
تو گردن سے ہو دور بار گریباں

مرے اشک گلگوں سے یہاں تک ہے رنگیں
کہ رشک چمن ہے بہار گریباں

جنوں بسکہ ہے ضعف ہاتھوں میں میرے
نہیں توڑ سکتا میں تار گریباں

بھلا دیکھئے وہ رہے کون ناصح
میں دشمن ہوں تو دوستدار گریباں

گرا اشک از بسکہ آنکھوں سے میرے
لب جو ہوا ہے کنار گریباں

کیا چاک جس روز سے میں نے 'تاباں'
نہ پایا کبھی پھیر تار گریباں

—*—

ہے آرزو یہ جی میں اُس کی گلی میں جاویں
اور خاک اپنے سر پر من مانتی اُڑاویں

شور جنوں ہے ہم کو اور فصل گل بھی آئی
اب چاک کر گریباں کیونکر نہ بن میں جاویں

بے درد لوگ سب ہیں ہمدرد ایک بھی نہیں
یارو ہم اپنے دکھہ کو جا کس کے تئیں سناویں

یہ آرزو ہماری مدت سے ہے کہ جا کر
قاتل کی تیغ کے تئیں اپنا لہو چٹاویں

خجلت سے خوں میں ڈوبے یا آگ سی لگے اُٹھہ
لالا کے تئیں چمن میں گر داغ دل دکھاویں

بے اختیار سن کر محفل میں شمع رودے
ہم بات سوز دل کی گر تک زباں پہ لاویں

یہاں یار اور برادر کوئی نہیں کسی کا
دنیا کے بیچ 'تاباں' ہم کس سے دل لگاویں

—*—

جو تو مجھ پہ اے شوخ غصے نہیں
تو ناحق چڑھاتا ہے کیوں آستیں

چمن کی طرف بلبلیں آن کر
ترے در سے صیاد جاتی رہیں

کمر قتل پر کس کی کستے ہو تم
میاں آج تم کیوں ہو چیں بر جبیں

تری بات لاوے جو پیغامبر
وہی ہے میرے حق میں روح الامیں

ابھی کس طرف دل مرا گم ہوا
بہت اُس کو ڈھونڈھا نہ پایا کہیں

ترے غم میں رو رو کے اے ماہرو
میں یکساں کیا آسماں اور زمیں

بتاں سے ملا کھو کے زر حق کو بھول
نہ دنیا ملی مجھ کو 'تاباں' نہ دیں

— * —

بسکہ اشک گرم سے میری بھری سب آستیں
نوح کے طوفاں کا گویا ہے تنور اب آستیں

تر جو مثل ابر رو رو ہم نے کی سب آستیں
موج زن دریا صفت ہر چیں سے ہے اب آستیں

اس قدر رویا کہ آخر بھیگ گئی سب آستیں
پوچھتی تھی میرے آنسو ورنہ جب تب آستیں

ڈوب جاوے آسماں اور غرق ہوجاوے زمیں
میں نچوڑوں اشک سے اپنی بھری جب آستیں

غم میں اُس خوش چشم کے گل بسکہ کھاے ہاتھہ پر
حکم نرگس داں کا رکھتی ہے مری اب آستیں

دن کو سارا دن گریباں پر میرے رہتا ہے ہاتھہ
رات کو رو رو کے تر کرتا ہوں میں سب آستیں

میرے آنسو نہیں ٹپکتے ایسے یارو زار زار
آپ بھی روتی ہے رونے پر مرے اب آستیں

ایک موتی پر صدف مغرور تو مت ہو کہ ہے
گوہروں سے اشک کے میری بھری سب آستیں

جذب کرتی ہے یہ تیرے اشک کے پانی کے تئیں
کہہ کف دریا سے 'تاباں' کم یہ ہے کب آستیں

—*—

بند کرتی ہے دلوں کو جامہ زیباں کی پھبن
ہوش کھو دیتی ہے ان رعنا جواناں کی پھبن

چاک کرتا ہوں گریباں اپنا میں گل کی طرح
یاد جب آتی ہے مجکو تنگ پوشاں کی پھبن

کوئی سجیلا اب تلک بے ساختہ دیکھا نہیں
تنگ پوشی میں ہے ساری خوبرویاں کی پھبن

زینت اور پوشاک بن کھبتی ہو دل میں جسکی چھب
سب پری رویاں میں ہے. ایسی سلیماں کی پھبن

ابر میں چھپتا ھے جن کے دیکھتے ھی آفتاب
دیکھئے 'تاباں' کبھی اُن ماھرویاں کی پھبن

— * —

پھر فصل گل آتی ھے کیا کیجئے تدبیریں
چھٹتا ھے یہ دیوانا اب توڑ کے زنجیریں

تو کون ھے اے واعظ جو مجکو ڈراتا ھے
میں کی بھی ھیں توکی ھیں اللہ کی تقصیریں

آھو کی طرح ھم سے رمتے ھیں سبھی آکے
کیا ھاتھہ سے جاتے ھیں افسوس یہ نخچیریں

ھیں ھم تو ترے مجنوں پر اور ترا عاشق
فرھاد اگر ھووے تو اُس کا بھی سر چیریں

مہ رو کے کف پا پر 'تاباں' ھو جبیں ملتا
یوں کھینچ مصور تو اِن دونوں کی تصویریں

— * —

کہتے ھیں اثر ھوھے رونے میں یہ ھیں باتیں
اِک دن بھی نہ یار آیا روتے ھی گئی راتیں

کر یاد ارے ظالم مرتا ھوں میں ھر ساعت
غصے کا وہ ٹھکرانا اور پیار کی وہ لاتیں

غیروں سے چھٹے دلبر دلدار ھووے میرا
برحق ھے اگر پیرو کچھہ تم میں کراماتیں

یا رب وہ نہیں آتا اور غم کی نہیں طاقت
دن عمر کے کٹ جاویں یا ھجر کی یہ راتیں

سودا میں گزرتی ہے کیا خوب طرح 'تاباں'
دو چار گھڑی رونا دو چار گھڑی باتیں

—*—

یار سے اب کے گر ملوں 'تاباں'
تو پھر اُس سے جدا نہ ہوں 'تاباں'
یا بھرے اب کے اُس سے دل میرا
عشق کا نام پھر نہ لوں 'تاباں'

مجھ سے بیزار ہے مرا ظالم
یہ ستم کس طرح سہوں 'تاباں'
آج آیا ہے یار گھر میرے
یہ خوشی کس سے میں کہوں 'تاباں'

میں تو بیزار اُس سے ہوں لیکن
دل کے ہاتھوں سے کیا کروں 'تاباں'
وہ تو سنتا نہیں کسی کی بات
اس سے میں حال کیا کہوں 'تاباں'

بعد مدت کے ماہرو آیا
کیوں نہ اُس کے گلے لگوں 'تاباں'

—*—

دل مہجور کو قرار کہاں
طاقت و تاب انتظار کہاں
ایک ہی گردش فلک میں ہائے
میں کہاں اور میرا یار کہاں

کوئی دن دیکھنے دے موسم گل
ارے صیاد پھر بہار کہاں

آبلہ دل کا پھوڑنے کے تئیں
تیر مژگاں سوائے خار کہاں

شب ہجراں میں تیرے 'تاباں' کا
غم سوا کوئی غمگسار کہاں

—*—

گُل ہے شب ماہ ہے ہائے نہیں گلبدن
روز قیامت ہے شب مجکو سقر ہے چمن

رات مرا حال دیکھہ غم میں ترے صبح نے
پنجۂ خورشید سے چاک کیا پیرہن

تیرا دہاں ہیچ بھی ہو تو کروں اُس کا وصف
جان میں کہتا ہوں سچ اس میں نہیں کچھ سخن

کیونکہ جئے گا کوئی ہاتھہ سے اُس شوخ کے
ایک تو سج قہر ہے تسپہ ستم بانکپن

'تاباں' چلا شہر سے ایکلا جب شیخ شہر
قبر سے مردا اٹھا پھاڑ کے گویا کفن

—*—

دل کو ہر چند مرے طاقت ہجراں تو نہیں
لیک اس غم سے غنیمت ہے کہ نالاں تو نہیں

ہاتھہ بے فائدہ زنداں میں نہ دوڑا مجنوں
طوق ہے تیرے گلے میں یہ گریباں تو نہیں

باولی کیوں نہ زلیخا ہو غم یوسف سے
چاہنا سخت ہی مشکل ہے کچھہ آساں تو نہیں

گرچہ سنبل کو ہے تشبیہ تری زلف کے ساتھ
پر کوئی ایسا مری جان پریشاں تو نہیں

کوئی خریدار نہیں آئینۂ دل کا یہاں
نام اس شہر کا کیا کشور کوراں تو نہیں

باغباں پوچھنے آیا ہوں غم بلبل کو
ورنہ کچھ میرے تئیں ذوق گلستاں تو نہیں

ہجر میں یار کے جاری ہے یہ مانند محیط
کیونکہ تھم جاے مرا اشک یہ باراں تو نہیں

گر تو ناخوش ہے مرے شور جنوں سے ناصح
کر مجھے شہر بدر لائق زنداں تو نہیں

سن مرا شور فغاں یار نے جھلا کے کہا
دیکھیو جا کے کوئی اس کو یہ 'تاباں' تو نہیں

— * —

چھوڑ کر غم میں ترے مسکن وماوا کے تئیں
جی میں آتا ہے نکل جائیے صحرا کے تئیں

سرو پامال ہوا خاک میں سایہ کی طرح
دیکھ گلشن میں ترے قامت رعنا کے تئیں

غم میں ساقی کے گلستاں میں گل و سرو کو دیکھ
یاد کرتا ہوں بہت ساغر و مینا کے تئیں

جام گل باغ میں لبریز ہوا شبنم سے
ساقیا صبح ہی بھر ساغر و صہبا کے تئیں

مرگیا قیس غم یار میں روتا روتا
لے گیا گور میں فرہاد تمنا کے تئیں

خانۂ عشق رہے اس سے الہی 'تاباں'
داغ مجنوں کا مٹا دیکھ کے سودا کے تئیں

— * —

ان ظالموں کو جور سوا کام ہی نہیں
گویا کہ اُن کے ظلم کا انجام ہی نہیں

غم وصل میں ہے ہجر کا ہجراں میں وصل کا
ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہیں

کیا کیا خرابیاں میں ترے واسطے سہیں
تسپر بھی چاہنے کا مرے نام ہی نہیں

اب ہم دنوں کو اپنے نہ روئیں تو کیا کریں
کرنے تھے جن میں عیش وے ایام ہی نہیں

وے شخص جن سے فخر جہاں کو تھا اب وے ہائے
ایسے گئے کہ اُن کا کہیں نام ہی نہیں

تم جو ہر اک کے دل کو ستاتے ہو کیا میاں
آغاز کا جفا کے کچھ انجام ہی نہیں

'تاباں' بتا میں عجز کہاں تک کیا کروں
جز ترکِ مہر یار کا پیغام ہی نہیں

— * —

ترے مژگاں کی فوجیں باندھ کر صف جب ہوئیں کھڑیاں
کیا عالم کو سارے قتل لوتھیں ہر طرف پڑیاں

دم اپنے کا شمار اس طرح تیرے غم میں کرتا ہوں
کہ جیسے شیشۂ ساعت میں گنتا ہے کوئی گھڑیاں

ہمیں کو خانۂ زنجیر سے الفت ہے زنداں میں
وگرنہ ایک جھٹکے میں جدا ہو جائیں سب کڑیاں

تجھے دیکھا ہے جب سے بلبل و گل نے گلستاں میں
پڑی ہیں رشتۂ الفت میں اُن کے تب سے گلجھڑیاں

فغاں آتا نہیں وہ شوخ میرے ہاتھ اے 'تاباں'
لکیریں انگلیوں کی مٹ گئیں گنتے ہوئے گھڑیاں

— * —

سینہ شق غم میں ترے کون بشر ہے کہ نہیں
ٹکڑے ہاتھوں سے ترے کس کا جگر ہے کہ نہیں

تو جو کستا ہے کمر قتل پہ میرے ظالم
بیکسی پر بھی مری تجھ کو نظر ہے کہ نہیں

انتظاری میں مرے چشم بھی ہو گئے ہیں سفید
یا الٰہی شب ہجراں کو سحر ہے کہ نہیں

سب کو آزاد تو کرتا ہے قفس سے صیاد
بال و پر کا کہیں میرے بھی اثر ہے کہ نہیں

ڈرتے ڈرتے جو کہا حال میں اُس بانکے سے
وہ لگا کہنے کہیں تیغ و سپر ہے کہ نہیں

کوئی کہتا ہے عدم اُس کو کوئی کچھ بھی نہیں
تو بڑی تو بول میاں تیری کمر ہے کہ نہیں

آج کیا تھا * کہ مجھے یار نے پوچھا ' تاباں
اپنے احوال کی کچھ تجکو خبر ھے کہ نہیں

— * —

ھو جس کو تم سے صرف محبت مرے میاں
دیتا ھے کوئی اُس کو اذیت مرے میاں

تم بے مروتی سے نہ دو میرے تئیں جواب
ھے مجکو تم سے چشم مروت مرے میاں

رھتی ھے مثل آئینہ حیرت مرے تئیں
دیکھوں نہ جب تلک تری صورت مرے میاں

باندھوگے میرے قتل پہ تم کس طرح کمر
رکھتی ھے یہ تو حد ھی نزاکت مرے میاں

میری اذیتوں کا بھلا دوگے کیا جواب
پوچھیں اگر بروز قیامت مرے میاں

پوچھا کبھو نہ مجھہ سے کہ تو کیوں خراب ھے
مجکو رھی ھمیشہ یہ حسرت مرے میاں

بدنام چاھنے سے مرے تم بھی ھوگئے
میں کھینچتا ھوں سخت خجالت مرے میاں

گھر بار کو لٹا کے نکل جاوں دشت میں
آتی ھے اب تو جی میں یہ وحشت مرے میاں

پہنچا ھے حال عشق میں یہاں تک مرا کہ اب
آتی ھے سب کو دیکھہ کے رقت مرے میاں

* (ن) ھے ۔

کرتے ہو مجکو قتل تو گھر ہی میں کیجو دفن
ہووے مباد خلق میں شہرت مرے میاں

ہر شب مرے مزار پہ ہے شمع جلوہ گر
آتی نہیں ہے کیا تمھیں غیرت مرے میاں

'تاباں' کا تم سوا نہیں ہے کوئی شفیق
لازم ہے اس کے حال پہ شفقت مرے میاں

—*—

ہم خان و ماں لٹا کر صحرا میں آرہے ہیں
مجنوں سے بھی زیادہ دھومیں مچا رہے ہیں

پابوس کی تمھارے گر اُن کو نہیں تمنا
تو کیوں چمن میں غنچے سر کو نوا رہے ہیں

دل اُس کی زلف میں سب کہتے ہیں جمع ہوکر
ہم کس بلا میں یارو دیکھو تو آرہے ہیں

ہر برگ سے تمھارے آنے کی آرزو میں
دست دعا چمن میں سب گل اُٹھا رہے ہیں

شکوا جو کچھ کرے ہے خوباں کا سو بجا ہے
ہاتھوں سے اُن کے 'تاباں' ہم حد دکھا رہے ہیں *

—*—

کن نے آزردہ کیا مجھ سے مرے یار کے تئیں
لطف فرما کے تئیں مونس و غمخوار کے تئیں

شکوا جو کچھ کرے تو تاباں کا سب بجا ہے
ہاتھوں سے اس کے اپنا ہم جی دکھا رہے ہیں

درد* هجراں کی مجھے تاب نہیں اُس سے کہو
اور تعزیر کرے اپنے گنہ گار کے تئیں

جن نے ظلمات نہ دیکھا ہو سو آکر دیکھے
تیری زلفوں کے تئیں میری شب تار کے تئیں

غیر یا سین کسی نے نہ بتایا کچھہ اور
سب طبیبوں کو دکھایا ترے بیمار کے تئیں

تیری شہرت کو کہاں یوسف کنعاں پہنچے
گرم تو ان نے کیا مصر کے بازار کے تئیں

سخت حیران ہوں کہ کس کس کو سرا ہوں ظالم
قد کے تئیں سج کے تئیں یا تری رفتار کے تئیں

مجکو پروا نہیں دولت کی جہاں میں 'تاباں'
میں تو رکھتا ہوں سدا چشم گہر بار کے تئیں

— * —

مرنے کی مجکو آپ سے هیں اضطرابیاں
کرتا ہے میرے قتل کو تو کیوں شتابیاں

میرا هی خان و ماں نہیں ویراں ہوا کوئی
بہتوں کی کی هیں عشق نے خانہ خرابیاں

خوان فلک پہ نعمت الوان هے کہاں
خالی هے مہر و ماہ کی دونو رکابیاں

هرگز خم فلک میں نہیں هے شراب عشق
غنچوں کی خون دل سے بھری هیں گلابیاں

* (ن) قید -

حلقوں سے اس کی زلف کے رخسار ھے عیاں
'تاباں' جھٹے میں دیکھو ھیں کیا ماہ تا بیاں

— * —

خلق کرتی ھے ملامت تیرے سودائی کے تئیں
تونے پہنچایا ھے یہاں تک اس کی رسوائی کے تئیں
سرو کی خوبی کا تھا اے رشک طوبیٰ اعتبار
خاک میں تونے ملایا اس کی رعنائی کے تئیں

تاک کو میں دیکھتا ھوں رشک سے ھے پیچ و تاب
ان نے دیکھا ھے چمن میں کس کی انگڑای کے تئیں
چھوڑ کر سب کی رفاقت ساتھہ میرا ھی دیا
بیکسی نے دیکھہ مجھہ بیکس کی تنہائی کے تئیں

جی میں آتا ھے کہ اب رسوا ھوں تیرے عشق میں
کب تلک میں کام فرماؤں شکیبائی کے تئیں
آج جرم عشق پر کرتے ھیں مجکو سنگ سار
کوئی خبر جلدی کرے میرے تماشائی کے تئیں

دیکھنا ان ماھرویاں کا تو اے 'تاباں' نہ چھوڑ
چاھتا ھے گر ھمیشہ نور بینائی کے تئیں

— * —

خوباں جو پہنتے ھیں نپٹ تنگ چولیاں
ان کی سجوں کو دیکھہ مریں کیوں نہ لولیاں
ھونٹھوں میں جم رھی ھے ترے آج کیوں دھڑی
بھیجی تھیں کس نے رات کو پانوں کی ڈھولیاں

جس دن سے انکھڑیاں تری اس کو نظر پڑیں
بادام نے خجل ہو پھر آنکھیں نہ کھولیاں

تارے نہیں فلک پہ تمھارے نثار کو
لایا ہے موتیوں سے یہ بھر بھر کے جھولیاں

سنبل کو پیچ و تاب عجب طرح کی ہوی
زلفیں جب ان نے جا کے گلستاں میں کھولیاں

گلشن میں بحثنے کو تمھارے دھن کے ساتھہ
کھولا تھا منہ کو کلیوں نے پر کچھہ نہ بولیاں

'تاباں' قفس میں آج ہیں وے بلبلیں خموش
کرتی تھیں کل جو باغ میں گل سے کلولیاں

—*—

ہوتی نہیں ہے اس سے مجھے راہ کیا کروں
اس دکھہ میں میں جیوں کہ مروں آہ کیا کروں

انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے
جو جانتا ہو اس کو میں آگاہ کیا کروں

مکھڑا سب اس کا خط کی سیاہی میں چھپ گیا
آیا گہن میں آہ مرا ماہ کیا کروں

کعبے کو بتکدے سے کہاں لے چلا ہے شیخ
شیطان نے کیا مجھے گمراہ کیا کروں

یوسف سا شخص تو نہ ہوا اپنی بات کا
'تاباں' میں یہ سمجھہ کے کہیں چاہ کیا کروں

—*—

نہ مرے پاس عزت رمضاں
نہ کبھو کی عبادت رمضاں

دشمن عیش کا میں دشمن ہوں
گو کہ ہے فرض حرمت رمضاں

مجکو مسجد سے کام نہیں الا
سنئے جاتا ہوں رخصت رمضاں

شیخ روتا ہے اپنی روزی کو
کہ نہ از بہر فرقت رمضاں

کچھہ نہ حاصل ہوا کسی کے تئیں
غیر فاقہ بدولت رمضاں

زاهد خشک کے تئیں دیکھے
یاد آتی ہے صورت رمضاں

میرے هم مشربوں میں آ تاباں
ریجھتے ہوں گے حضرت رمضاں

— ※ —

زلف کہاں، کہاں یہ رخ سنبل ارغواں کہاں
لعل کہاں یہ لب کہاں غنچہ کہاں دهاں کہاں

خانہ بخانہ در بدر کوچہ بکوچہ دشت بدشت
غم میں ترے پھرے هیں هم روتے ہوے کہاں کہاں

پھرتے ہوے ہوی ہے عمر تیری گلی سوائے اب
هم سے فلک زدوں کے تئیں اور کوئی مکاں کہاں

دونوں جہاں کا بے نصیب روز ازل سے میں بنا
یہاں تو مجھے ہے رنج و غم راحت و عیش وہاں کہاں

اب یہ قفس ہے اور ہم گل ہیں یہ ہم صفیر ہیں
ہائے کہاں وہ ہم صفیر وائے وہ گلستاں کہاں

عمر ہوی کہ جا چکا تیرے ہوائے عشق میں
مشت غبار کا مرے ہوئے گا اب نشاں کہاں

غم میں ترے ہے ہر طرف تاباں ترے کو دور دور
روئے کدھر وہ بیٹھ کر اور وہ کرے فغاں کہاں

— * —

(ردیف و)

شب کو پھرے وہ رشک ماہ خانہ بخانہ کو بکو
دن کو پھروں میں داد خواہ خانہ بخانہ کو بکو

قبلہ نہ سر کشی کرو * حسن پہ اپنے اس قدر
تم سے بہت ہیں کج کلاہ خانہ بخانہ کو بکو

خانہ خراب عشق نے کھو کے مری حیا و شرم
مجکو کیا ذلیل آہ خانہ بخانہ کو بکو

تو نے جو کچھ کہ کی جفا تادم قتل میں سہی
میری وفا کے ہیں گواہ خانہ بخانہ کو بکو

تیری کمند زلف کے ملک بہ ملک ہیں اسیر
بسمل خنجر نگاہ خانہ بخانہ کو بکو

* (ن) کرنیے سرکشی -

کل تو نے کس کا خوں کیا مجکو بتا کہ آج ہے
شور و فغاں و آہ آہ خانہ بخانہ کو بکو

مجکو بلا کے قتل کر، یا تو مرے گناہ بخش
ہوں میں کہاں تلک تباہ خانہ بخانہ کو بکو

سینہ فگار و جامہ چاک گریہ کناں و نعرہ زن
پھرتے ہیں تیرے داد خواہ خانہ بخانہ کو بکو

تاباں ترے فراق میں سر کو پٹکتا رات دن
پھرتا ہے مثل مہر و ماہ خانہ بخانہ کو بکو

— * —

مے ہو چمن ہو* ابر ہو جام شراب ہو
یارب کبھو تو میری دعا مستجاب ہو

ہرگز ہمارے قتل میں تاخیر تو نہ کر
ظالم یہی غرض ہے اگر تو شتاب ہو

سیماب کی طرح ہے تھہرنا اسے محال
جس دل کے تئیں الم میں ترے اضطراب ہو

اے میری جان سمجھو تو انصاف کچھ بھی ہے
غیروں سے ہم کلام ہو ہم کو جواب ہو

لایا ہمارے سر پر یہ دل کیا خرابیاں
اس خانماں خراب کا خانہ خراب ہو

یہاں تک تپش ہے عشق کی مجھ میں کہ بعد مرگ
گل بھی مرے مزار پہ گل کر گلاب ہو

* (ن) ساقی ہو، ہوا ہو۔

تاباں کے تئیں خمار سے ھے روز درد سر
دینی ھے گر شراب تو ساقی شتاب ھو

— * —

کب پہنچتا ھے سنبل اس زلف پر شکن کو
جس پر نثار کرئے سو نافۂ ختن کو

ناصح تو آ تو اب کے سینے مرا گریباں
میں تار تار کردوں سارے یہ پیرھن کو

صیاد تو خزاں میں کیوں چھوڑتا ھے ھم کو
دیکھیں گے ھم کن انکھیوں اجڑے ہوے چمن کو

کی سب بنائے ھستی ویراں فلک نے لیکن
ھرگز شکست ھی نہیں اس گنبد کہن کو

تو جور دلربا سے شاکی ھو کیوں نہ * تاباں
لیلیٰ نے قیس مارا شیریں نے کوھکن کو

— * —

وہ شوخ ھم سے ھے بیزار دیکھئے کیا ھو
ملے ھیں تسپہ اب اغیار دیکھئے کیا ھو

چھٹیں گے یا نہ چھٹیں گے بہار آنے تک
قفس میں ھم ھیں گرفتار دیکھئے کیا ھو

نہیں ھے دل کو تعلق کسی پریرو سے
اب ان دنوں ھے یہ بیکار دیکھئے کیا ھو

* (ن) نلا ھوا ہے - † (ن) میں بوسلا اس کا لیا تھا -

پھرے ھے ھاتھہ سے جس کے یہ خلق فریادی
کیا ھے ھم نے اسے پیار دیکھئے کیا ھو

میں اس کا لیتا تھا بوسہ* جو غیر نے دیکھا
اگر ھو خواب سے بیدار دیکھئے کیا ھو

دکھائی جب سے دیا ھے مجھے وہ نرگس چشم
ھوا ھوں تب سے میں بیمار دیکھئے کیا ھو

نہیں ھے تاب غم ھجر کی مجھے تاباں
جدا ھوا ھے مرا یار دیکھئے کیا ھو

—*—

تمھارے غم میں جو کچھہ مجھہ پہ ھے جنجال † مت پوچھو
سنو گے تم تو روؤگے مرا احوال مت پوچھو

کروں کیا وصف ھکلانے کا اس یاقوت لب کے میں
بیاں کرتے زباں ھوتی ھے میری لال مت پوچھو

دکھا مہندی بھرے ھاتھوں کو اُس خونخوار نے یارو
لہو میرا کیا جس طرح سے پامال مت پوچھو

قفس میں اب رھی نہیں طاقت پرواز بھی یارو
ھوے ھیں جس قدر ھم بے پر و بے بال مت پوچھو

کہوں کیا میں جو کچھہ تم بن گذرتی ھے گی تاباں پر
کُڑھے گا جی تمہارا سن کے میرا حال مت پوچھو

—*—

پھر بہار آئی ‡ ھے دیوانہ کی تدبیر کرو
بے خبر کیا ھو شتابی اسے زنجیر کرو

*(ن) میں بوسلا اس کا لیا تھا - †(ن) احوال - ‡(ن) آتی -

عاشقاں یار کسی کے نہیں ہوتے نو خط
صفحۂ دل پہ مری بات کو تحریر کرو

ہوں مقرر میں گنہ گار کہ چاہا تم کو
خوبرویاں مجھے من مانتی تعزیر کرو

دلبراں میرے ستانے سے تمھیں کیا حاصل
دل گرفتہ ہو جو کوئی اس کو نہ دلگیر کرو

ابھی کہدے * تو نکل جاے کتابوں کا بھرم
واعظوں سامنے تاباں کے نہ تقریر کرو

— * —

چمن ہو ابر ہو ساقی ہو جام † صہبا ہو
بڑا مزا ہو جو یہ سب مجھے مہیا ہو

نہیں ہے مجنوں کے رہنے کو اس سے بہتر جا
جو سر پہ بید کا سایہ ہو اور صحرا ہو

چمن میں سن کے خبر فصل گل کے آنے کی
رہے وہ ہوش میں کیوں کر کہ جس کو سودا ہو

نہ کاڑہ باغ سے اے باغباں قسم ہے کبھی ‡
میں تیرے گل کے تئیں ہاتھ بھی لگایا ہو

جو اس کے قد کی کروں بحث سرو سے تاباں
تو کیا عجب ہے کہ میرا ہی بول بالا ہو

— * —

میں تو اب مرتا ہوں تم بھی جان صاحب آئیو
دیر مت کیجیو شتابی آپ کو پہنچائیو

* (ن) کہہ دوں - † (ن) اور - ‡ (ن) کبھو -

بے طرح صیاد تیری فکر میں آتا ہے آج
اڑ سکے گر باغ سے بلبل تو تو اُڑ جائیو

مجھ سے وہ روتھا ہے میں مرتا ہوں یارو جا کے تم
جس طرح جانو مرے ظالم کو مجھ تک لائیو

میں مروں جس وقت یارو یہ وصیت ہے مری
اس کے کوچے سے مرے تابوت کو لیجائیو

دفن کیجو سایۂ انگور میں ساقی اسے
جو مرے تاباں تو تو یہ آرزو بر لائیو

— ❊ —

مرتے ہیں آرزو میں اس وقت آن پہنچو
تک تم کو دیکھ لیں ہم جلدی سے جان پہنچو

تم حال سن کے اس کا انجان جان کیوں ہو
عاشق تمہارے غم میں ہے نیم جان پہنچو

تھا میں تو تم سے بے دل پر اور دلربا اب
دل لے چلا ہے میرا اے دلستان پہنچو

ہوں منتظر تمہارا اور جاں بلب ہوں لیکن
میں جی کے تئیں نہ دونگا جب تک نہ آن پہنچو

روتا ہے چاندنی میں کر تم کو یاد تاباں
اس وقت جلد تم بھی اے مہربان پہنچو

— ❊ —

جس پر کہ جور یار و فلک کی جفا بھی ہو
کیا حال ہوگا اُس کا جو جیتا بچا بھی ہو

ہو وے وہ ریسمان گلو اِس جنوں کے ہاتھہ
گر کوئی میرا تار گریباں رہا بھی ہو

کرتا ہے گر تو بت شکنی تو سمجھہ کے کر
شاید کہ ان کے پردے میں زاهد خدا بھی ہو

جاتا رہا ہے جب سے تو اے میرے نور چشم
پھوٹے یہ آنکھہ تب سے جو آنسو تھنبا بھی ہو

تاباں کے ساتھہ اپنے تو بیگانہ ہو رہے
تم سچ کہو کسی کے میاں آشنا بھی ہو

— * —

میسر سب کے تئیں اے چرخ گلگشت گلستاں ہو
ہمیں کو ہو قفس اور آہ داغ ہم صفیراں ہو

خدا ہی اِن بتاں سے دل کو پھیرے ورنہ اے یارو
نہیں ایسی طرح کوئی کہ یہ کافر مسلماں ہو

سعادت اس کی ہے جو ہاتھہ سے تیرے مرے ظالم
مجھے کر قتل تو زنہار مت جی میں پشیماں ہو

ہر اک محفل میں ہے تو جلوہ گر اے شمع نورانی
کبھی تو روشنی بخش شب تار غریباں ہو

ترے غم میں گریباں چاک ہر عاشق ہے اے ظالم
میں ڈرتا ہوں مبادا تجھہ سے کوئی دست و گریباں ہو

کرے گر یار مجکو قتل یارب مت روا رکھیو
کہ روز حشر میرا ہاتھہ ہو اور اس کا داماں ہو

نہیں ممکن اندھیری رات غم کی کٹ سکے مجھ سے
مرے سینے میں روشن گر نہ تیرا داغ ہجراں ہو

ہمارا مزرع امید ہے گا خشک مدت سے
نہ کر منت کش باراں توھی اے اشک باراں ہو

بجا ہے اس کی تربت پر چڑھانا دستۂ نرگس
جو کوئی مقتول شمشیر نگاہ چشم خوباں ہو

مرا یہ تودۂ خاک ابر رحمت کا نہیں تشنا
الٰہی اُس کماں ابرو کا اس پر تیر باراں ہو

کہیں فانوس میں 'تاباں' چھپا ہے شمع کا شعلہ
گل داغ محبت کس طرح سینے میں پنہاں ہو

— * —

تجکو چاہا اے ستمگر اب جو ہونا ہو سو ہو
مرگ کا بھی اُٹھہ گیا ڈر اب جو ہونا ہو سو ہو

خار ہوں صحرا میں میں یا در بدر روتا پھروں
عشق میں تیرے تجا گھر اب جو ہونا ہو سو ہو

ایک دن غم میں تمہارے جی کو دینا سر پٹک
دل میں ٹھانا ہے مقرر اب جو ہونا ہو سو ہو

چاہتا ہوں اس کو میں عالم کیا ہے جن نے قتل
جی سے بیٹھا ہاتھہ دھو کر اب جو ہونا ہو سو ہو

آئینہ اُس کے مقابل کیوں ہوا پھوڑوں گا میں
یار خوش ہو یا مکدر اب جو ہونا ہو سو ہو

عشق میں جی جائے یا سر جائے میں پھرنے کا نہیں
کہہ چکا سب سے مکرر اب جو ہونا ہو سو ہو

شمع ساں ہر استخواں ہو آتش غم میں گداز
یا کرے طعمہ سمندر اب جو ہونا ہو سو ہو

عشق کی گرمی سے ہو جاوے بھبھولا سب بدن
یا ملے خاروں کا بستر اب جو ہونا ہو سو ہو

چل کے 'تاباں' لے یہیں بیداد گر سے اپنی داد
دیکھئے کب ہووے محشر اب جو ہونا ہو سو ہو

— * —

عاشق ترا مرے تو قیامت ہی دھوم ہو
عالم کا گرد نعش کے اُس کی ہجوم ہو

پیارے سوائے سیب زنخ کے تیرے اگر
بوسہ کسی کا لوں تو وہ مجکو زقوم ہو

تجھ بن بہار باغ خزاں ہی دکھائی دے
مجکو نسیم صبح بھی باد سموم ہو

بستی تو کیا ہے شیخ یقیں ہے مرے تئیں
اُڑ جائے وہاں کی خاک جہاں تجھ سا بوم ہو

اس واسطے جلی غم پروانہ لے کے شمع
تا بعد یار یار کا جلنا رسوم ہو

اُس سنگدل کے دل میں تو ہرگز نہ ہو اثر
گو میری آہ گرم سے آہن بھی موم ہو

'تاباں'، تو اُس کے حکم کو ہرگز نہ مانیو
جھوٹھا ھی جانیو جسے علم نجوم ہو

— * —

(ردیف ہ)

ڈھونڈ لے اُس خاک میں ظالم نشان سوختہ
جس میں آتی ہوے بوے استخوان سوختہ

غم میں پروانے کے ھے جو کچھہ کہ اُس کی سرگزشت
شمع کہہ سکتی نہیں ھے با زبان سوختہ

عشق کی آتش میں قمری جلکے خاکستر ہوئی
رہ گئی ھے سرو پر جوں آشیان سوختہ

نعمت الوان بھی خوان فلک کی دیکھہ لی
ماہ نان خام ھے اور مہر نان سوختہ

آہ آتش ناک کا جب دل سے نکلا دود آہ
آشکارا ہوگیا سوز نہان سوختہ

صرف پروانے ھی پر موقوف نہیں ھے سوز عشق
میں بھی رکھتا ہوں دل پر داغ و جان سوختہ

آہ کے شعلہ سے اُن کی لگ اُٹھے آگ اُس طرف
جس طرف کو ہوکے نکلیں عاشقان سوختہ

عشق کی آتش تو اب دل میں سرایت کرگئی
اشک سے گو میں بجھاؤں خانمان سوختہ

اپنے 'تاباں'، سوختہ دل کا وھی تو جان گھر
جس جگہ تجکو نظر آوے مکان سوختہ

— * —

گر اُٹھے شعلۂ سوز جگر پروانہ
آپ سے آپ جلیں بال و پر پروانہ

ایک شب آکے کہیں شمع ہوئی تھی روشن
ہے مری خاک پہ اب تک گزر پروانہ

اُس طرف شام ہوئی اور ادھر شمع جلی
اس طرف آئی قیامت بہ سر پروانہ

شمع روکا مرے شاید کہ کبھو دل ہو گداز
حال اپنا میں لکھوں لیکے پر پروانہ

شمع کو حاجت فانوس نہیں کچھہ یارو
اُس کے پردے کے تئیں بس ہے پر پروانہ

مرگ عاشق سے ہے معشوق کے تئیں کب پروا
غم نہیں شمع کو گو ہو ضرر پروانہ

شمع کی آنکھہ میں گل کیوں ہے سبب نہیں معلوم
اُس کو شاید کہ لگی ہے نظر پروانہ

عشق میں شمع رخوں کے جو مرے گل کے عوض
اُس کی تربت پہ رکھو جا کے پر پروانہ

کس طرح شمع کے شعلے سے لپٹ جاتا ہے
عشق میں کیا ہی ہے 'تاباں' جگر پروانہ

—*—

ترا منھہ دیکھہ کر کہتا ہوں اے ماہ
کہ کیا روشن ہے یہ اللہ اللہ

کھلے گل اور بہار آئی چمن میں
قفس سے بلبلیں چھٹتی نہیں آہ

میاں صاحب ہمارے حال سے تم
بتاو کیوں نہیں ہوتے ہو آگاہ

ہمارا وہ پریرو اب کہاں ہے
نظر آتا تھا ہم کو گاہ بے گاہ

بہت سا ڈھونڈکر 'تاباں' تھکا میں
نہ پایا پر کوئی معشوق دلخواہ

—*—

ظالم تو کھینچتا ہے عبث تیغ مجھ پہ آہ
میرے شہید ہونے کو کافی ہے ایک آہ

دکھلا لہو لہان کفن حق کے روبرو
قاتل سے اپنے حشر کو ہوں گا میں داد خواہ

مدت سے آرزو ہے کہ میری یہ مشت خاک
دامن سے اُس کے جاکے لگے ہو غبار آہ

اے بادشاہ حسن گداؤں میں ہیں ترے
ہم پر نگاہ لطف کی لازم ہے گاہ گاہ

ظالم میں کیا کیا کہ تو کھینچے ہے مجھ پہ تیغ
کوئی کسی کو قتل بھی کرتا ہے بے گناہ

کیا جانئے کہ غیر کے خرمن پہ کب پڑے
رکھتی ہے حکم برق کا مجھ دل جلے کی آہ

'تاباں' کروں نثار میں حشمت کے نام پر
میرے کفے اگر ہو سلیماں کا مال و جاہ

—*—

یک بیک تم ہم سے چھوڑی آشنائی واہ واہ
تمکو یونہی چاہئے اے جان میری واہ واہ

قتل کر یا گالیاں دے سب طرح راضی ہیں ہم
جو رضا ہووے ہمارے حق میں تیری واہ واہ

کھب گئی دل میں ہمارے چھب تری اے جامہ زیب
زور ہی پھبتی ہے تجکو* تنگ چولی واہ واہ

کیا گھٹا آئی تھی اور تونے نہ دی مجکو شراب
جی ترستا ہی رہا اے میرے ساقی واہ واہ

جب مجھے دیکھو ہو گالی دیکے چھپ جاتے ہو تم
یہ عداوت † کچھہ نئی تم نے نکالی واہ واہ

ایک باری تو سنو احوال میرا آکے تم
پھر جو کچھہ آگے رضا ہووے تمھاری واہ واہ

کیوں نہ پیوے خون دل 'تاباں' بھی سن اس بات کو
تم نے اس بن غیر کے گھر جاکے مے پی واہ واہ

— * —

دے قول اب تلک بھی نہ آیا وہ یار آہ
اُس بن نہیں ہے دل کو ہمارے قرار آہ

آگے ہی فصل گل سے قفس تھا ترے نصیب
بلبل تو دیکھنے بھی نہ پائی بہار آہ

* (ن) پھبنی تھی تونے - † (ن) ادا اب -

ہر رات تیرے غم سے نکلتی ہے دل سے جان
کر یاد تیری زلف کے تئیں بار بار آہ

کرتا ہوں یاد سنگدلی شعلہ خو کی جب
نکلے ہے میرے دل سے برنگ شرار آہ

ایجان تیرے ہجر میں رو رو تڑپ تڑپ
'تاباں' کے منھہ سے نکلے ہے بے اختیار آہ

—*—

کیوں غیر سے لکھا کر بھیجا جواب نامہ
ہے پیچ و تاب مجکو جوں پیچ و تاب نامہ

قاصد سے میرے اُن نے یہ کہہ دیا زبانی
اتی ہے عار مجکو لکھتے جواب نامہ

لکھہ دوں گا تجکو قاصد میں خط بندگی کا
اُس شوخ سے اگر تو لایا جواب نامہ

میرا جواب نامہ یہاں لکھہ چکے پر اب تک
قاصد پھرا نہ وہاں سے لے کر جواب نامہ

'تاباں' کے درد دل کی باتیں لکھی ہیں اس میں
لانے کا نہیں کبوتر ہرگز تو تاب نامہ

—*—

گئے نالے ترے برباد مانند جرس چپ رہ
اثر دیکھا تری فریاد کا دل ہم نے بس چپ رہ

نہیں ممکن کہ تجکو چھوڑ دے صیاد ہے ظالم
عبث فریاد کیوں کرتا ہے اے مرغ قفس چپ رہ

مرا ہی شور نالہ بس ہے سوتوں کے جگانے کو
نہ پھر ہر رات چلاتا عبث تو اے عسس چپ رہ

جرس فریاد میں تیری کہاں سینہ خراشی ہے
ہمارے نالۂ دل کی عبث مت کر ہوس چپ رہ

گلی میں یار کی روتے * ہوے مدت ہوی لیکن
کبھو ہنس کر نہیں کہتا کہ اے 'تاباں' تو بس چپ رہ

—*—

(ردیف ی)

کسی کا کام دل اس چرخ سے ہوا بھی ہے
کوئی زمانہ میں آرام سے رہا بھی ہے

کسی میں مہر و محبت کہیں وفا بھی ہے
کوئی کسی کا زمانے میں آشنا بھی ہے

کوئی فلک کا ستم مجھ سے بچ رہا بھی ہے
جفا نصیب کوئی مجھ سا دوسرا بھی ہے

برا نہ مانیو میں پوچھتا ہوں اے ظالم
کہ بیکسوں کے ستانے سے کچھ بھلا بھی ہے

جو پختہ مغز ہیں وے سوز دل نہیں کہتے
کسی نے شمع سے جلنے میں کچھ سنا بھی ہے

تم اس قدر جو نڈر ہو کے ظلم کرتے ہو
بتاں ہمارا تمہارا کوئی خدا بھی ہے

* (ن) مدت ہوی روتے پڑا رہ یارو۔

تو قاتلوں سے لگاتا ھے دل کو کیوں 'تاباں'
کہ اُن کے ھاتھہ سے جیتا کوئی بچا بھی ھے

— * —

میں نے چاھا تھا رکھوں عشق کو پنہاں تیرے
کیا کروں پھوٹ بہے دیدۂ گریاں میرے

زندگی اُس کی بتا دے تو کوئی ھو کیونکر
رات دن جس کو رھے درد و الم غم گھیرے

یار کو مجھہ سے تڑاتا ھے تجھے کیا حاصل
اور بھی رنج ھیں اے چرخ تجھے بہتیرے

آج یہاں خیمے کو برپا تو بھی کر لے اے حباب
کل خدا جانئے هوویں گے کدھر کو ڈیرے

ان بتاں سے کبھی پھرنے کا نہیں ھے 'تاباں'
عشق سے اُن کے مگر اس کو خدا ھی پھیرے

— * —

کوئی کم ھے ایسا کہ * جیتا بچا ھے
تجھے جن نے دیکھا ھے سو مرگیا † ھے

کسے چاھتا ھے کہاں مبتلا ھے
تڑپتا ھے کیوں دل تجھے کیا ھوا ھے

نہ مارا مرے ھے نہ کاٹا کٹے ھے
مجھے سخت اس دل نے عاجز کیا ھے

* (ن) جو - † (ن) رھا -

کوئی مجھ سا بیکس نہ ہوگا جہاں میں
کہ نے کوئی مونس ہے نے آشنا ہے

نبھے گی مری اس کی کس طرح 'تاباں'
میں نازک طبیعت ہوں وہ میرزا ہے

— ❋ —

فصل گل آئی ہے لیکن باغ میں صیاد ہے
بلبلوں کے حق میں یارو سخت یہ بیداد ہے

کیا توقع زندگی کی ہوگی وصل یار سے
دل مرا محروم ہے مایوس ہے ناشاد ہے

کیوں نہ خوش وقتی ہو حاصل دل کے تئیں اے بحر حسن
مجکو تیرا سبزۂ خط سیر خضر آباد ہے

جانتے ہیں لوگ جس کے تئیں سویدا سو نہیں
عشق کا دل میں مرے یہ داغ مادرزاد ہے

کر گریباں چاک ان کے ہاتھ سے صحرا میں جا
شہر میں خوباں کے 'تاباں' ظلم اور بیداد ہے

— ❋ —

مرا خورشید رو سب ماہ رویاں بیچ یکا ہے
کہ ہر جلوے میں اس کے کیا کہوں اور ہی جھمکا ہے

نہیں ہونے کا چنگا گر سلیمانی لگے مرہم
ہمارے دل پہ کاری زخم اس ناوک پلک کا ہے

کئی باری بنا ہوی جس کی پھر کہتے ہیں توٹے گا
یہ حرمت جس کی ہو اے شیخ کیا تیرا وہ مکا ہے

هر اک کے دل کے تئیں لے کر وہ چنچل بھاگ جاتا هے
ستمگر هے جفا جو هے شرابی هے اچکا هے

نہ جا واعظ کی باتوں پر همیشہ مے کو پی 'تاباں'
عبث ڈرتا هے تو دوزخ سے اک شرعی ڈرکا هے

—*—

خط هے یا یہ مصحف رخ کی ترے تصویر هے
یا کسی عاشق کے دود آہ کی تاثیر هے

کیونکہ هو آزاد قمری بندگی کے طوق سے
سرو کی هر شاخ گویا اس کے تئیں زنجیر هے

ایک دن بھی سنگدل کے دل میں نہیں هوتا اثر
روز اس کے غم میں مجکو نالۂ شبگیر هے

دام لاتا هے عبث صیاد بلبل کے لیے
رنگ گل کی موج هی اس کے تئیں زنجیر هے

حرص سے دنیا کی هووے کس طرح آزاد تو
رشتۂ طول امل زاهد ترا زنجیر هے

فصل گل آتی هے دیوانو کرو کچھ اپنا فکر
هر طرف سنتا هوں میں پھر شیون زنجیر هے

چاندنی هے آج تاباں یا روپہلی هے زمیں
یا یہ چادر نور کی هے یا یہ جوئے شیر هے

—*—

تو بھلی بات سے ھی میری خفا ھوتا ھے
آہ کیا چاھنا ایسا ھی برا ھوتا ھے

تیرے ابرو سے میرا دل نہ چھٹیگا ھرگز
گوشت ناخن سے بھلا کوئی جدا ھوتا ھے

میں سمجھتا ھوں تجھے خوب طرح اے عیار
تیرے اس مکر کے اخلاص سے کیا ھوتا ھے

ھے کف خاک مری بسکہ تب عشق سے گرم
پانو وھاں جس کا پڑے آبلہ پا ھوتا ھے

دل مرا ھاتھہ سے جاتا ھے کروں کیا تدبیر
یار مدت کا مرا ھاے جدا ھوتا ھے

راھبر منزل مقصود کو درکار نہیں
شوق دل اپنا ھی یہاں راہ نما ھوتا ھے

غیر ھر جائی مرا یار لیے جاتا ھے
مجھہ پہ تاباں یہ ستم آج بڑا ھوتا ھے

— * —

قفس سے چھوٹنے کی کب ھوس ھے
تصور بھی * چمن کا ھم کو بس ھے

بجاے رخنۂ دیوار گلشن
ھمیں صیاد اب چاک قفس ھے

---

* (ن) ھی -

فغاں کرتا ہی رہتا ہے یہ دن رات
الٰہی دل ہے میرا یا جرس ہے

کٹیں گے عمر کے دن کب کے بے یار
مجھے اک اک گھڑی سو سو برس ہے

ہماری داد کے تئیں کون پہنچے
نہ کوئی مونس نہ کوئی فریاد رس ہے

گلی میں یار کی ہو جائیے خاک
مرے دل میں یہ مدت سے ہوس ہے

سفر دنیا سے کرنا کیا ہے تاباں
عدم ہستی سے راہ یک نفس ہے

— * —

ساقی ہوائے * ابر ہوائے شراب ہے
اس وقت مے نہ دے تو قیامت عذاب ہے

شبنم نہیں ہے یہ تری انکھیوں کے شوق میں
ہر صبح غم سے دیدۂ نرگس پر آب ہے

شاید کیا ہے یاد مجھے آج یار نے
اس وقت میرے دل کو نپٹ اضطراب ہے

دیکھ اس کو شمع تاب نہ لائی پگھل گئی
اس شعلہ خو کے حسن کی کیا آب و تاب ہے

---

* (ن) اٹھا ہے -

اس خانماں خراب کی تقصیر کچھ نہیں
تاباں ہمارا دل ھی یہ خانہ خراب ھے

— * —

گلے لگ رات کو وہ گلبدن جب ساتھ سوتا ھے
ہمارا صبح کو جامہ بسا پھولوں میں ھوتا ھے

ھوا ھے تجھہ سے اے پیارے جدا جس روز سے عاشق
کبھی ھنستے نہ دیکھا اس کو جب دیکھا تو روتا ھے

تو مے پی اس قدر ظالم کہ تجکو کیف کم ھوے
ترا بیہوش ھوجانا ھمارا ھوش کھوتا ھے

نظر آتی ھے یوں بوندیں عرق کی تیری زلفوں میں
کہ جیسے اپنے بالوں میں کوئی موتی پروتا ھے

پڑا ھے شور عالم میں ترے تاباں کی گرمی کا
اُچٹ جاتی ھیں نیندیں سب کی جب راتوں کو روتا ھے

— * —

بتاں پر جب سے دل مائل ھوا ھے
خدا کی یاد سے غافل ھوا ھے

تری تیڑھی نگہ سے اے ستمگر
اک عالم قتل اور بسمل ھوا ھے

غم و درد و الم اور محنت و رنج
یہ مجکو عشق میں حاصل ھوا ھے

ستایا لے کے دل کو اس کے کیوں جان
کہ عاشق تم سے اب بے دل ھوا ھے

اسے مرہم سلیمانی ہے درکار
کہ دل تاباں کا اب گھائل ہوا ہے

—*—

فصل گل ہے بہار گلشن ہے
میں ہوں بے یار و کنج گلخن ہے
آج کے دن کے کیوں نہ ہوں قرباں
اس کا خنجر ہے میری گردن ہے

داغ دل نہیں ہے میرے سینے میں
کوٹھری میں چراغ روشن ہے
شمع کی طرح ہجر میں ہر شب
اشک آلودہ میرا دامن ہے

کوئی بلبل ہوئی ہے صید مگر
ہم صفیروں میں آج شیون ہے
کیوں نہ لیوے ہمیشہ یہ جلوہ*
شمع ہر شب نئی ہی دلہن ہے

اور تو فن بہت ہیں پر تاباں
عاشقی کا بھی† اور ہی فن ہے

—*—

ہوے ہیں جا کے عاشق اب تو ہم اس شوخ چنچل کے
ستمگر ، بے مروت ، بیوفا ، بے رحم ، اچپل کے

* (ن) ہو جلوہ گر ہمیشہ وہ - † (ن) کچھ -

غزالوں کو تری انکھیوں سے کچھ نسبت نہیں ہرگز
کہ یہ آہو ہیں شہری اور وے وحشی ہیں جنگل کے

گرفتاری ہوئی ہے دل کو میرے بے طرح اس سے
کہ آے پیچ میں کیتے ہی ان کی زلف کے بل کے

یہ دولت مند اگر شب کور نہیں یارو تو پھر کیا ہے
کہ ہیں یہ چاندنی راتوں کو بھی محتاج مشعل کے

تمھارے درد سر سے صندلی رنگو اگر جی دوں
تو چھاپے قبر پر دینا مری تم آکے صندل کے

کوئی اس کو کہے ہے دام کوئی زنجیر کوئی سنبل
ہزاروں نام ہیں کافر تری زلف مسلسل کے

بیاباں بن ہمیں الفت نہیں ہے شہر سے ہرگز
طرح مجنوں کے تاباں ہم تو دیوانے ہیں جنگل کے

—*—

دل نہیں ہے مرا یہ اخگر ہے — لائق طعمۂ سمندر ہے
سینۂ گل کو چاک کیا — آہ بلبل کی کیا موثر ہے
تونے دیکھا ہے اس کو کن آنکھوں — آج آئینہ کیوں مکدر ہے
سر رکھوں یار کے کف پا پر — ہاے یہ عیش کب میسر ہے
قتل سے اپنے میں نہیں ڈرتا — گر یہی جی میں ہے تو بہتر ہے
مت ہو بے صبر مل رہیگا تجھے — تری قسمت میں جو مقدر ہے
شب ہجرانِ یار کو مت پوچھ — روز محشر سے بھی یہ بدتر ہے

ننگ و ناموس کو اُڑا بیٹھا
میرا تاباں عجب قلندر ھے

— * —

ھزاروں بار صاحب ھوش کی تدبیر پھرتی ھے
ولیکن حق تعالیٰ کی نہیں تقدیر پھرتی ھے

ترے رخسار پر دیکھا ھے میں نے زلف کو ظالم
دلوں کے قید کرنے کے لئے زنجیر پھرتی ھے

نہ گُل کچھہ بات کہتا ھے نہ غنچہ منہ لگاتا ھے
تبھی بلبل چمن میں دیکھہ تو دلگیر پھرتی ھے

سلیماں کیا ھوا جو تو نظر آتا نہیں مجکو
مری انکھیوں کی پتلی میں تری تصویر پھرتی ھے

نہ ھو قربان کیوں تاباں سن اے ترک کماں ابرو
تری ترچھی نگہ جوں بازگشتی تیر پھرتی ھے

— * —

کیا کریں کیونکر رھیں دنیا میں یارو ھم خوشی
ھم کو رھنے ھی نہیں دیتا ھے ھرگز* غم خوشی

ھم تو اپنے درد اور غم میں نپٹ محظوظ ھیں
ھم کو کیا اس بات سے رھتا ھے گر عالم خوشی

اے عزیزو اس خوشی کو کوئی خوشی نہیں پھونچتی
عاشق اور معشوق جب ھوتے ھیں مل باھم خوشی

اے فلک جس جس طرح کا غم تو چاھے مجکو دے
میں کبھی نالاں نہ ھوں ھرگز رھوں ھر دم خوشی

---

* (ن) دنیا میں نہیں رھنے ھے غیراز -

یار ہے مے ہے چمن ہے کیوں نہ ہم خوش وقت ہوں
اس طرح کی ہوگی اے تاباں کسی کو کم خوشی

— * —

نہیں دیتا ہے وہ ظالم کسی کی داد کیا کیجے
جو ہو بے رحم یارو اس سے جا فریاد کیا کیجے

بہار آئی ہے اور ہم ہیں قفس میں بند مدت سے
ہمارا جی ترستا ہے ارے صیاد کیا کیجے

یہی ہے آرزو جی میں کہ اپنے ہاتھ سے مریے
ہمیں تو قتل نہیں کرتا ہے وہ جلاد کیا کیجے

نہیں ممکن کہ تیرے وصل کی ہم کو خوشی ہووے
مریں گے ہجر میں افسوس ہم ناشاد کیا کیجے

بجز تلوار تو تاباں سے ہرگز بات نہیں کہتا *
ترے ہاتھوں سے اے قاتل بتا فریاد کیا کیجے

— * —

مرا خورشید رو آتا ہے کھولے بال کیا کیجے
مقرر آج آیا سر پہ سب کے کال کیا کیجے

نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے
ترے عاشق کا ہے اے جان اب یہ حال کیا کیجے

مرا دل ایک تو رہتا ہے دیوانہ سدا تم پر
بہار آکر ستاتی ہے اسے ہر سال کیا کیجے

* (ن) کرتا —

تمہاری زلف سے دل کو گرفتاری ہوی میرے
ہوا اس دام سے چھٹنا اسے جنجال کیا کیجے

کوئی ایسا نہیں جو قید سے ان کو چھڑا دیوے
قفس میں بلبلوں کا ھے برا احوال کیا کیجے

دیا برباد ہم نے آپ کو پر وہ نہیں آتا
یہی کہتے ہیں رو رو خاک سر میں ڈال کیا کیجے

یہ سچی بات سے تاباں کبھی قائل نہیں ہوتے
عبث ان واعظوں سے جا کے قیل و قال کیا کیجے

—*—

ملے ھے غیر سے جا جا مرا دلخواہ کیا کیجے
مرا کچھہ بس نہیں چلتا ھے اس پر آہ کیا کیجے

نہیں پاتے کوئی معشوق ہم دلخواہ کیا کیجے
اسی حسرت میں ہم مرتے ہیں یارو آہ کیا کیجے

پھریں ہم خاک سر میں ڈالتے اور پوچھتے گھر گھر
نپاے یار کے کوچے کو تو بھی آہ کیا کیجے

ہزار افسوس ھے اس سنگ دل کے دل میں اے یارو
اثر کرتی نہیں ہرگز ہماری آہ کیا کیجے

میاں صاحب سبب کیا ھے بتاؤ اپنے بندوں سے
دماغ اب اس قدر کرتے ہو تم اللہ کیا کیجے

ہم اس کے ہجر میں مرتے ہیں لیکن اب تلک ظالم
نہیں ہوتا ہمارے حال سے آگاہ کیا کیجے

کیا یعقوب سے یوسف نے کیا اور کیا زلیخا سے
سمجھہ اس بات کو تاباں کسی سے چاہ کیا کیجے

— * —

کرے گر قتل ظالم ہم کو بے تقصیر کیا کیجے
بتاؤ مجکو اے یارو اسے تعزیر کیا کیجے

پھرے ہر چند دیوانے ہم ان کے عشق میں لیکن
نہیں ہوتے پریرو آشنا تدبیر کیا کیجے

میں ڈرتا ہوں کہیں نازک انگوٹھے کو نہ دکھہ پہنچے
کماں کو کھینچتا ہے شوخ بے زہ گیر کیا کیجے

جو سن کر نام اس کی زلف کا بے تاب ہوتا ہے
الہی ایسے دیوانے کے تئیں زنجیر کیا کیجے

بہت میں فکر کی ہرگز نہ آیا دام میں میرے
ہوا وہ منہرن جا اور کا نخچیر کیا کیجے

ستانا عاشق بے دل کو کیا لازم ہے اے صاحب
دیا ہو جن نے دل تم کو اسے دلگیر کیا کیجے

کماں ابرو نے تاکا تھا مرے دل کے نشانے کو
لگایا غیر کے سینے میں ان نے تیر کیا کیجے

جو غم مجھہ پر گذرتا ہے تمھارے خط کے آے سے
سو کہنے میں نہیں آتا اسے تحریر کیا کیجے

ترا مہرو چکوروں میں گیا اور تو رہا تنہا
یہی تھی ہاے اے تاباں تری تقدیر کیا کیجے

— * —

هر چند تم سے حال همارا چهپا تو هے
لیکن کسی سے تم نے بهی کچهه کچهه سنا تو هے

میری نصیحتوں کو نه مانا هزار حیف
کهینچے گا سخت رنج تو اے دل لگا تو هے

هو مجهکو دسترس تو میں ٹکڑے کروں اسے
پهولوں کا هار تیرے گلے اب پڑا تو هے

برباد گئی هوا میں تری سب تو پوچهه دیکهه
گو میری مشت خاک نهیں اب صبا تو هے

تاباں حرم کو جاوں گا اب میں بهی چهوڑ دیر
کوئی بتاں نه هوویں* همارا خدا تو هے

—*—

عشق کیا هے جا کسی† کامل سے پوچها چاهئے
ماجرا اُس کا کسی عاقل سے پوچها چاهئے‡

کیا تڑپنے میں مزا هے قتل هو ظالم کے هاتهه
اس کی لذت کے تئیں§ بسمل سے پوچها چاهئے

هم سے کیوں ملتا نهیں عطار کا بیمار هے
درد اپنے کی دوا قاتل سے پوچها چاهئے

کیوں چڑهاتا هے هر اکدم تیوری تلوار کهینچ
آج برهم کس پہ هے قاتل سے پوچها چاهئے

جن نے اس کا زخم کهایا هو اسے معلوم هے
تیغ ابرو کی صفت گهائل سے پوچها چاهئے

---

* (ن) کوے بتاں نه هووے الخ -
† (ن) شے هے کسی -
‡ (ن) کیونکه دل جاے کسی بے دل سے پوچها چاهئے -
§ (ن) کو کسی -

یار کے جور و جفا و ظلم سے معلوم نہیں
کیا گذرتی ہوگی تاباں دل سے پوچھا چاہئے

— * —

کس طرح سے ہو سکے تیرے مقابل آرسی
ہر مژہ چھبتی ہے تیری دل میں اس کو آرسی

کن نے آ آنکھیں دکھائیں باغ میں نرگس کے تئیں
کیا سبب ہے جو نظر آتی ہے یہ بیمار سی

پار ہو جاتا ہے سینے سے ترا تیر نگاہ
دل میں لگتی ہے مرے ابرو تری تلوار سی

حق کہا منصور نے سولی چڑھایا اُس کے تئیں
راستی کی بات کیوں لگتی ہے سب کو دار سی

جا کے وہ مہ رو چکوروں کا ہوا ہے آشنا
اس سے ملتے مجکو اب آتی ہے تاباں عار سی

— * —

نہیں تم مانتے میرا کہا جی
کبھی تو ہم بھی سمجھیں گے بھلا جی

اچنبھا ہے مجھے بلبل کہ گل ان
قفس میں کس طرح تیرا لگا جی

تمھارے خط کے آنے کی خبر سن
میاں صاحب نپٹ میرا کڑھا جی

زکواۃ حسن دے میں بے نوا ہوں
یہی ہے تم سے اب میری صدا جی

کسی کے جی کے تئیں لیتا ہے دشمن
مرا تو لے گیا ہے آشنا جی

تھکا میں سیر کر سارے جہاں کی
مرا اب سب طرف سے مرگیا جی

جلایا آکے پھر تاباں کو تونے
ہماری جان اب تو بھی سدا جی

— * —

اس بے وفا کو میرے جا کر کوئی سناوے
مشکل ہے مجکو جینا گر آج تو نہ آوے

ظالم ہو یا ستمگر بانکا ہو یا سپاہی
ہم تو ملیں گے اس سے یہ سر رہے کہ جاوے

عاشق کو دیکھتے ہی دیتا ہے گالیاں وہ
کس کو غرض پڑی ہے کون اس کے پاس آوے

بے بال و پر ہے بلبل اور بند ہے قفس میں
گلشن کو یاد کر کر کیوں کر نہ ترپھڑاوے

رونے کو بھول جاوے بے اختیار ہنس دے
تاباں کو جب وہ مہرو ہنس ہنس گلے لگاوے

— * —

یار نے پگڑی سجی ہے زور ہی
آج اس کی سج بنی ہے زور ہی

شوخ نے گالی جو مجکو ہنس کے دی
میرے تئیں پیاری لگی ہے زور ہی

یک تھی تن زیب کی اے گلبدن
بر میں تیرے کھب رہی ہے زور ہی

زلف کالی یہ تری اے ماہرو
رنگ گورے پر کھلی ہے زور ہی

فصل گل آئی ہے تاباں چل کے دیکھہ
دھوم گلشن میں مچی ہے زور ہی

— * —

مرے دل کی سی اے یارو جرس فریاد کیا جانے
تڑپ یہ اِس طرح کی کشتۂ جلاد کیا جانے

تری زلفوں کو دل لینے کے لاکھوں پیچ آتے ہیں
یہ شکلیں صید کرنے کی کوئی صیاد کیا جانے

نگہہ لوہے کے آئینہ میں تیری ڈوب جاتی ہے
لگانا اِس صفا سے نیشتر فصاد کیا جانے

ہزاروں سر گریں تیری بھنووں کے اک اشارت میں
یہ جلدی اور ایسا کسب کوئی جلاد کیا جانے

میں کھویا رفتہ رفتہ غیر کے تئیں پاس سے تیرے
یہ بھاری کوہ سر سے ٹالنا فرہاد کیا جانے

میں دوں تشبیہہ کیونکر اس کے تئیں آھن سے اے پیارے
جو کچھہ سختی ہے میرے دل میں سو فولاد کیا جانے

یقیں ہے میرے تئیں تاباں کہ جمع نونہالاں میں
یہ اٹھکھیلی کے چلنے کی طرح شمشاد کیا جانے

— * —

پھرے ہے آج بلبل گرد دیواروں کے منت لاتی
ترے ڈر سے ارے صیاد گلشن میں نہیں جاتی

بڑے حظ لوٹتی جاکر چمن کے بیچ ہر گل سے
اگر بلبل قفس سے فصل گل میں چھوٹنے پاتی

تڑپتا ہے مرا جی بے طرح اے جان آ پہنچو
نظر آتی نہیں تم بن مجھے یہ جان ٹھہراتی

تمہارے گل سے چہرے پر طرح بلبل کے شیدا ہوں
مجھے تم بن کسی گلرو کی صورت خوش نہیں آتی

دیا برباد یہاں تک آپ کو میں عشق میں تیرے
کہ میری خاک بھی ظالم کبھی ڈھونڈے نہیں پاتی

جلا کر خانماں اپنا جو صحرا میں نکل جاتے
تو میرے آہ کے شعلے سے وہاں بھی آگ لگ جاتی

اگر وہ زلف اپنی کھول دکھلاتا کہیں مجھ کو
تو کیا جانوں کہ میرے سر کے اوپر کیا بلا آتی

نہ پاتا کھوج زاہد میکدے میں دختر رز کا
اگر خم سے نکل آکر میری انکھیوں میں چھپ جاتی

بڑے حظ لوٹتا میں زندگی اپنی سے دنیا میں
اگر اس تیغ ابرو ساتھ میری عمر کٹ جاتی

جو مہرو پہن جوڑا بادلے کا رات آ جاتا
تو جھمکا دیکھ اس کا چاندنی بھی فرش ہو جاتی

نہ جی لگتا ہے اب گھر میں نہ صحرا مجکو بھاتا ہے
کہو 'تاباں'، کہ ہم جاویں کہاں کچھ بن نہیں آتی

— * —

ہجر میں ظالم کے کیونکر دل کے تئیں بہلائیے
کر گریباں چاک اپنا کس طرف کو جائیے

ہجر ہی ہم کو رہے گا یا رکھیں امید وصل
دل میں جو ہووے تمہارے سو ہمیں فرمائیے

دل کو میں ہر چند کہتا ہوں کہ خوباں سے نہ مل
یہ سمجھتا ہی نہیں کیونکر اُسے سمجھائیے

غیر کی صحبت سے بہتر ہے کہ کریے احتراز
دوستوں کی بات کو خاطر میں اپنے لائیے

دل لگا جب یار سے تب صبر اور طاقت کہاں
... ...
... ...

فکر میں ایذا کی رہتا ہے یہ سب کی روز و شب
ہاتھ سے اس چرخ کے آرام کیونکر پائیے

ماہرو کچھ مہرباں ہوتا نظر آتا نہیں
جی میں آتا ہے مرے 'تاباں' کہ اب مر جائیے

— * —

پوچھیں کسے کہ یار ہمارے کہاں گئے*
معلوم نہیں کدھر کو سدھارے کہاں گئے

جب دیکھتے تھے ہم کو تو ہوتے تھے تم خوشی
اب وے سلوک ہائے تمہارے کہاں گئے

ڈھونڈا بہت پہ کھوج نہ پایا انہوں کا ہائے
معلوم ہم کو کچھ نہ ہوا وے کہاں گئے

---

* پوری غزل میں بجے "کہاں گئے" کے "کدھر گئے" درج ہے۔

ہم کیا کہیں کدھر کو پکاریں کسی کے تئیں
تم ہم کو غم میں چھوڑ کے پیارے کہاں گئے

'تاباں' کو تم نے کچھ نہ بتایا ہزار حیف
وہ کس طرف کو جا کے پکارے کہاں گئے

— * —

بتاں کے شہر ناپرساں میں کوئی کب* داد کو پہنچے
مگر وہاں اپنے بندوں کی خدا فریاد کو پہنچے

خبر سن فصل گل کی بلبلیں جاتی ہیں گلشن کو
قیامت ہو اگر ان کی خبر صیاد کو پہنچے

نہیں آتا ہے وہ خونخوار جی کر کیا کریں یارو
خدا کے واسطے جلدی کہو جلاد کو پہنچے

کیا جب قتل ظالم نے تو یہ کہہ جی دیا ہم نے
یہی تھی آرزو دل میں اے اپنی داد کو پہنچے

عبث تو چاہتا ہے داد اپنی اس سے اے تاباں
وہ ہے بیداد گر کیونکر تری فریاد کو پہنچے

— * —

ہوتا تمہارے عشق کا کیوں دردِ سر مجھے
یہ رنگ صندلی نہ خوش آتا اگر مجھے

عاشق کے واقعہ کو کہا سن کے یار نے
مرنے نہ دیتا اس کو جو ہوتی خبر مجھے

---

* (ن) کیا۔

کہتا میں اپنے حال کو کس کس طرح سے ہائے
ہوتا اگر نہ جور کا ظالم کے ڈر مجھے

پتھرا گئی ہیں چشم ترے انتظار میں
آتا نہیں ہے ہائے پریرو نظر مجھے

ہر رات میں نڈر ہو پیوں کیوں نہ شیخ مے
ہرگز نہیں ہے حشر کے دن کا خطر مجھے

ناصح خدا کہے تو نہ چھوڑوں بتاں کا عشق
کرتی ہے کوئی تیری نصیحت اثر مجھے

'تاباں' ہزار کوس پہ گلرو ہو تو بھی جاؤں
بلبل کی طرح ہووے اگر بال و پر مجھے

— * —

اے باغباں چمن سے نہ کر اب جدا مجھے
آئی ہے راس باغ کی آب و ہوا مجھے

دریا میں کیوں نہ ڈوب مروں اس الم سے ہائے
جاتا رہا ہے چھوڑ مرا آشنا مجھے

آزردہ ہو گیا تو عبث مجھ سے کس لیے
کیا میں ترا گناہ کیا ہے بتا مجھے

جاتا ہوں تیرے در سے صنم ناامید ہو
پھر منہ ترا کبھی نہ دکھاوے خدا مجھے

ظالم تری جفا سے ہوا ہوں بتنگ میں
طاقت نہیں ہے جور کی تو مت ستا مجھے

کہتی ہے عندلیب کہ تو گل سے کر جدا
صیاد اس چمن سے کہاں لے چلا مجھے

'تاباں' چبھے ہے اُس کی مژہ دل میں تیرسی
مشکل ہوا ہے اُس کی طرف دیکھنا مجھے

—*—

غم اپنا گلبدن کے تئیں سنایا ہم نے کئی باری
نہ اُن نے آکے کی تو بھی ہمارے دل کی غمخواری

طرح منصور کے جو اپنے جی کو عشق میں دے گا
اُسی کو عاشقاں کی فوج میں ہووے گی سرداری

میں ہر دم، ہر گھڑی، ہر پل ترے غم میں تڑپتا ہوں
مجھے تجھ بن ہوے ہیں ہائے یوں دن کاٹنے بھاری

صنم میرا بتاں میں ہے بڑا ہی سنگ دل کافر
کروں میں کب تلک، جا جا کے منت اُس کی ہر باری

بہار آئی ہے 'تاباں'، کس طرح صیاد سے چھوٹیں
قفس میں عندلیبیں کر رہی ہیں آہ اور زاری

—*—

ہمارا دل لگا ہے گلبدن سے
پریرو سرو قد غنچہ دہن سے

تمہارے آشیاں کو عندلیبو
کیا صیاد نے ویراں چمن سے

ادا کی کھینچ کر تلوار ظالم
مرا دل لے گیا ھے بانکپن سے

مرے قاتل کا کیا ھو حشر میں حال
جو آوے بوے خوں میر ے کفن سے

تو ھرگز چھوڑ یو مت شعر کہنا
کہ 'تاباں' نام رھتا ھے سخن سے

— * —

ایک ھی جام کو پلا ساقی
عقل اور ھوش لے گیا ساقی

ابر ھے مجھہ کو مے پلا ساقی
اس ھوا میں نہ جی کڑھا ساقی

لب دریا پہ چاندنی دیکھوں
ھو اگر مجھہ سے آشنا ساقی

صبح آیا شراب میں مخمور
نیند سے اُتھہ کے مسمسا ساقی

سب کے تئیں تو نے مے پلائی ھے
میں ترستا ھی رہ گیا ساقی

قہر ھے مے اگر نہ دے اس وقت
جھوم آئی ھے کیا گھٹا ساقی

کیا مزے سے کروں چمن کی سیر
گرچہ ھو ابر اور مرا ساقی

درد سر ہے خمار سے مجھ کو
جلد لے کر شراب آ ساقی

گر تو 'تاباں' کو مے پلاوے گا
ترا احساں نہ ہوگا کیا ساقی

— * —

نہ جاؤ باغ میں اے بلبلو صیاد بیٹھا ہے
تمہاری فکر میں وہ خانماں آباد بیٹھا ہے

ہوا ہے کام تجھ سے عشق میں شیریں کے ایسا ہی
کہ پتھر میں بھی تیرا نقش اے فرہاد بیٹھا ہے

مجھے ناشاد روتا چھوڑ یارو شعر و میرا
خوشی سے غیر کی محفل میں جا کیا شاد بیٹھا ہے

کہیں دیکھا ہے مثل آسیا ایذا میں دانا کی
کبھی آرام سے یہ چرخ بے بنیاد بیٹھا ہے

بچیں گے کس طرح جیتے ہم ان خوباں کی مجلس میں
ہمارے قتل کو یہاں تو ہر اک جلاد بیٹھا ہے

ترے کوچے میں آکر نقش پا کی طرح مدت سے
کہ عاشق دے کے اپنا خانماں برباد بیٹھا ہے

کرے تو کس طرح 'تاباں' غلط الفاظ معنی میں
کہ تیرے پاس حشمت سا ترا اُستاد بیٹھا ہے

— * —

باغباں مغرور مت ہو فصل گل دن چار ہے
جب خزاں آئی نہ یہ گل ہے نہ یہ گلزار ہے

کیا ہو گر پہلے مہیں * ہوں اُس کے ہاتھوں سے شہید
میں سنا ہے آج کھینچے تیغ وہ خونخوار ہے

عشق کے ہاتھوں سے سب عاشق یہی کہتے گئے
جی لئے بن چھوڑتا نہیں کیا برا آزار ہے

یہ مرے آنسو نہیں گرتے ہیں سن اے لعل لب
یاد میں دنداں کی تیرے چشم گوہر بار ہے

کوئی طرح ایسی نہیں ہوتی کہ میں آزاد ہوں
دل مرا قید علائق سے نپٹ بیزار ہے

آئینہ ہو کیوں نہ حیراں دیکھ تیرے منھ کے تئیں
جن نے دیکھا ہے تجھے وہ صورت دیوار ہے

آشنا حشمت سا رکھتا ہوں نہیں محتاج میں
کیمیا کا علم 'تاباں' مجھ کو کیا درکار ہے

— * —

عاشق کو ستا مت کہ برا کام یہی ہے
مر جائے گا اس کام کا انجام یہی ہے

اے بلبلو مت جائیو تم باغ میں زنہار
ہر گل جو گلستاں میں ہے وہاں دام یہی ہے

نے منھ سے لگا اپنے کسی غیر کو مت دے
اے جان سمجھ بوسہ بہ پیغام یہی ہے

معلوم ہوئی خواب سے مرنے کی حقیقت
یعنی کہ برا دھر میں آرام یہی ہے

* (ن) میں ہی -

مہ رویاں کی تعریف میں تو شعر کہا کر
'تاباں'، ترا آخر کے تئیں نام یہی ہے

— * —

دل زلف کے حلقے میں گرفتار ہوا ہے
اس دام سے چھٹنا اُسے دشوار ہوا ہے
جو ربط میں یکساں ہی رہے تادم آخر
ایسا بھی زمانے میں کوئی یار ہوا ہے

اب چھوڑ کے دنیا کے تئیں ہو جئیے آزاد
دل قید علائق سے یہ بیزار ہوا ہے
تدبیر میں پورا ہو اگر کیسا ہی دانا
پر موت کے ہاتھوں سے وہ ناچار ہوا ہے
تعزیر جو 'تاباں' پہ کریں یہ سو بجا ہے
دل دے کے بتاں کو یہ گنہ گار ہوا ہے

— * —

جوں برگ گل سے باغ میں شبنم ڈھلک پڑے
کیا ہو کہ برگ تاک سے یوں مے ٹپک پڑے
جوں عکس آفتاب ہو بے تاب موج سے
دریا میں تیرے منہہ کی اگر تک جھلک پڑے
بے شبہ جانتا ہوں کہ ملتا ہے تجھہ سے غیر
تیری طرف سے دل میں مرے کیوں نہ شک پڑے
محفل کے بیچ سن کے مرے سوز دل کا حال
بے اختیار شمع کے آنسو تھلک * پڑے

* (ن) ڈھلک -

'تاباں' بجز تلاش نہیں شعر کا مزا
پھیکا ہے وہ طعام نہ جس میں نمک پڑے

— * —

اگر گلشن میں تیرے پان کھانے کا بیاں ہووے
تو سن کر رشک سے غنچہ کا دل لوہو لہاں ہووے

بھری ہے اشک سے چھاتی مری یہاں تک جو تک رووُں
تو پھر روے زمیں پر نوح کا طوفاں عیاں ہووے

اگر میں ہجر میں تیرے کروں آہ و فغاں ظالم
ابھی عالم میں ظاہر سب میرا راز نہاں ہووے

میری چشموں سے اکدم اشک کا دریا نہیں تھمتا
میں ڈرتا ہوں مبادا غرق میرا خانماں ہووے

میں مر جاؤں وہیں غیرت سے دروازے پہ گلشن کے
قیامت ہو اگر مانع مرے تئیں باغباں ہووے

تو جب ہمراہ ہو کر جان گاڑے اپنے ہاتھوں سے
ترے کوچے سے عاشق کا جنازہ تب رواں ہووے

جہاں صیاد سا دشمن ہو تاباں عندلیبوں کا
کہو کس طرح اب آباد ان کا آشیاں ہووے

— * —

اگر وہ شعلہ رو منہ سے نقاب اپنا اتھا دیوے
تجلی حسن کی دکھلا اک عالم کو جلا دیوے

مری فریاد وہ بیداد گر ہرگز نہیں سنتا
جو ہو بے رحم وہ عاشق کی اپنے داد کیا دیوے

مسیحا کی طرح آوے اگر تو نعش پر میری
عجب کیا ہے کہ مردے کو نئے سر سے جلا دیوے

عبث مت کر تو فکر آشیاں اے بلبل بے کس
نہیں ممکن کہ تجکو باغباں گلشن میں جا دیوے

میں جب جاتا ہوں اُس کے پاس ملنے کو تو کہتا ہے
ارے کوئی ہے کہ اِس کمبخت کو یہاں سے اُٹھا دیوے

اگر چھوٹے تو پھر دیکھیں گے گل کو ورنہ کیا قسمت
مرا پیغام اتنا باغ میں جا کر صبا دیوے

کہا ہے اِس زمیں میں ریختہ تاباں نے یہ ایسا
کہ کیسا ہی کوئی ہو سنگ دل اس کو رلا دیوے

—*—

عیش سب خوش آتے ہیں جب تلک جوانی ہے
مردہ دل وہ ہوتا ہے جو کہ شیخ فانی ہے

جب تلک رہے جیتا چاہئے ہنسے بولے
آدمی کو چپ رہنا موت کی نشانی ہے

جو کہ تیرا عاشق ہے اس کا اے گل رعنا
رنگ زعفرانی ہے اشک ارغوانی ہے

آہ کی نہیں طاقت تاب نہیں ہے نالے کی
ہجر میں تیرے ظالم کیا ہی ناتوانی ہے

چار دن کی عشرت پر دل لگا نہ دنیا سے
کہتے ہیں کہ جنت میں عیش جاودانی ہے

گلرخاں کا آب و رنگ دیکھنے سے میرے ہے
حسن کے گلستاں کی مجھہ کو باغبانی ہے

دل سے کیوں نہیں چاہوں یار کو کہ اے تاباں
دلربا ہے پیارا ہے چھوڑا ہے جانی ہے

— * —

تم سے اب کامیاب اور ہی ہے
آہ ہم پر عذاب اور ہی ہے

اُس کو آئینہ کب پہنچتا ہے
حسن کی آب و تاب اور ہی ہے

رند واعظ سے کیوں کہ سر بر ہو
اس کی چھوٗ کی کتاب اور ہی ہے

ھجر بھی کم نہیں ہے دوزخ سے
اِس سقر کا عذاب اور ہی ہے

اس کو لگتی ہے کب کوئی تلوار
تیغ ابرو کی آب اور ہی ہے

یوں تو ہے سرخ یار کا چہرا
پر پئے جب شراب اور ہی ہے

مجھکو اس نیند سے نہیں آرام
میری راحت کا خواب اور ہی ہے

بحث علمی سے کب ہیں یہ قائل
جاہلوں کا جواب اور ہی ہے

یاد میں تیری زلف و کاکل کی
دل کے تئیں پیچ و تاب اور ہی ہے

اس ستمگر کا مجھ پہ ہر ساعت
جور و ظلم و عتاب اور ہی ہے

کس طرح سے گھر کہوں تاباں
اس کے دنداں میں آب اور ہی ہے

— * —

برابر عشق میں کب ہو سکے ہے کوہکن ہم سے
اگر مجنوں بھی ہوتا سیکھتا دیوان پن ہم سے
اسی حسرت میں رو رو ہم نے اپنا جی دیا آخر
کبھی ہنس کر نہ بولا ہائے وہ غنچہ دہن ہم سے
ہزاروں بار اس کے پانو پر سر رکھہ کے منت کی
لپٹ کر تو بھی نہیں سوتا کبھی وہ گلبدن ہم سے
قفس میں عندلیباں یاد کر گلشن کو کہتی ہیں
چھڑا یا ہائے اے صیاد تو نے کیوں چمن ہم سے
نہ چھوٹتا ہم سے یہ دیوانہ پن اور ہم چلے تاباں
ہوئیں گلیاں بھی سونی ہائے اب چھٹتا ہے بن ہم سے

— * —

پہاڑوں میں مجھے فرہاد محزوں یاد آتا ہے
بیاباں دیکھہ خالی مجکو مجنوں یاد آتا ہے
شراب ارغوانی دیکھہ کر مینا میں اے ساقی
بہت میرے تئیں وہ چہرہ گلگوں یاد آتا ہے
کوئی جب مصرعۂ برجستہ پڑھتا ہے مرے آگے
مجھے اس وقت میں وہ سرو موزوں یاد آتا ہے
کرو کچھہ فکر اس کی نہیں تو زنجیراں تڑا وے گا
بہار آئی ہے دیوانے کو ہاموں یاد آتا ہے

مئے گلگوں ہوائے ابر میں جس وقت پیتا ہوں
نہایت مجکو تب وہ چشم میگوں یاد آتا ہے

ترے غم میں اسے تو رات دن روتے ہی جاتے ہیں
کبھی تجکو بھی ظالم اپنا مفتوں یاد آتا ہے

کہا میں چاہتا ہوں ریختہ جس وقت اے تاباں
مجھے بے اختیار اس وقت مضموں یاد آتا ہے

— * —

قفس سے چھٹ کبھی دیکھیں گے یارب گلستاں پھر بھی
کریں گے جا کے ہم آباد اپنا آشیاں پھر بھی

مجھے اٹھکھیلیوں کی چال اس کی یاد آتی ہے
نظر آوے گا مجکو ہائے وہ سرو رواں پھر بھی

لگایا ہے نگہ کا تیر دل میں جس طرح میرے
تک اک تو دیکھ لے اس طرح اے ابرو کماں پھر بھی

ملایا خاک میں جن نے سج اپنی ہم کو دکھلا کر
کبھی اس راہ ہو آوے گا وہ سرو رواں پھر بھی

مرا خورشید رو روٹھا ہے اب تو مجھ سے اے تاباں
یہ حسرت ہے کہ ہووے گا وہ مجھ پر مہرباں پھر بھی

— * —

میں رویا غم سے یہاں تک لالہ رو کے
کہ چشموں سے بہے دریا لہو کے

میں اپنا عضو عضو اے نازک اندام
فدا کرتا ہوں تیرے مو بمو کے

یہ سارے خوبرو بیگانہ خو ہیں
نہیں یہ آشنا ہرگز کسو کے
نہ پایا باوفا دنیا میں کوئی
ہم عاشق ہو چکے ہر خوبرو کے

پڑا ہے بس میں دل بے طرح تاباں
ستمگر بے مروت جنگ جو کے

— * —

مدت سے نہ تھی مجکو خوباں کی گرفتاری
پھر عشق کی آ دل میں تلوار* لگی کاری
جس طرح ترے غم میں دن کاٹتے ہیں بھاری
روتے ہی گذرتی ہے یہ رات مجھے بھاری

اے جان مجھے تجھہ بن آرام نہیں ہرگز
ہر روز ہے بے تابی ہر رات ہے بیداری
غنچہ کی طرح کھل کر اک بار تک اک ہنس لے
اے شوخ ہنسی تیری لگتی ہے مجھے پیاری

بیڑوں کو چبا ظالم عاشق کا لہو پینا
اتنی بھی روا کب ہے بے رحمی و خونخواری
سن شور بہاراں کا زنجیر تڑا بھاگا
دیوانے کی کوئی دیکھے بیہوشی میں ہشیاری

* (ن) تروار -

ہے گل سے اگر بلبل نالاں تو عجب کیا ہے
معشوقوں کا شیوا ہے عاشق کی دل آزاری

ہیہات کبھی ظالم ٹھوکر بھی لگاتا نہیں
میں پانو پہ سر اس کے رکھا ہے کئی باری

کاٹیں ہیں بتاں تاباں جوں شمع زباں میری
یہاں بات کے کہنے کی ہوتی ہے گنہ گاری

—*—

مجھے عیش و عشرت کی قدرت نہیں ہے
کروں ترک دنیا تو ہمت نہیں ہے

کبھی غم سے مجکو فراغت نہیں ہے
کبھی آہ و نالہ سے فرصت نہیں ہے

صفوں کی صفیں عاشقوں کی اُلٹ دیں
قیامت ہے یہ کوئی قامت نہیں ہے

برستا ہے مینہ میں ترستا ہوں مے کو
غضب ہے یہ باران رحمت نہیں ہے

مرے سر پہ ظالم نہ لایا ہو جس کو
کوئی ایسی دنیا میں آفت نہیں ہے

ہے ملنا مرا فخر عالم کو لیکن
ترے پاس کچھہ میری حرمت نہیں ہے

میں گور غریباں پہ جاکر جو دیکھا
بجز نقش پا لوح تربت نہیں ہے

بری* ھی طرح مجھہ سے روتھی ھیں مژگاں
انھیں کچھہ بھی چشم مروت نہیں ھے

تو کرتا ھے ابلیس کے کام زاھد
ترے فعل پر کیونکہ لعنت نہیں ھے

میں دل کھول 'تاباں' کہاں جاکے روؤں
کہ دونوں جہاں میں فراغت نہیں ھے

— * —

خوشی گل سے بلبل کو کب ھوے گی
وہ اوقات اپنی عبث کھوے گی

نہ کہیو مرا سوز دل شمع سے
وہ دل سوختہ صبح تک روے گی

نہ ھو تیرے منہ کی سی ھرگز صفا
رخ گل کو شبنم اگر دھوے گی

بڑھاپا تو آیا شب ھجر میں
الٰھی کبھی صبح بھی ھوے گی

جو بلبل گئی اب کے 'تاباں' چمن میں
تو حق اپنے میں کانٹے پھر بوے گی

— * —

بندہ ھوں اس کا جی سے مجھے کچھہ کہو کوئی
رکھتا ھو دل میں چوٹ محبت کی جو کوئی

* (ن) پھری ھی تیری مجھہ سے رھتی ھے مژگاں -

کیا کیا اذیتیں ہیں جدائی میں الحفیظ
یارب نہ اس بلا میں گرفتار ہو کوئی

تیری گلی میں دیکھہ مرے حال زار کو
ملتا ہے کوئی ہاتھہ تو دیتا ہے رو کوئی

ٹانکے تو ٹوٹ جاویں گے جب آہ نکلے* گی
اس زخم دل کو میرے عبث مت سیو کوئی

قدرت کسے کہ تجھہ سے کوئی بات کر سکے
طاقت کسے کہ ہووے ترے رو برو کوئی

قاتل تو اپنی تیغ کو دھوتا ہے کیوں عبث
جاتا ہے میرے خون کا یہ رنگ و بو کوئی

'تاباں' فلک کے جور سے نالاں نہیں ہوں لیک
سب کچھہ ہو پر کسی کا مقید نہ ہو کوئی

— * —

صلا اے عندلیباں پھر گلستاں میں بہار آئی
جنوں کے دغدار و خوش ہو فصل لالہ زار آئی

نہ پایا ہم سا کوئی دلسوز ادنی اور اعلی میں
ہماری خاک پر تب شمع روتی زار زار آئی

مرے تو چاہنے سے تم نپٹ بیزار ہوتے تھے
میں حیراں ہوں کہ کیونکر غیر سے صحبت بر آر آئی

گئے از بسکہ رد خلق ہو ہم دار فانی سے
ہماری استخواں کھاتے ہما کے تئیں بھی عار آئی

---

* (ن) میں نے کی -

کیا تھا وصف تیری انکھڑیوں کا ان نے گلشن میں
ترے 'تاباں' پہ نرگس سیم و زر کرنے نثار آئی

— ❊ —

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے
آہ اس بات میں تو اپنی ہی رسوائی ہے

گلبدن دیکھہ تری چھب کے تئیں حسرت* سے
نقش طاؤس صفت چشم تماشائی ہے

دیکھئے میرا جنوں اب کے کرے گا کیا کیا
فصل گل آہ میں سنتا ہوں کہ پھر آئی ہے

میں زباں زد ہوں ترے عشق میں دیوانوں کا
شہرت عشق یہ مجنوں نے کہاں پائی ہے

ربط خوباں کا تجھے خوب نہیں اے 'تاباں'
سخت بے حرمتی و باعث رسوائی ہے

— * —

محفوظ عشق سے ہم یارو اگر رہیں گے
تو کوئی دن جہاں میں بے درد سر رہیں گے

اے اہل باغ اب تو جاتے ہیں ہم قفس میں
چھوٹے تو پھر ملیں گے گر بال و پر رہیں گے

اُگنے کا نہیں ہے سبزہ گرمی سے قبر پر بھی
آتش کے غم کی از بس مجھہ پر شرر رہیں گے

* (ن) حیرت -

مشاطہ زلف تیری شانہ کرے کہ گوندھے
ہم ہر طرح سے اپنا من مار کر رہیں گے

جاتی ہے عمر ہر دم ہم کو خبر نہیں ہے
کیا جانیے کہ کب تک ہم بے خبر رہیں گے

سہ سہ کہ جور تیرے خاموش تو ہیں لیکن
سن لیجیو کسی دن ہم رک کے مر رہیں گے

لوٹیں گے خاک پر گل اور شمع ہوگی گریاں
مرنے کے بعد بھی ہم صاحب اثر رہیں گے

بولی جلی قفس میں دعوائے عشق کر کر
کس منہ سے ہم چمن میں پھر آن کر رہیں گے

گو اُن نے ہم سے 'تاباں' اب کی ہے بے وفائی
کرنا جو کچھ کہ ہوگا سو ہم بھی کر رہیں گے

— * —

نہ تجھے شرم بے وفائی ہے
نہ مجھے طاقت جدائی ہے

وجد کرتا ہے خوش ہو وہ بسمل
تیری تروار جن نے کھائی ہے

آج تھمتے نہیں مرے آنسو
تیرے کوچے کی راہ پائی ہے

بسکہ ہے کہنہ گنبد گردوں
کہکشاں نہیں دراز آئی ہے

ہو کے دیوانہ میرے تاباں نے
ہر طرف دھوم کیا مچائی ہے

— * —

یارب اِس غم نے کیا پیر ہوا خم قد بھی
کوچۂ زلف کی پاوے گا کبھو سرحد بھی

کوہکن سخت ترے حال پہ رحم آتا ہے
جان شیریں بھی گئی اور نہ ہوا مقصد بھی

گرم از بسکہ ہے بازار بتاں اے زاہد
رشک سے تکڑے ہوا ہے حجر الاسود بھی

تیرے آنے کی ہی حسرت میں ہزاروں مرگئے
ہے یہ آمد تو قیامت ہے تری آمد بھی

آدمی اُس پہ جو بیٹھا سو خداوند ہوا
کم نہیں تخت سے فرعون کے کچھہ مسند بھی

قید تھی اُس کو ہمیشہ ہی کہ عریاں رہئے
گو موحد تھا پہ بے قید نہ تھا سرمد بھی

ہے وہ احمق جو رکھے مجھہ سے جدائی تاباں
گو نہیں نیک کسی سے تو نہیں ہے بد بھی

— * —

مجھے ان دنوں سخت دیوانہ پن ہے
کدھر کو ہے مجنوں کدھر * کوہکن ہے

اسیری سے یہاں تک ہوی اب تو الفت
کہ شام قفس ہم کو صبح چمن ہے

*(ن) کہاں -

کروں کیا میں تعریف اُس نازنیں کی
نہ جس کی کمر ہے نہ جس کا دہن ہے

فراغت سنی ہے میں عریاں تنی میں
مرا ہاتھہ ہے آج اور پیرہن ہے

سفیدی جو آئی ہے ڈاڑھی میں تیری
سمجھہ بے خبر تار و پود کفن ہے

فقط چشم ہی تیغ ابرو بکف نہیں
سپاہ مژہ بھی تری صف شکن ہے

مقرر نہیں میرے تاباں کا مذہب
کہیں ہے مسلماں کہیں برہمن ہے

— * —

ساقی ہوا ہے ابر ہے زور ہی بہار ہے
اس وقت جی شراب کو بے اختیار ہے

تو تند اس طرف سے گزریو نہ اے صبا
اوس کی گلی میں دیکھیو میرا غبار ہے

حاجت نہیں ہے روشنیٔ شمع کی اسے
عاشق کا داغ دل ہی چراغ مزار ہے

ظالم وفا مری کو تو لیتا ہے کیا حساب
اتنی جفا و ظلم کا بھی کچھہ شمار ہے

تاباں کا جور یار سے اور دست چرخ سے
سینہ ہمیشہ چاک ہے اور دل فگار ہے

— * —

ترے پاس عاشق کو عزت کہاں ہے
تجھے بے مروت مروت کہاں ہے

بیاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی
مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے

میں شکوہ کروں جور ظالم کا لیکن
مجھے آہ و نالہ سے فرصت کہاں ہے

کروں دعوئ خون قاتل سے اپنے
کب آوے گی یارب قیامت کہاں ہے

تمنا تری ٹھوکروں کی ہے لیکن
رکھوں پانوں پر سر یہ جرأت کہاں ہے

مری خاک پر لوگ رکھتے ہیں گل کو
تیری دلربائی کی غیرت کہاں ہے

جو اس کی کمر میں نے دیکھی ہے تاباں
رگ گل میں ایسی نزاکت کہاں ہے

— * —

میرے سیاہ روز کو غمخوار کون ہے
جز بیکسی رفیق شب تار کون ہے

فرصت نہیں ہے شور و فغاں سے جرس کے تئیں
اس کارواں میں ہاے دل زار کون ہے

تیغ جفا سے جن نے نہ پھیرا ہو منہہ کے تئیں
ایسا سوائے دل کے جگر دار کون ہے

جس کے کراہنے سے اُچٹتی ہے میری نیند
میری گلی میں آج دل افگار کون ہے

تاباں کا شور سن کے وہ کہتا ہے جان بوجھ
جا کر اُٹھا دے کوئی یہ بیمار کون ہے

— * —

ممکن نہیں کہ ان سے کبھو دل مرا پھرے
گو ان بتاں کے عشق میں ناصح خدا پھرے

از بس ہوا ہوں عشق کی آتش میں میں گداز
محروم طعمہ خاک سے میری ہما پھرے

شور جنوں کا سر دھے بازار ان دنوں
آوے بہار جلد الٰہی ہوا پھرے

روؤں خدا نخواستہ گر ایک دم بھی میں
دریا میں جوں حباب یہ گردوں بہا پھرے

تاباں یقیں ہے یہ کہ وہیں خاک ہو رہے
بھولے سے اس گلی میں اگر کوئی جا پھرے

— * —

یوں تری زلف میں دیکھے ہیں گرفتار کئی
ایک زنجیر میں جیسے ہوں گنہ گار کئی

کس کی تروار کا میں شکر کروں حیراں ہوں
قتل کرتے ہیں مجھے جمع ہو خوں خوار کئی

باغباں اپنے گلستاں پہ نہ ہو تو مغرور
مل گئے خاک میں ایسے گل و گلزار کئی

سخت حیراں ہوں میں کس کس سے بچاؤں یارب
قطرۂ خوں ہے یہ دل اور ہیں خوں خوار کئی

ہاتھ آوے کہیں تاباں تو نہ جیتا چھوڑیں
مل کے آپس میں یہ کہتے ہیں ستمگار کئی

—*—

الفت ہوی ہے کنج قفس سے زبس مجھے
گلگشت گلستاں کی نہیں اب ہوس مجھے

ازبس رہا تصور گل ہر نفس مجھے
اب ہوگیا احاطۂ گلشن قفس مجھے

تنہا میں آرہوں گا کبھو کارواں کو جاے
کرتا ہے بے دماغ یہ شور جرس مجھے

جاتی رہی ہے نیند مری ہجر میں ترے
پاتا ہے جاگتے ہی ہمیشہ عسس مجھے

ابرو کا اس کی وصف تکلف سے گر کروں
تاباں تو دیجیو نہ کوئی تیغ حس مجھے

—*—

ترے ہجر میں کچھ خوش آتا نہیں ہے
مجھے اپنا جینا بھی بھاتا نہیں ہے

مرا جی تڑپتا ہے اس بن نہایت
کوئی یار کو ہائے لاتا نہیں ہے

گھٹا مفت جاتی ہے بے رحم ساقی
مجھے ساغر مے پلاتا نہیں ہے

ابھی فرش کر دوں گا لاتوں کے مارے
ترا شور مجکو خوش آتا نہیں ہے

میں کرتا ہوں فریاد جب اس کے آگے
تو کہتا ہے تاباں تو جاتا نہیں ہے

— * —

دلا حوادث دنیا سے کیوں تجھے غم ہے
فلک کے ہاتھہ تو عالم کا کام برہم ہے

شہید خنجر تیر و سنان مژگاں ہوں
یہ میری لاش جو ہے حق کہ لاش رستم ہے

الم سے تیرے شہیدوں کے گل ہے چاک بجیب
یہ سرو نہیں ہے گلستاں میں نخل ماتم ہے

اگر میں خوف سے دوزخ کے جلتی ہوں شیخ
جو ہو تو وہاں تو بھلا یہ عذاب کیا کم ہے

سمجھہ بھی ہے تجھے کچھہ تو جو توڑتا ہے اسے
یہ دل نہیں ہے مری جان عرش اعظم ہے

کیا میں فرض کہ محشر کے تئیں مجھے بخشیں
جو تو نہ ہووے تو فردوس بھی جہنم ہے

نکل تو قید علائق سے جلد اے تاباں
جہاں میں بے سرو پائی کا زور عالم ہے

— * —

دل بے تاب کی آہوں سے تو ڈر بہتر ہے
دور سیماب سے اے جان حذر بہتر ہے

پوچھتا ہوں میں اُسے علم کا جوہر ہے جسے
اشک بہتر ہے ہمارا کہ گہر بہتر ہے

عاشق مہر لقا ہوں کسی سے کام نہیں
مت کہو مجھ سے کوئی یوں کہ قمر بہتر ہے

دل میں لگتی ہی نہیں ترک کماں ابرو کے
تیر میں آہ ہماری سے اثر بہتر ہے

نام فردوس کا سنتی ہوں سب باتیں ہیں
یار اپنے ہی کے کوچے میں گذر بہتر ہے

کچھ دکھائی بھی تو دیتی ہی نہیں میرے میاں
کیا کہوں کیوں کہ کہوں تیری کمر بہتر ہے

برگ گل کے بھی تئیں توڑ کے یارو دیکھو
ہے وہ بہتر کہ مرا لخت جگر بہتر ہے

تو ملے غیر سے اور مجھ سے رہے یوں ناخوش
مجکو اس نفع سے اے شوخ ضرر بہتر ہے

ماہرو شہر کا تو یار ہے لیکن اکثر
اپنے 'تاباں' کی طرف ایک نظر بہتر ہے

—*—

جہاں میں سیر ارم گرچہ سیر گلشن ہے
بغیر یار کے لیکن مجھے تو گلخن ہے

چمن میں ہے دل ہر غنچہ دیکھ لو پر خوں
جگر خراش یقیں بلبلوں کا شیون ہے

خبر بھی ہے تجھے اے بے خبر مری ظالم
کہ تیرے ہجر میں عاشق قریب مردن ہے

ہوئی ہے اشک کے پانی کی آبجو ہر ایک
جہاں تلک کہ ہماری یہ چین دامن ہے

یہ کون ڈھب ہے کہ ہر روز پوچھتے ہو مجھے
جو حال ہے دل 'تاباں' کا تم پہ روشن ہے

—*—

کب تلک اس ماہرو کے غم میں رویا کیجئے
خواب و خور برباد دے جا سیر صحرا کیجئے

ایک بوسہ کے عوض دیتا ہوں اپنے جی کو میں
جی میں گر آوے تمہارے تو یہ سودا کیجئے

منع کرتے ہیں ترے ملنے سے مجکو شیخ جی
اب کی گر آویں تو اُن کو خوب رسوا کیجئے

دم حباب آسا ہے اور کار جہاں بحر عمیق
سخت حیراں ہوں کہ اس فرصت میں کیا کیا کیجئے

تم جو اپنے ہاتھ سے کھوتے ہو 'تاباں' کے تئیں
ایک تو اُس سا ہوا خواہوں میں پیدا کیجئے

—*—

چاہنے میرے سے تیری گرم بازاری ہوئی
جابجا مانند یوسف کے خریداری ہوئی

دیکھ تیری زلف اے سر حلقۂ دام آوراں
دل کو میرے از سر نو پھر گرفتاری ہوئی

ابر میں روز قیامت بھول میں پیتا ہوں مے
کچھہ نظر آتا نہیں جب رات اندھیاری ہوئی
دیکھئے میرے جنوں سے اِس برس کیا حال ہو
فصل گل آتے ھی مجکو سخت دشواری ہوئی
ایک دن وہ ہوگا 'تاباں' خاک تیری ہوگی سنگ
چار دن کے واسطے کیوں زندگی بھاری ہوئی

—*—

اک دن بھی ہنس کے بات نہ اُس شوخ نے کہی
مجکو تمام عمر یہی آرزو رھی
عاشق نے وقت مرگ کہا یار سے یہی
سمجھوں گا تجھہ سے حشر کے دن دیکھہ تو سہی
دیکھا جو میری نبض کو کہنے لگا طبیب
مجنوں موا تھا جس سے یہ آزار ھے وھی
باراں ہمارے اشک کو کیوں کر پہنچ سکے
پھرتی ھے موج اشک کی بھی یہاں بہی بہی
ہوگئی ھے کیف سی مری آنکھوں میں خود بخود
سبزی تمہارے خط کی جو دیکھی ھے لہلہی
ظالم نے جان کنی میں مجھے دیکھہ کر کہا
عاشق تو کیوں ہوا تھا سزا ھے تری یہی
آئی بہار کیونکہ گریباں کو کرئیے چاک
ھاتھوں میں ھاے ضعف سے طاقت نہیں رھی

هرگز هم اپنے قتل سے ناخوش نه هوں کبهو
اس میں اگر خوشی هے تمهاری تو یوں سهی

پهنچی نه تجهه کو هائے مرے حال کی خبر
قاصد گیا تها اونّے بهی اپنی هی کچهه کهی *

'تاباں' نے تجکو دیکهتے هی اپنا جی دیا
سننے نه پایا تیری نه اپنی هی کچهه کهی

— * —

قیامت مجهه په کل کی رات اُس کے هجر میں لائی
نه آیا یار میرا آج بهی وه رات پهر آئی

تیرے آئینه رخ میں تو منه دیتا هے دکهلائی
صفائی اس طرح کی ماه تاباں میں کهاں پائی

اگرچه سرو کو تشبیه تیرے قد سے هے لیکن
تری سی اُس نے چهب تختی و رعنائی کهاں پائی

پڑا هے یار پر سر چیر ناحق جان شیریں دی
هوا معلوم مجکو کوهکن تها سخت سودائی

نهیں ممکن که شهرت اور دیوانے کی وهاں پهر هو
که اک صحرا نشینی کی طرح مجنوں سے بن آئی

تمهارے عشق میں پهرتا جو هوں میں هر طرف روتا
کوئی کهتا هے دیوانه کوئی کهتا هے سودائی

---

* یه شعر نسخهٔ مدراس کے سوا ایک اور قلمی دیوان میں زاید هے لیکن معلوم هوتا هے که غلطی سے داخل هو گیا هے اس لئے که کلیات سودا میں یه شعر موجود هے —

جلے یوں چاھئے عاشق برہ کی آگ میں چپکے
زبان شمع میں جیسے نہیں ھوتی ھے گویائی

ھمارے اُس بسنتی پوش کے آنے سے مجلس میں
پڑی ھے دھوم 'تاباں' اس طرح گویا بسنت آئی

—٭—

لگ جاے ھے دل میرا ھر یوسف ثانی سے
بیزار ھوں میں یارو ایام جوانی سے

کب تک نہ کروں ظاھر میں عشق تیرا ظالم
جلتا ھے مرا سینا اِس سوز نہانی سے

میں خواب میں رویا تھا دیکھہ اُس مہ کنعاں کو
تھی صبح مری بالیں تر اشک فشانی سے

دم مارتی تھی ظالم وہ تیرے لبوں آگے
میں دختر رَز کے تئیں پتلا کیا پانی سے

جز آہ و فغاں اس میں کچھہ ذکر نہیں ھرگز
دیوان مرا 'تاباں' کم نہیں ھے فغانی سے

—٭—

عشق تو کر چکا ھے سب کوئی
پر بتاؤ تو مجھہ سا اب کوئی

میں دوں تشبیہ نیشکر کے ساتھہ
اور چوسے تمھارے لب کوئی

دیکھتے ھی تجھے ھوا ھوں خراب
یہ ستم ھے کہ ھے غضب کوئی

آئینہ رخ کا خط تلک نہ چھپا
پھیر دیکھے گا اُس کو کب کوئی

واے اُس عیش اور عشرت پر
تو نہ ہو اور کرے طرب کوئی

جیسے کھب جاے کوئی غنچہ دھن
سیکھ لے مجھ سے آوہ ڈھب کوئی

اعتبار وفا ہو گر تیرا
تجکو چاہے گا جان جب کوئی

تو ہو بد مست میں نہ چھیڑوں تجھے
مجھ سے ہوتا ہے یہ ادب کوئی

شمع پر جیسے ہووے پروانہ
تجکو دیکھے گر ایک شب کوئی

میری تقصیر تو کرو ثابت
روٹھتا بھی ہے بے سبب کوئی

عشق میں ننگ و نام کھو بیٹھا
میرا 'تاباں' بھی ہے عجب کوئی

—*—

علاج دلفگاراں ہے تری انکھیوں کی مخموری
کہ حد نافع ہے زخمی کے تیئں صہباے انگوری

رہی نہیں اب تو ہرگز مجھ میں یارب طاقت دوری
شتابی سے کہیں ہوں دفع یہ ایام مہجوری

تجھے اے ماہرو میں شمع سے تشبیہ دوں کیونکر
کہ کچھ نسبت نہیں ہے اُس کو وہ ناری ہے تو نوری

زلیخا آن کر یوسف کے کیوں پہلو نشیں ہوتی
نہ کرتا ابتدا میں حسن پر گر اپنے مغروری

نہ پڑیو کوئی یارب ہاتھہ میں بے قدر کے ہرگز
یہی گرنے میں کرتی ہے سدا چینی یہ فغفوری

خبر شیریں کے مرنے کی عوض انعام کے بھیجی
بھلی خسرو نے دی فرہاد کو محنت کی مزدوری

نہ ہوگی گور میں منعم کے ہرگز روشنی 'تاباں'
جلے ہر رات گو تربت پہ اُس کے شمع کافوری

—*—

نامہ تو (؟) شعلہ کو کبوتر تو لے اُڑے
پر جل اُٹھے جو اُس کی گلی کی طرف مڑے

واعظ تو مجھہ سے بحث کے سر بر نہ رہ سکے
لیاوں میں ٹانگ کھینچ فلک پر اگر اُڑے

غارت ہوں ایک پل میں صفوں کی صفیں اُدھر
ظالم تری سپاہ مژہ جس طرف مڑے

پرچے اُسی سے خوب وہ دکھنی پسر کہ جو
بھر بھر سپاریوں کے اُسے زور دے پڑے

'تاباں' سے اپنی جان تمہیں توڑنی نہ تھی
مشکل ہے اب جو اُس سا کوئی پھر تمہیں جُڑے

—*—

جو کشتۂ تیغ نگہ یار نہ ہووے
یارب اُسے ہرگز ترا دیدار نہ ہووے

دنیا میں بتاں کا جو پرستار نہ ہووے
محشر میں خدا کا اُسے دیدار نہ ہووے

صحرا میں چلوں راہ پھپھولوں سے میں کیونکر
گر خار مرے پانو کا غمخوار نہ ہووے

ہے سخت قیامت کہ جو ہو عشق کا بیمار
حسرت ہی میں مرتا ہووے اور یار نہ ہووے

جینے سے تو اُس شخص کے مرنا ہی بھلا ہے
جو کوئی کہ تری چشم کا بیمار نہ ہووے

اے شیخ جو کچھہ مکر تجھے یاد ہیں شاید
شیطان بھی اس طرح کا مکار نہ ہووے

محروم ہے وہ سایۂ طوبیٰ سے مقرر
جس پر کہ ترا سایۂ دیوار نہ ہووے

جو اس میں اذیت ہے سو راحت ہے مرے تئیں
یارب مجھے جز عشق کچھہ آزار نہ ہووے

کیا جانے کوئی کشمکش دام حوادث
جب تک تری تروار کا پھر وار نہ ہووے

کیا عشق ہے اُس کا جو کوئی ننگ وحیا چھوڑ
رسوائے سر کوچہ و بازار نہ ہووے

مرجائے تو لے جائیو مشہد میں اُڑا کر
اے باد صبا خاک مری خوار نہ ہووے

مردی کی جو کچھہ قدر اُسے ہی نہ رہی پھر
نواب بہادر سا جو سردار نہ ہووے

بلبل تو سنے گر مرے نالہ کی حقیقت
واشکوۂ گل پر تری منقار نہ ہووے

سچ جس کی ہو میٹھی نہ اُسے چاہ تو 'تاباں'
کس کام کا معشوق جو خونخوار نہ ہووے

— * —

ظلم میں تجھ سا بھی قصاب کہیں ہوتا ہے
عشق میں مجھ سا بھی بیتاب کہیں ہوتا ہے

دل مرا کیوں نہ رہے تشنۂ دیدار سدا
سیر بھی آب سے دولاب کہیں ہوتا ہے

جب تلک اشک نہ ہو خشک رہے کشت امید
گلستاں سبز بھی بے آب کہیں ہوتا ہے

آتش عشق کی کب ہے دل بے تاب کو تاب
قائم النار بھی سیماب کہیں ہوتا ہے

آب شمشیر ترا آب بقا ہے ظالم
دل عشاق بھی سیراب کہیں ہوتا ہے

اُس سے مل خواب میں جب میں نے کہا ...
... کم اس عیش کا اسباب کہیں ہوتا ہے

ضد ہے اس بات سے کب اُن نے کہا یوں 'تاباں'
جا بے جا سچ بھی کوئی خواب کہیں ہوتا ہے

— * —

یار بھی دشمن ہوا اور چرخ بے بنیاد بھی
کوئی سہی جاتی ہے یارب مجھ سے یہ بیداد بھی

میں وہ سودائی ہوں جو رگ کو چیروں بے چھری
ڈھونڈھتا ہے کوئی ایسے کے تئیں فصاد بھی

بسکہ میرے سر میں مدت سے ہوائے عشق ہے
خوار و سر گرداں ہوا اور خانماں برباد بھی

کھینچ کر تصویر تیری بسکہ شادی مرگ ہوئی
جی دیا مانی نے اپنا مرگیا بہزاد بھی

ایک قطرہ خوں کا جب مجھہ میں نہ نکلا بعد قتل
لوگ سب رونے لگے حیراں ہوا جلاد بھی

بید مجنوں جس طرح ہے غم میں مجنوں کے دوتا
سرنگوں اس طرح بھی ہے تیشۂ فرہاد بھی

مان 'تاباں' کا کہا گلشن میں مت جا عندلیب
باغباں دشمن ہے تیرا مدعی صیاد بھی

— * —

دل سے یک لخت اٹھا اپنے یہ سب یار منی *
جی میں آتا ہے مرے اب کے بھی پہنوں کفنی

بوجھہ جامہ ہی کا تو اپنے † اٹھا سکتا نیں
اللہ اللہ یہ ستمگر تری نازک بدنی

زور ہی نام ترا سارے جہاں میں ہوے
لخت دل گر تو رکھے میرا بجائے یمنی

تم گلے لگ تو کبھو ساتھہ نہیں سوتے ہو
مجھہ کو ٹھیراتے ہو کس واسطے گردن زدنی

* (ن) ما و منی - † (ن) بوجھہ جامہ کا بھی اپنے وہ -

کس طرح رک کے نہ مرجاے کوئی مل تجھہ سے
ایک تو تنگ دھاں تس کے اوپر کم سخنی

کیا کروں یار ہوا جاکہ میں اوس کا قاتل
اب تو 'تاباں' مرے اس جی کے اُپر آن بنی

—*—

لگاتا ھے نگہ کا تیر دل میں جس طرح میری
تک یک تو دیکھہ لے اوس طرح اے ابرو کماں بھری

ملایا خاک میں جن نے سبھ اپنی ہم کو دکھلاکر
کبھی اس راہ ہو اوے گا وہ سر و رواں نہری

—*—

اپن کیوں کسی کے ساتھہ دل اپنا لگائیے
ھر بے وفا ھے کاھے کو عاشق کہائیے

دل تو دیا ھوں جان بھی مانگے تو دیجئے
لازم ھے بار سخت سے مجھہ کو چھڑائیے

ھم مان مان آتے ھیں پر ان کی منتیں
ساجن اگر ملے تو نیازاں چڑھائیے

عاشق ھوے تو خلق کی رسوائی کر قبول
اپنے پراے سب کی ملامت اٹھائیے

—*—

اگر معلوم اے ظالم ترے جور و جفا ھوتے
تو ھم ھرگز نہ دل دیتے نہ تجھہ پر مبتلا ھوتے

رقیبوں سے نہ ملتے تم تو اے پیارے قیامت تک
نہ تم سے ھم جدا ھوتے نہ ھم سے تم جدا ھوتے

(متفرق اشعار)

افسوس اے صنم تم ایسے ہوئے ہو اب تو
ملتے ہو غیر سے جا ہم سے رکھائیاں ہیں

کہتے تھے ہم کسی سے تم بن نہیں ملینگے
اب کس کے ساتھ پیارے وے دل ربائیاں ہیں

جب پان کھاکے پیارا گلشن میں جا ہنسا ہے
بے اختیار کلیاں تب کھل کھلائیاں ہیں

آئینہ روبرو رکھ اور اپنی چھب دکھانا
کیا خود پسندیاں ہیں کیا خودنمائیاں ہیں

—*—

اے عندلیب باغ سے کچھ کام ہی نہیں
چھوتی عبث تو گل کا یہ ہنگام ہی نہیں

—*—

مرا بس ہو تو ھرگز خط نہ آنے دوں ترے لیکن
لکھا قسمت کا کوئی بھی مٹا سکتا نہیں

—*—

تو کہے گر کہ میں وفا نہ کروں
تو بھی شکوہ کبھو ترا نہ کروں

سر نہ پھوڑوں کہ میں نہ کھاؤں زہر
دل کے ہاتھوں سے آہ کیا نہ کروں

بے وفاوں سے جی میں ہے 'تاباں'
اور سب کچھ کروں وفا نہ کروں

—*—

لب تشنگئی نزع میں بھی اُس کے رھیں تر
ھو ورد زباں جس کا سدا ساقیٔ کوثر

—*—

ھونٹوں پہ تیرے ظالم مسی کی یہ دھڑی ھے
یا ان کے تئیں کسی نے مل مل کیا ھے نیلا

—*—

ناصح میں تری ضد سے کروں چاک ھی ھردم
دیکھوں تو گریباں کو کہاں تک تو سئے گا

—*—

تجھے فعلوں سے کیا 'تاباں' کے ناصح
وہ جانے اور اُس کا کام جانے

—*—

شیخ جو حج کو چلا چڑہ کے گدھے پر یارو
زور نہیں ظلم نہیں عقل کی کوتاھی ھے

—*—

راستی بات کی کہتے 'تاباں'
ھوگیا مجھہ سے وہ بانکا تیڑھا

—*—

ھوی ھے اُس ظالم کو دل سے دشمنی
اب تو میرے جی پہ یارو آبنی

—*—

اور کو تو شعلہ روکے دیکھنے کی کب ہے تاب
جس کی گرمی سے اپنی آب تپ کرتا ہے وہ

—*—

عبث کرتا ہے تو ماتھے کے تئیں اپنے زر افشانی
نہیں کم لوح مصحف سے یہ پیشانی نورانی

—*—

تھوے سے مدام اس کو ہے شوق عوض مے کے
'تاباں' جو کوئی ہیگا اس دور میں بنیادی

—*—

ستانا دل کو اے ظالم برا ہے
قلوب المومنیں عرش خدا ہے

—*—

سخت بے درد ہے گلگیر کہ منہہ میں لے کر
کاٹ لیتا ہے زباں شمع کی ہر دم جب دے

—*—

کیوں نہ لڑکے اُس کے تئیں تلیر کہیں
شیخ تو رکھتا ہے ڈاڑی گز بڑی

—*—

شمع کی گل نہیں بڑھاپے میں
اُس کے چونڈے کے تئیں لگا ہے کلنک

—*—

هم تمهارے هجر میں تم غیر پاس
هم کهاں اور تم کهاں کیا قهر هے

— * —

اشک خونیں سے کیا سرخ بدن کا جاما
یار کے هجر میں جیتے هی منائی هولی

— * —

اے یار کهاں هے کس طرف هے
هے یار کهاں هے کس طرف هے

— * —

ترے هونٹوں پر یه مسی کی سیاهی تو نهیں
خون شاید که پیا هے کسی سودائی کا

— * —

اگرچه بے ادبی ایسی بات هے لیکن
سرین تیرے اے میاں جان هیں صاف تو مروا

— * —

کیوں یه ناصح نے سیا سخت میں دلگیر هوا
پهر گریباں یه مرا هائے گلو گیر هوا

بسکه رو رو کے اسیری میں هوئی خالی چشم
حلقهٔ چشم مرا حلقهٔ زنجیر هوا

— * —

هند میں جتنے پریرو هیں میں اُن کا یار هوں
هوں تو دیوانه پر اپنے کام میں هشیار هوں

ساقی ہے ابر مجھ کو محروم رکھ نہ مے سے
گر آج مے نہ دے گا تو کل پڑے گی کیسے

— * —

اُس سے مت مل جو ہے غرض کا اپنی
حاصل تجھے کیا وہ ہے غرض کا اپنی

— * —

(رباعیات)

مدت میں حقیقت اس جہاں کی جانی
یہاں دل کا لگانا ہے عبث * نادانی
دانا ہے اگرچہ تو سمجھ اے 'تاباں'
باقی اللہ اور سب کچھ فانی

— * —

مرنا غافل لگے ہے کیوں تجھکو برا
دنیا میں ہمیشہ کوئی جیتا بھی رہا
آدم اور نوح سے بھی جیتے نہ رہے
گو تو بھی بہت جیا تو آخر پھر کیا

— * —

کہتا ہے نماز پڑھ کے یارب دلخواہ
ہو کوئی مرید صاحب حشمت و جاہ
بیٹھا ہے اسی فکر میں لے کر تسبیح
کیا شیخ کی اوقات ہے سبحان اللہ

— * —

* (ن) نپٹ۔

ہوتے ہیں ترے جب * اشتیاقی ساقی
بے خود ہو پکارتے ہیں † ساقی ساقی
ہے ہم کو خمار شب کالا ‡ صبح ہوئی
شیشے میں جو کچھ کہ مے ہو باقی ساقی

— * —

ہے مجکو بہت شراب پینے کی خوشی
یا ہیگی مطالعہ سفینے کی خوشی
چھٹ اُس کے میں آزاد ہوں سب سے 'تاباں'
مرنے کا نہ غم ہے کچھ نہ جینے کی خوشی

— * —

جو مردم دنیا ہیں وے مکار ہیں سب
میں جان بزرگ اب کروں کس کا ادب
فارغ ہوں میں دو جہاں سے 'تاباں' مجکو
دنیا سے نہ کچھ کام نہ دیں سے مطلب

— * —

ہم کو تو تمہارے غم میں جینا ہے محال
تم ہم کر لکھو کہ ہے تمہارا کیا حال
دو سال جو ہم تم رہے یک جا حشمت
اب اس کے عوض ہجر کا ہے روز ہی سال

— * —

* (ن) ہو تا ہوں ترا جو - † (ن) تا ہوں - ‡ (ن) لے آ -

قارون و سلیمان و سکندر دارا
رکھتے تھے بہت اگرچہ مال اور دنیا

لیکن جب مر گئے بجز خالی ہاتھ
چھاتی کے اوپر رکھ کوئی کچھ لے نہ گیا

— * —

ہے شاہ و گدا میں فرق لیکن تاباں
آزاد کے نزدیک ہیں دونوں یکساں

شاکی تو کسی طرح سے دنیا میں نہ رہ
دن عمر کے ہر طرح سے کٹ جائیں گے یہاں

— * —

تاباں یہاں کوئی نہیں صاحب ارشاد
اس سعی میں مت عمر کو دے تو برباد

ایسا کوئی کم ہے جو نہ ہووے پابند
یوں نام کے تئیں تو سرو بھی ہے آزاد

— * —

سب غم مجھے باتوں سے تری بھولے ہے
پھر آ کہ ہوے ہجر میں تیرے اکٹھے *

روتا ہوں میں اس غم سے کہ تجھ بن حشمت
اب کس سے کہوں کہ میرے آنسو پونچھے

— * —

* (ن) جمع -

میں ہجر میں رہتا ہوں تمہارے رنجور
اب تو مجھہ میں رہا نہیں کچھہ مقدور

نزدیک نہیں کہ ہو ہر لالہ بخوں
گردش نے فلک کی ہائے کیا ہیگا دور

— * —

تاباں مہ چاردہ ہے تک کر تو نگاہ
آتا ہے نپٹ صاف نظر مطلع ماہ

گویا کہ بچھی زمیں پہ ہے چادر نور
کیا چاندنی ہے آج کہ اللہ اللہ †

— * —

میخانے میں کیا پھرے ہے مٹکے مٹکے
زاہد عابد سے دور بھٹکے بھٹکے

قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے کافر
یہ دختر رز ہے جس سے اٹکے اٹکے

— * —

قطعات

سلیماں میرزا سا خوبصورت
نہیں اس دور میں کوئی زیر افلاک

سلیماں دوسرا بھی ہے ولیکن
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

— * —

تو ہے اقبال مند اے 'تاباں'
میں نے دیکھا ہے خوب کر کر غور

---

* (ن) سبحان اللہ -

ھاتھہ سے چرخ کے نہ ھو نالاں
ایک دن یہاں ترا بھی ھوگا دور

--- * ---

تسبیح وہ خاک کربلا کی رکھے
'تاباں' جو دل سے ھووے شبیر کا دوست
گر غیر اسے گلے میں اپنے پہنے
خون شہدا تمام بر گردن اوست

— * —

(مُثلث)

اگر تم سے صاحب سلامت نہ ھووے
تو ھرگز کہیں میری حرمت نہ ھووے
کسی کو مرے پاس عزت نہ ھووے

اگر بات بھی آنہ مجھہ سے کہو تم
یو ھیں غیر کے ساتھہ جاتے رھو تم
تو کس طرح مجھہ پر قیامت نہ ھووے

ستاتے ھی رھتے ھو تم مجھکو ھر دن
غرض چاھنا خوب ھوتا ھے لیکن
کسی کو کسی سے محبت نہ ھووے

گرفتار یہاں تک ھوں غم میں تمھارے
کہ رو رو کے اپنا ھی جی دوں پیارے
مجھے تب بھی شاید فراغت نہ ھووے

برا ہے بہت تم سے اخلاص کرنا
صنم ایسے بیدل سے لازم ہے ڈرنا
جسے کچھ خدا کی بھی دہشت نہ ہووے

لئے نیمچہ ہاتھ میں اپنے ننگا
مرے سر پہ آتے ہو ہردم مبادا
کہیں قتل کی میرے شہرت نہ ہووے

مرا حال ہر روز تم پوچھتے ہو
مصیبت کو اُس کی تمہیں جی میں سمجھو
جسے غم سے یک لحظہ فرصت نہ ہووے

جفا تم نے دیکھو تو کی کیسی کیسی
اذیت بھی دی مجکو یہاں تک کہ ایسی
مرے دشمنوں کی بھی قسمت نہ ہووے

مرے دل میں یہ آرزو ہے کہ پیارے
میں ہوں عشق میں محو یہاں تک تمہارے
کہ تا حشر مجکو افاقت نہ ہووے

میں یہاں تک تو گریاں ہوں تم بن کہ جانی
نہ پہنچے اگر اشک میرے کا پانی
تو ہرگز چمن میں طراوت نہ ہووے

جو کہتے ہو مجکو سو کرتا ہوں لیکن
یہ دھڑکا مرے جی میں رہتا ہے نسدن
کہ برباد سب میری محنت نہ ہووے

رقیبوں کا اخلاص کھوتے نہیں تم
کبھو مہرباں مجھ پہ ہوتے نہیں تم

مجھے کیونکہ جینا اذیت نہ ہووے

میں کہتا ہوں سچ تم سے اے میرے مشفق
ہوں اس زندگی سے نہایت ہی میں دق

تمہاری اگر مجھ پہ شفقت نہ ہووے

سلو اے میرے رشک شمع شبستاں
کہوں گا کبھو تم سے سوز دل و جاں

زباں میں گر اُس وقت لکنت نہ ہووے

سبھی خوب کہتے ہیں خط کو تمہارے
و لیکن مجھے تو یہ دھڑکا ہے پیارے

کہیں حسن کا ملک غارت نہ ہووے

ہمیشہ تو میں جور سہتا ہوں صاحب
یہ جھنجھلا کے اب میں یہ کہتا ہوں صاحب

وہ چاہے تمہیں جس میں عزت نہ ہووے

یہ 'تاباں' جو ہے جی سے بندہ تمہارا
یہی دل میں رکھتا ہے اپنے تمنا

کہ سب کچھ ہو پر تم سے فرقت نہ ہووے

— * —

مخمس

رہا تجھ سے جس بات میں میں خفا
وہی بات کی تونے اے بے حیا

شرارت سے اپنی نہ ہرگز پھرا
نصیحت سے میری تجھے کام کیا
زنانوں سے مل جاکے تالی بجا

رہی نہیں مجھے اب رعایت تری
وہ خواہش بھی نہیں اور نہ الفت تری
شکایت ہی ہے اب حکایت تری
نہیں بے مرے پاس عزت تری
زنانوں سے مل جاکے تالی بجا

دکھاتے ہیں تروار کو بارٓ جو
وے ہوتے ہیں کوئی اور اے جنگ جو
شرافت سے بیٹھا ہے تو ہاتھہ دھو
نہ سبج نیمچا اور نہ تو مرد ہو
زنانوں سے مل جاکے تالی بجا

روا تو نے ہم پر رکھے حد ستم
وگر نہ نہ ہوتا مرا ربط کم
شتابی سے ہوگئے خبردار ہم
نہ ملنے کا میرے تجھے کیا الم
زنانوں سے مل جاکے تالی بجا

رعایت ہے 'تاباں' کو تیری ارے
و الا نہ حد تجکو ایذا وہ دے

شب و روز جو تجھ سے ظالم جلے
نہ یہ بات کس طرح تجھ سے کہے

زنانوں سے مل جا کے تالی بجا

—*—

مخمس

رات دن رہتا ہوں میں اندوہ و غم میں مبتلا
چرخ سے ہرگز نہیں ہوتی مری حاجت روا
بلکہ اُس کے ہاتھ سے نالاں ہی رہتا ہوں سدا
تم شتابی حل کرو عقدہ میرا مشکل کشا

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

تم سوا کس سے کروں فریاد میں اندوہ گیں
سخت ہی بیکس ہوں اس دنیا میں کوئی رکھتا نہیں
چرخ ہے گر مدعی مشکل کرو آساں تمہیں
یا شہنشاہ دو عالم یا امیرالمومنیں

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

رنج و غم میں ہر طرح کے مبتلا ہوں میں غریب
ایک دن بھی گلشن ہستی میں راحت نہیں نصیب
روز و شب آہ و فغاں سے کام ہے جوں عندلیب
درد کے درماں کو میرے کوئی نہیں تم بن طبیب

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

جی کی خواہش مال و دولت نفس چاہے خوبرو
دل گرفتار علائق ترک میری آرزو

جسم کا فکروں سے ھر دم خشک ھوتا ھے لہو
تم چھڑاؤ ھوں اسیر دام غم میں مو بمو

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

بسکہ سرزد مجھہ سے دنیا میں ھوے آکر گناہ
نامۂ اعمال بھی شاید مرا ھوگا سیاہ
تم سوا بحر حوادث میں نہیں مجھہ کو پناہ
نا خدا ھو جلد ھوتی ھے مری کشتی تباہ

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

سب نے اس دنیا میں آکر خوب لوٹیں لذتیں
میں نے کھینچی قوت کے بھی واسطے یہاں ذلتیں
اب تو کی جاتی نہیں اھل دول کی منتیں
ترک کی ھمت دو تم یا دل کی کاڑھو حسرتیں

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

چاھتا ھوں میں کہ میرے دل کے تئیں آرام ھو
جس صنم پر جی کی خواھش ھو وہ میرا رام ھو
کچھہ کروں دنیا میں عشرت دین کا کچھہ کام ھو
تا مرا دونوں جہاں میں تم سے 'تاباں' نام ھو

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

— ٭ —

مخمس

یہ بے رحمی کہو صیاد کے تئیں کن نے سکھلا دی
کہ کرتا ھے یہ ناحق بلبلوں سے ظلم بیدادی

خبر سن فصل گل کی کس طرح ہووے انہیں شادی
اسیران قفس مدت سے ہیں اس غم سے فریادی
کہ ممکن نہیں ہمیں صیاد کے ہاتھوں سے آزادی

خدا کے واسطے جلدی ہماری تو خبر لے رے
کہ تیرے غم میں مجنوں ہوگئے ہیں ہم سے بہتیرے
ہمیں بھی رات دن رہتا ہے تیرا درد و غم گھیرے
ہمارے جی میں یوں آتا ہے ظالم ہجر میں تیرے
گھر اپنا کر کے ویراں جاکریں جنگل میں آبادی

لگن تجھ سے لگی تھی جس گھڑی اے شعر و جب سے
جلا کرتا ہوں تیرے عشق میں پروانہ ساں تب سے
نہ چاہوں اور کو پھر تجھ سوا وعدہ کیا رب سے
ترے کارن ہوا اے سرو قد آزاد میں سب سے
بجا ہے گر کہیں سب پیشوا اب مجکو یا ہادی

ہوا تھا ایک تو وہ ابروؤں کی تیغ سے گھائل
کیا تھا خنجر مژگاں سے تسپر اس کے تئیں بسمل
پر اب کی چھوٹنا اس دام سے ہیگا نپٹ مشکل
پریشانی مرے دل کو نہ ہو اب کس طرح حاصل
کہ اُس کافر نے اپنی کھول زلف عاشق کو دکھلادی

نہ اُس کو گھر خوش آتا ہے نہ اب بھاتا ہے بن اُس کو
اُسے مضبوط اب کے سال زنجیروں سے تم جکڑو
وگرنہ سر کے تئیں وہ پھوڑ کر مرجائے گا سن لو
قیامت ہے میرے مجنوں پہ وحشت اندنوں یارو

بہار آنے کی اُس کے تئیں نہ جانو کن خبر لادی
گیا تھا عاشقوں کو ساتھہ لے کر باغ میں پیارا
پلاتا تھا ہر اک کے تئیں وہ اپنے ھاتھہ سے صہبا
یکایک دیکھتا ہوں میں قیامت ہوگئی برپا
جتے خانہ خراب عاشق تھے اُس کے ہوگئے بیجا
بلا جب پاس اُن نے غیر کے تئیں بزم میں جا دی
تمہارے هجر میں وحشی ہوے ہم خانماں تج کر
گریباں چاک کر پھرتے ہیں روتے دربدر گھر گھر
کہاں فرہاد ہم سے ہوسکے ہے عشق میں سر بر
سجن ہم وے دوانے ہیں گر آویں اپنے دعوے پر
تو مجنوں جاے جنگل چھوڑ پھر بستی میں فریادی
کبھو کہتے ہو ہم کو تیغ ابرو سے کریں گھائل
کبھو کہتے ہو ان مژگاں کے خنجر سے کریں بسمل
کہاں سے تم ہوے پیدا ہمارے جی کے تئیں قاتل
ہمارے قتل پر پھرتے ہو باندھے کیوں کمر سب مل
تمہیں کن نے سکھائی ظالمو یہ رسم جلادی
جو کوئی عاشق ہووے مرنے سے اپنے وہ ڈرے کیونکر
صنم کے ہجر میں رو روکے اپنے دن بھرے کیونکر
بتاؤ میرے دیوانے کے تئیں اب وہ مرے کیونکر
بتاں جو سنگدل ہیں دل میں اُن کے جا کرے کیونکر
مرے مجنوں کے تئیں کرنی پڑی ہے سخت فرہادی

نہیں رہتی ہے ہرگز جان اُس ظالم کے مارے میں
کبھی دیکھا نہیں ہے رحم اُس خونخوار پیارے میں

نہ ہووے کیونکہ دہشت اُس سے یارو دل ہمارے میں
جدا عاشق کے تن سے سر کرے ہے ایک اشارے میں

یہ ابرو سیدی احمد کی ہے گویا تیغ فولادی

نہ اب دل میں مرے ہے شوق ان خوباں کی الفت کا
نہ ہوں مشتاق اس دنیا میں ' تاباں . شان و شوکت کا

سجن سے آشنائی ہے نہیں محتاج دولت کا
لکھا میں چاہتا ہوں ان دنوں دیوان حشمت کا

بہ شرط آنکہ پیدا ہووے کاغذ دولت آبادی

— * —

مخمس

ہو مجھ سے جدا دل کے دکھ پانے کو کیا کہئے
قابو میں ستمگر کے آجانے کو کیا کہئے

یوں سر پہ بلا میرے لے آنے کو کیا کہئے
اس درد و مصیبت کے افسانے کو کیا کہئے

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

ہاتھوں سے کوئی جس کے اب لگ نہ رہا سالم
اُس شوخ سے لگ جانا اس دل کو نہ تھا لازم

ٹک دیکھ تو یہ اپنا بے رحم ہے یارا حم
یہ آہی گیا بس میں یک بارگی ہے ظالم

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

کہتا تھا میں اس دل کو عاشق تو نہ ہو جانا
نقصان ہے یاں جی کا اس پنتھ میں مت آنا

ناحق تو کوئی آفت مت سر پہ مرے لانا
ہر چند کہا اُس کو اُن نے نہ کہا مانا
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

چاہا میں بہت یارو قابو میں رہے یہ دل
پر تھا منا وحشی کا ہوتا ہے بہت مشکل
باتوں کو مری اُن نے جانا کہ یہ ہیں باطل
اُس طفل پریرو پر یہ ہو ہی گیا مائل
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

جوں جوں میں کہا دل کو ہے عشق میں رسوائی
توں توں یہ ہرا دونا کھو عقل کو سودائی
ساتھ اُس کے مرے سر پر ناحق کی بلا آئی
نے تاب ہے اب مجھکو نے صبر و شکیبائی
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

نے چین مجھے دن کو نے رات کو سوتا ہوں
ہر وقت تڑپتا ہوں ہر آن میں روتا ہوں
اوقات عزیز اپنی اس طرح سے کھوتا ہوں
کہہ کہہ کے یہی ہر دم بیتاب میں ہوتا ہوں
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

اس عشق کے کوچے سے جب تک کہ نہ تھا محرم
تب تک تو مجھے ہرگز نے درد تھا کچھ نے غم
اب اپنے اوپر روؤں یا دل کا کروں ماتم
آتا ہے مجھے لیکن افسوس یہی ہر دم

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

جو آہ و فغاں مجکو کچھہ کام نہیں رهتا
هے اشک بهی آنکهوں سے دریا کی طرح بهتا

دل میرے کنے رهتا تو دکهہ کو میں کیوں سهتا
کر چاک گریباں کو پهرتا هوں یهی کهتا

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

هر رات میں روتا هوں فریاد و فغاں کر کر
رومال کو لے مُنهہ پر یا زانو اوپر سر دهر

هے شام غریباں سے هر صبح مجھے بدتر
هر وقت گزرتی هے یہ بات مرے جی پر

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

یارو میں کهوں کیا اب جیسی هے مری خواری
هیں بال بڑے سر کے اور اشک بهی هیں جاری

جیسے کہ لئے مالا هو کوئی جتا دهاری
مل مُنهہ کو بهبوت اپنے جپتا هوں میں هر باری

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

سنتا هوں کهیں یارو جب راگ کی مجلس کو
تب گهر سے میں جاتا هوں مشتاق نهایت هو

قوالوں کی کر منت بے حال هو اور رو رو
کهتا هوں مری خاطر اس وقت یهی بولو

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

اس عشق کا جس کے تئیں آزار لگا ہووے
اُس شخص کا اے یارو کیا حال بھلا ہووے
ہے مجکو یہی زحمت کیا جانئے کیا ہووے
تھا میں تو بھلا چنگا پر اُس کا برا ہووے

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

ہوتی نہیں مجکو اس رنج سے تک فرصت
کیا جانئے ہوی کیسی یکبارگی یہ زحمت
ہے ضعف مجھے یہاں تک جو بات کی نہیں طاقت
پر تو بھی مرے منہہ سے نکلے ہے یہ ہر ساعت

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

آتا ہے مرا غش میں اس ضعف سے جی ہردم
اور نبض بھی جاتی ہے ہاتھوں سے چھٹی ہردم
نرگس کی طرح گردن رہتی ہے ڈھلی ہردم
ہوتی ہے افاقت جب کہتا ہوں یہی ہردم

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

مصراع یقیں سنکر بے تاب ہوا 'تاباں'
آئینہ صفت غم سے رہتا ہے سدا حیراں
ہر ساعت و ہر پل ہے مانند جرس نالاں
احوال وہ اپنے پر کہتا ہے یہ ہو گریاں

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

—*—

مخمس

بیاں میں کیا کروں دیوانگی اپنی کا افسانا
نہ میرا گھر میں جی لگتا ہے نے بھاتا ہے ویرانا
خوش آتا ہے مجھے گلیوں میں سنگ کودکاں کھانا
ارے ناصح عبث ہے یہ ترا بیہودہ سمجھانا
پریرو ہو جدا جس کا نہ ہووہ کیونکہ دیوانا

عبث مت بک نہیں میں مانتا تیرا کہا ناصح
مرے آہ و فغاں کرنے سے بتلا تجکو کیا ناصح
میں اپنے جی سے بھی بیزار ہوں تو مت ستا ناصح
بھلا چاہے تو اپنی آبرو کو لے کے جا ناصح
مجھے بے طرح آتا ہے تری باتوں پہ جھنجھلانا

تو کیوں بیہودہ کہتا ہے نصیحت کے سخن اکثر
سنوں کیونکر تری باتیں کہ میرا حال ہے ابتر
رہوں آرام سے بے یار اے ناصح بھلا کیونکر
کہ میری زندگی اور موت بھی موقوف ہے اُس پر
اگر آوے تو جی جانا* جو اُٹھہ جاوے تو مر جانا

خدا جانے کہ مجھہ پر کیا بلاے ناگہاں آئی
کہ یک باری ہوا میں کھو کے عقل و ہوش سودائی
نہ مجکو تاب و طاقت ہے نہ ہے صبر و شکیبائی
اگر چپ رہوں تو مرتا ہوں و گر بولوں تو رسوائی
نہیں معلوم کیا انجام رکھتا ہے یہ غم کھانا

* (ن) اُٹھنا -

طرح سیماب کے ہے بے قراری روز و شب مجکو
نہیں معلوم فرصت ہووے گی اس دکھہ سے کب مجکو
ستاتا ہے غم اُس ظالم کا آکر جب نہ تب مجکو
پڑے ہیں اپنے جینے کے بھی لالے ہاے اب مجکو

ہوا ہوں ناتواں ایسا کہ نہیں جاتا ہوں پہچانا

مری حیرت کی صورت دیکھہ آئینہ ہوا حیراں
مری فریاد سن سن کر جرس بھی ہے سدا نالاں
مرے افسردہ دل کو دیکھہ کر کملا گئیں کلیاں
مری واسوختگی کو سن کے ہر شب شمع ہے گریاں

مری بیتابیوں کو دیکھہ کر جلتا ہے پروانہ

تڑپنے سے مرے سیماب بھی بیتاب ہوتا ہے
رکی چھاتی مری کو دیکھہ غم سے ابر روتا ہے
مرے شور و فغاں سے رات کو کم کوئی سوتا ہے
مجھے جو دیکھتا ہے اب سو اپنا ہوش کھوتا ہے

مری تدبیر میں عاجز ہیں سارے شہر کے دانا

کوئی کہتا ہے اس کے واسطے فساد * کو لاؤ
کوئی کہتا ہے اس کے حال کو ملاں سے کھلواؤ
کوئی کہتا ہے اس کو قید کر زنداں میں لے جاؤ
کوئی کہتا ہے سایہ ہے اسے سیانے کو دکھلاؤ

کوئی کہتا ہے لاحاصل ہے دیوانے کا غم کھانا

* (ن) فصا -

نگار شوخ فندق زیب کی کر یاد قصابی
گرے ہیں اشک کے قطرے مری انکھیوں سے عنابی

اُسی آئینہ رو بن ہے مجھے اس طرح بے تابی
کہ جو سیماب مالی آب ہووے آدم آبی

لبوں پر یوں ہے جی جیوں مے سے ہو لبریز پیمانا
کبھی آتا ہے جی میں یار کے کوچے میں جا بیٹھوں
کبھی آتا ہے جی میں جا کے کوہ اور دشت میں روؤں
کبھی آتا ہے جی میں کوہکن کی طرح سر چیروں
کبھی آتا ہے جی میں لوٹتے ہی لوٹتے جی دوں
غرض اب ہر طرح سے سوجھتا ہے جان کا جانا

کبھی توڑوں ہوں دیواریں کبھی پھونکوں ہوں میں گھر کو
کبھی پھاڑوں ہوں میں کپڑے کبھی پھوڑوں ہوں میں سر کو
کبھی افیوں منگاتا ہوں کبھی مانگوں ہوں خنجر کو
کبھی تروار نہیں پاتا سو میں ڈھونڈوں ہوں جدھر کو
کبھی سوجھے ہے گر بالائے بام اپنے سے مر جانا

کبھی کہتا ہوں اپنے دل میں تھا میں تو بھلا چنگا
یکایک کیا ہوا مجکو کہ جینا خوش نہیں آتا
کبھی بالیں پہ ہو حیرت زدہ گریاں ہوں میں ایسا
کہ مجکو دیکھ کر حیراں ہوئی ہے صورت دنیا
مری دیوانگی کو دیکھ کر عالم ہے دیوانا

کبھی گھبرا کے اٹھ جاتا ہوں وحشت سے بیاباں میں
کبھی پھرتا ہوں ننگے پاؤں میں خار مغیلاں میں

کبھی چنتا ہوں گلچیں کی طرح تنکے گلستاں میں
کبھی شور و فغاں کرتا ہوں جا جا عندلیباں میں
کبھی جا کنج گلخن میں پٹک کر سر کو پھر آنا

کبھی مسجد میں جا کر پوچھتا ہوں میں کہ اے یارو
بنا اس میکدے کی کن نے کی ہے مجکو بتلاو
نہ یہاں ناقوس ہے نے برہمن ہے کیا سبب کہدو
کبھی منبر کو خالی دیکھہ کر کہتا ہوں حیراں ہو
کہ یہاں بے بت سنگھاسن کیوں ہے یہ کیسا ہے بتخانا

کبھی جا دیر میں میں بوجھہ کعبہ مست ہو کہتا
کہ یہاں تو توڑ بت یار و خدا کا گھر بنایا تھا
سبب کیا ہے کہ اس میں پھر بتہاے ہینگے بت لالا
ارے کعبے کے لوگو تم بھی کافر ہوگئے ہو کیا
کہ تم نے خانۂ مولا کیا ہے پھر صنم خانا

کبھی حال زلیخا سن کے عقل و ہوش کھوتا ہوں
کبھی یعقوب کی تربت کو اشک اپنے سے دھوتا ہوں
کبھی وامق کا سن احوال میں بیتاب ہوتا ہوں
کبھی لگ کر گلے میں گور سے مجنوں کی روتا ہوں
کبھی سنگ مزار کوہکن سے سر پٹک آنا

کبھی راتوں کے تئیں کرتا ہوں گھر میں نالہ و افغاں
کبھی پھرتا ہوں تنہا شہر میں وحشت سے سر عریاں
کبھی ہوتا ہے میرے ساتھہ 'تاباں' مجمع طفلاں
مرے تئیں اس طرح سے دیکھہ کر اب خوار و سرگرداں
کوئی کہتا ہے سودائی کوئی کہتا ہے دیوانا

—*—

(مخمس)

پیر خرد کو مجھ پر ہر چند برتری ہے
سالک جلوں کی لیکن اب میں نے دھن دھری ہے
پر ہر قدم کے اوپر وہاں دل کو تھرتھری ہے
میں نے سنا ہے تجھ میں حد بندہ پروری ہے
اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاہتا ہوں چھوڑوں سب خویش و اقربا کو
یکبارگی اُڑادوں اس شرم اور حیا کو
کانٹوں پہ جاکے رکھوں اپنے برہنہ پا کو
مانع ہے عقل میری پر میرے مدعا کو
اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاہتا ہوں کھودوں دنیا سے نام مجنوں
لوں ملک میں میں اپنے ہے جس قدر کہ ہاموں
اور کوہ بے ستوں کو ٹکروں سے جاکے توڑوں
پر عقل چاہتی ہے ہرگز نہ ہو یہ مفتوں
اے عشق پیرو مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاہتا ہوں آنسو آنکھوں سے اب بہاؤں
اتنے کہ جس میں سارے عالم کے تئیں ڈوباؤں
کئی نیزے عرش پر بھی پانی کے تئیں چڑھاؤں
پر بے مدد میں تیری قدرت کہاں سے پاؤں
اے عشق پیرو مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاہتا ہوں رشتہ الفت کا سب سے توڑوں
مجنوں کی طرح جاکر صحرا سے دل کو جوڑوں

یا یار کی گلی میں پتھروں سے سر کو پھوڑوں
کہتی ہے عقل لیکن ہرگز نہ تجھ کو چھوڑوں

اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاہتا ہوں سیکھے مجھ سے فغاں کو بلبل
ٹکڑوں سے میرے دل کے دامن بھرے ہر اک گل
آشفتگی سے میری شرمندہ ہووے سنبل
اور چاہتا ہوں مجھ سے ہو عقل دور بالکل

اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاہتا ہوں جی سے 'تاباں' ہوا ہے رسوا
ہر دشت ہر گلی میں پھرتا ہے بے سروپا
ہوں میں بھی عاشقی میں مشہور خلق ایسا
تا حشر میرے اوپر احسان رہے گا تیرا

اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

— * —

مسدس

خوباں میں جس کو چاہوں کہ بحر علوم ہو
اور اُس کے علم و حلم کی عالم میں دھوم ہو
لوگوں کا درس دینے کو اُس کے ہجوم ہو
لیکن زبس نصیب ہی اپنا جو شوم ہو
بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

— * —

خوباں تو کیا ہیں جس کے تئیں آشنا کروں
گھر بار اپنا نام پر اُس کے فدا کروں

ہردم میں بات اُس کے بھلے کی کہا کروں
آخر کو اُس کے منہہ سے برا ہی سنا کروں

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

— ٭ —

اسباب دنیوی کا جو عمدوں سے کر تپاک
ہو جاوں پھرتے پھرتے اسی سعی میں ہلاک

تاگا بھی اک نہ دیں جو سیوں پیرہن کا چاک
سونے پہ ہاتھ ڈالوں تو ہوجاوے وہ بھی خاک

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں میں عندلیب قفس میں تو بوم ہو

— ٭ —

ساقی سے مے کو مانگوں تو ہرگز نہ دے جواب
ہو جاے آب گرم جو پاوں کہیں شراب

بیٹھوں جو ابر میں تو نکل آے آفتاب
میرے قدم سے بحر بھی ہوجاوے سب سراب

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں میں عندلیب قفس میں تو بوم ہو

— ٭ —

تاباں جو چاہوں دید کروں ماہتاب کی
ہو جاے ہر طرف سے سیاہی سحاب کی

مدت سے سیر کرکے میں ہر اک کتاب کی
سودا کی ایک بہت یہی انتخاب کی

بوویں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں میں عندلیب قفس میں تو بوم ہو

—*—

(مسدس)

کب تک سہوں میں جور ترا اے فلک بتا
نالاں ہی تیرے ہاتھہ سے رہتا ہوں میں سدا
حاصل کبھی نہ تجھہ سے ہوا دل کا مدعا
کس سے کہوں میں اپنی مصیبت کا ماجرا
شاکی ہیں میری طرح ترے ہاتھہ سے سبھی
راضی سنا نہ کوئی ترے دور میں کبھی

—*—

تنہا کوئی ترا ہی نہیں اے فلک ستم
پہنچے ہے دل کے ہاتھہ سے بھی مجھکو درد غم
مجھکو تمام عمر رہا محنت و الم
لیکن ہے اس سبب مجھے تجھہ پر بہت بھرم
یعنی کہ تو ہے دشمن دانا چو آسیا
گردش میں تیری جو کوئی آیا سو پس گیا

—*—

شکوا ترا اگرچہ قیامت تلک کروں
نزدیک اپنے تو بھی میں سے چرخ کم کروں

جور و جفا سے تیرے مرا دل ہوا ہے خوں
شاکی میں تیرے ہاتھہ سے اب کس طرح نہ ہوں

تو نے کبھی نہ شاد رکھا ہاے دل مرا
نالاں ہی تیرے ہاتھہ رہا ہاے دل مرا

— * —

نالے سے ایک دم نہیں فرصت مرے تئیں
رہتا ہوں غم سے یار کے ہر وقت میں حزیں

رونے سواے اور مجھے کام کچھہ نہیں
لوگوں کو میرے جینے کا ہرگز نہیں یقیں

عاجز ہو کیوں نہ نبض کے تئیں دیکھہ کر طبیب
پہنچا ہوں اُس کے ہجر میں میں مرگ کے قریب

— * —

پاتا نہیں ہوں ہاے کوئی ایسا دوستدار
جو آکے درد و غم میں ہووے میرا غمگسار

اس دہر میں تو کوئی کسی کا نہیں ہے یار
روتا ہوں اپنے حال پہ اپنے میں زار زار

اس بیکسی کو جاکے کہوں کس سے میں غریب
بیکس ہی مجکو حق نے بنایا تھا یا نصیب

— * —

یا رب شتاب حادثۂ غم سے تو چھڑا
فریاد رس سواے ترے کوئی نہیں مرا

مجکو پھر اب کی بار تو اُس یار سے ملا
کب تک میں اُس کے غم میں رہوں ہاے مبتلا

اب تو نہ دل کو تاب ہے میرے نہ صبر ہے
جینا بغیر یار کے حد مجھہ پہ جبر ہے

—*—

اس زندگی کے بیچ بجز غم نہیں حصول
ہے مرگ ایسے جینے سے میرے تئیں قبول
رہتا ہوں غم سے یار کے ہر آن میں ملول
اٹھتی ہے اُس کے درد کی ہر وقت دل میں سول
کب تک رہوں فراق میں نالاں و سینہ چاک
اس دکھہ سے ایک روز میں ہو جاؤں گا ھلاک

—*—

جس کا جدا ہو یار اُسے کیونکہ کل پڑے
آہ و فغاں سوا وہ کہو اور کیا کرے
رو روکے اپنی عمر کے کب تک وہ دن بھرے
ھاتھوں سے ان دکھوں کے کہو کیوں نہ وہ مرے
ناچار اب تو جی میں یہ آتا ہے کیا کروں
اک روز گھول زھر کے تئیں پی کے سو رھوں

—*—

'تاباں' خدا کرے کہ وہ کافر ترا صنم
آوے شتاب سے تو ترا درد ہو یہ غم
کھینچا ہے تو نے ھجر میں اُس کے بہت الم
لیکن میں جانتا ھوں کرے گا خدا کرم

مایوس محض ہو جیو مت وصل یار سے
کوئی دن کو پھر وے عیش ہیں اور ہیں وہی مزے

— * —

(ترکیب بند)

ہر بن مو کے تئیں اپنی زبان کرتا ہوں
وا طرح غنچہ کے اب اپنا دھاں کرتا ہوں

راز مخفی کو میں اب سب میں عیاں کرتا ہوں
ماجرا سوز دل اپنے کا بیاں کرتا ہوں

گلۂ جور و جفا ہاے بتاں کرتا ہوں
جس مصیبت سے سدا شور و فغاں کرتا ہوں

اُس مصیبت سے میں بلبل کی طرح ہوں نالاں
اپنے احوال کو کرتا ہوں اب اول سے بیاں

— * —

جب تلک ہم تھے عدم میں ہمیں کچھ ہوش نہ تھا
جانتے کب تھے کہ دنیا میں مزے ہیں کیا کیا

یہاں جب آے تو لگی یہاں کی ہمیں اور ہوا
وہ جو عالم تھا سو یک بار سبھی بھول گیا

یہ بھی معلوم نہیں اب کہ عدم تھا کیسا
ہم کو یہاں آکے ہوا عشق بتاں کا سودا

جانتے نہیں کہ خدا کون ہے اور ہم کیا ہیں
یا مسلمان ہیں یا گبر ہیں یا ترسا ہیں

— * —

جب سے معلوم ہوئی ہم کو وفاداریٔ عشق
دل ہمارے کو ہوئی تب سے گرفتاریٔ عشق

نہیں ممکن کہ ہووے دور یہ بیماریٔ عشق
آہ ہوتی ہے نپٹ سخت گرانباریٔ عشق

ہے مرا کام کہ سہتا ہوں جفاکاریٔ عشق
حق کسی کے نہ نصیبوں میں کرے خواریٔ عشق

ہائے رے ہائے اذیت ہے ترے دل کی چاہ
اس بلا سے رکھے محفوظ ہر اک کو اللہ

— * —

میرے دل میں تو نہ تھا عشق کا زنہار خیال
لیکن آیا جو نظر ایک پریرو کا جمال

اُس کے پیچھے میں تجا گھر کو لٹایا زر و مال
خاک مل منہہ کو پھرا دشت میں مجنوں کی مثال

اس خرابی سے ہوا میرے تئیں اُس کا وصال
اب وہ پھر روٹھہ گیا ہائے پڑا کیا جنجال

ہجر میں اُس کے مرے دل کو نہیں ہے آرام
یار تو روٹھہ گیا مفت ہوا میں بدنام

— * —

چھوڑ تنہا مجھے وہ شوخ گیا ہے ظالم
مجھہ سے لڑ غیر سے اب جا کے ملا ہے ظالم

کچھہ نہ کی اُن نے مرے ساتھہ وفا ہے ظالم
دل مرا لے کے ہوا مجھہ سے جدا ہے ظالم

اُس بن اب حال برا ہیگا مرا ہے ظالم
مفت میں غم کا گرفتار ہوا ہے ظالم

میں اگر جانتا تو پیار نہ کرتا ہرگز
سب سے ملتا نہ اُسے یار نہ کرتا ہرگز

— * —

سیم تن زر کے لئے ربط موا کھوتا ہے
درد کا تخم عبث دل میں میرے بوتا ہے

ہاتھہ اخلاص و محبت سے مرے دھوتا ہے
غیر کے ساتھہ میرے سامنے وہ سوتا ہے

ہاے اخلاص زمانے میں یہی ہوتا ہے
کہ ہنسے کوئی کسی ساتھہ تو پھر روتا ہے

اس توقع پہ مرے کوئی کسی پر کیونکر
آپ کو خوار کرے کوئی کسی پر کیونکر

— * —

مل چکے سب سے کوئی ہم نے نہ پایا ایسا
کہ وہ گلرو ہووے اور اس میں ہو ٹک بوے وفا

جس کو دیکھا وہ ستمگر ہے جفا جو ہے بڑا
سب کے اخلاص کو اس واسطے ہم ترک کیا

لیکن افسوس یہ ارمان سدا جی میں رہا
کہ کوئی یار ہو ایسا جو نہ ہو مل کے جدا

سو تو یہاں کوئی نہیں یار کہو کیا کیجے
ہم بھی اب سب سے ہیں بیزار کہو کیا کیجے

— * —

یہاں کے پیارے تو ہیں سب شوخ یہ ہیں کس کے یاو
اس لئے عشق سے کرتا ہوں میں اُن کے انکار
اب کے معشوقوں کو ہے شوق الٰہی سرشار
تنگ جامے کو پہن سج کے سجیلی دستار
چبھہ جھبی پانوں میں کمخواب کی پھڑکا کے ازار
سب کے تئیں جاکے تراتے ہیں دکھاتے ہیں بہار
لالچی ایسے کہ جس پاس سنے زر کی بو
جا تھریں پہلے تو پیچھے ہو جو کچھ اُن پہ سو ہو

— * —

سب کے تئیں دیکھہ لیا سب سے ملے ہم یارو
من ہرن ہم سے سب آخر کو کئے رم یارو
کر چکے سیر ہر اک طرح کا عالم یارو
جتنے معشوق ہیں ہے سب میں وفا کم یارو
ہم کو اس بات کا رہتا ہے سدا غم یارو
کہ نہیں ہاے کوئی مونس و ہمدم یارو
اب تو آتی ہے یہی لہر ہمارے جی میں
غرق دریا میں کریں ان کو بٹھا کشتی میں

— * —

ہاے رے ہاے مرے ساتھہ کوئی یار نہیں
گلبدن بہت سے ہیں پر کوئی غمخوار نہیں
حیف کوئی دل کا غریبوں کے خریدار نہیں
دلربا سب ہیں ولے ایک بھی دلدار نہیں
کوئی دلبر نہیں ایسا دل آزار نہیں
عشق اب دل کا مرے دل میں بھی زنہار نہیں

پر مجھے صبر نہیں آہ کہو کیجے
کوئی پایا نہیں دلخواہ کہو کیا کیجے

— * —

دکھہ کہوں کس سے وہ غمخوار مرا روٹھہ گیا
چھوڑ کو دلبری اور پیار مرا روٹھہ گیا

نہیں معلوم کہ کیوں یار مرا روٹھہ گیا
کیا کیا میں کہ دل آزار مرا روٹھہ گیا

بے گنہ مجھہ سے ستمگار مرا روٹھہ گیا
دل کو لے میرے وہ دلدار مرا روٹھہ گیا

مجکو اُس بن کسی دلبر سے سروکار نہیں
اُس سوا کوئی مرے دل کا خریدار نہیں

— * —

ہاے میں حال دل اپنے کا سناؤں کس کوں
سوز کہہ اس دل سوزاں کا جلاوں کس کوں

بیکسی پر دل محزوں کی رلاؤں کس کوں
عشق کے داغ کے تئیں جاکے دکھاؤں کس کوں

سب مرے حال سے غافل ہیں جتاؤں کس کوں
کوئی پاتا نہیں میں دوست بتاؤں کس کوں

کس سے میں جاکے کہوں ہاے اس اس دل کی طرح
ھجر میں یار کے تڑپے ھے یہ بسمل کی طرح

— * —

کون ھے دوست مرا کس سے میں احوال کہوں
کب تلک ھجر میں اُس شوخ کے خاموش رہوں

جی میں آتا ھے کہ بیرحم کو نامہ میں لکھوں
اور بیاں اُس میں کروں اپنا میں سوداو جنوں

جب کہ احوال دل اپنے کا میں سب ختم کروں
کر کے قاصد میں صبا ھاتھہ صبا کے بھیجوں

کیونکہ کوئی دوست نہیں اور جو نامہ میرا
جاکے اُس یار دل آزار کے تئیں دیوے گا

—*—

الف آہ کا میں کرکے قلم ھے کی دوات
جاے کاغذ کے کروں لے کے حنا کا میں پات

روشنی چشم کی سے تب میں لکھوں حال کی بات
کروں قاصد میں صبا کیونکہ چلے ھے دن رات

جلد پہنچاے گی نامہ کو مرے یار کے ھات
تب تو بخشے گا وہ تقصیر مری ھوگی نجات

پس میں لکھتا ھوں اب احوال دل زار کے تئیں
اے صبا جلد تو پہنچائیو اُس یار کے تئیں

—*—

اے گل باغ دل اے سر وقد خوش رفتار
گلبدن غنچہ دھن چشم سیہ مہ رخسار

گلشن حسن میں اے شوخ تجھی سے ھے بہار
گل سے چہرے پہ ترے مجھہ سے فدا ھینگے ھزار

عرض کرتا ھوں یہ خدمت میں تری کھو کے قرار
کہ ترے ھجر میں بے تاب ھوں میں لیل و نہار

نہ مجھے تاب فغاں ہے نہ مجھے طاقت صبر
زندگانی بھی جدائی میں تری ہوئی ہے جبر

— * —

ہائے رے ہائے مجھے تو نے بھلایا اک بار
حیف صد حیف دل آزار ہوا تو دلدار

چھوڑ کر میرے تئیں جا کے ہوا غیر کا یار
نہ مرے ساتھ رکھا ربط نہ اخلاص نہ پیار

کیا مروت یہی دنیا میں ہے اے رشک بہار
میں اگر جانتا تجکو کہ تو ہیگا عیار

تو تیرے ہاتھ میں اس دل کو نہ دیتا ہرگز
اور اس درد و الم غم کو نہ لیتا ہرگز

— * —

ڈھونڈتا تجکو ہر اک کوچہ میں جاتا ہوں میں
سر پہ من مانتی وہاں خاک اُڑاتا ہوں میں

نام لے لے کے ترا تجکو بلاتا ہوں میں
گھر بگھر شور و فغاں جا کے سناتا ہوں میں

سب کے تئیں داغ دل اپنے کا دکھاتا ہوں میں
اپنے احوال پہ ہر اک کو رلاتا ہوں میں

پر ترا کھوج بھی معلوم نہیں کچھہ ہوتا
اک دن یوں ہی میں مر جاوں گا روتا روتا

— * —

اب تو ملنے سے ترے میں بھی قسم کھاوں گا
گرچہ یوسف ہووے تو تو بھی نہ پھر چاھوں گا

تیرے ملنے سے سوا دکھہ کے میں کیا پاوں گا
بلک اس شہر کو بھی چھوڑ نکل جاوں گا

اور معشوق کسی ملک سے لے آوں گا
پر اگر اُس میں بھی تک بوے وفا پاوں گا

ورنہ پھر اور کا بھی نام نہ لوں گا ھرگز
دل کے تئیں ھاتھہ سے اپنے میں نہ دوں گا ھرگز

— * —

جی میں آتا ھے کہ کر چاک گریباں کے تئیں
شہر کو چھوڑ نکل جائیں بیاباں کے تئیں

آگ دے پھونک دیویں یہاں کے گلستاں کے تئیں
غرق پانی میں کریں شہر کے خوباں کے تئیں

ھو تو برباد دیویں تخت سلیماں کے تئیں
خاک مل منہہ کو چلے جائیں گے اب وھاں کے تئیں

کہ جہاں جائیں تو پھر کھوج نہ ھووے معلوم
اور بستی کی طرف جاکے مچاویں پھر دھوم

— * —

اب کی باری تو مرے پاس تو آجا قاتل
دل میں حسرت جو مرے ھے سو مٹا جا قاتل

یعنی تو کھینچ کے تلوار لگا جا قاتل
خاک اور خوں میں مجھے لے کے ملا جا قاتل

مجکو جھگڑے سے ہمیشہ کے چھڑا جا قاتل
پھر ملا کیجیو غیروں سے تو جا جا قاتل

میں تیرے ہاتھہ سے اب حد ہی بتنگ آیا ہوں
جی میں ہے اپنے ہی ہاتھوں سے کروں اپنا خوں

—*—

کون سا رنج ہے جو میں نے نہیں پایا ہے
کس بلا کو تو مرے سر پہ نہیں لایا ہے

میں نے ظالم ترے ہر ظلم کا غم کھایا ہے
کُشتنی تو نے غرض مجکو تو ٹھہرایا ہے

میں بھی راضی ہوں اگر جی میں یونہی آیا ہے
پر مجھے اب مرے 'تاباں' نے یہ سمجھایا ہے

کہ کہے میں ہو جو کوئی اپنے وہی یار بھلا
نہیں تو عشق سے اُس شوخ کے انکار بھلا

—*—

تضمین بر غزل حافظ

ہر وقت وہر آن ہر گاہ و بیگاہ
پیتا ہوں مے اپنے دلبر کے ہمراہ

بوسے بھی دیتا ہے ہر لحظہ وہ ماہ
عیشم مدام است از لعل دلخواہ

کارم بکام است الحمد لِلّٰہ

—*—

بھڑکی اس وقت الفت کی آتش
بیٹھا ہے لے یار جام منقش

کوئی غیر نہیں پاس بے غل و بے غش
اے بخت سر کش تنگش بہ بر کش

گھہے جام زر کش گھہے لعل دلخواہ

— * —

ناصح کی جو ہم کو بھاتی نہ تھی پند
کہتا تھا وہ ہم کو سمجھا کے ہر چند
تھے میکدے سے بھی ہم بسکہ خورسند
مارا بہ مستی افسانہ کردند

پیران جاہل شیخان گمراہ

— * —

کیا جانے آئی ہے کیسی یہ آفت
ہوئی ہجر کی رات روز قیامت
نہیں غم سے یک لحظہ ہم کو فراغت
جاناں چہ گوئیم شرح فراقت

چشمے و صد نم جانے و صد آہ

— * —

ہے چاندنی رات لے جام در دست
آیا ہے گلشن میں تو ہو کے بد مست
ہو گئی ہے پامال گلزار یکدست
کافر مبیناد ایں غم کہ دیداست

از قامتت سرو از عارضت ماہ

— * —

ہم میکدے کے ہیں مدت سے ساجد
ہم شیشۂ مے کو رکھتے ہیں شاہد

زاہد ہے مکار جھوٹا ہے عابد
کردیم توبہ از قول زاہد

وز فعل عابد استغفراللہ

— * —

ہر روز ہر رات کہتے نہ تھے ہم
خوباں کے ملنے کو تاباں تو کر کم

کھاتا ہے اب تو ہر وقت کیوں غم
حافظ نمی شد رسواے عالم

گر گوش می کرد پند نکو خواہ

— * —

تضمین دیگر بر غزل حافظ

وہ کہ ہے جس سے ہر اک مذہب و ملت کی شکست
باعث فتنۂ آفاق ہوا روز الست

دشمن دین و بد آئین و بت بادہ پرست
زلف آشفتہ و خوی کردہ و خنداں لب مست

پیرہن چاک و غزلخواں وصراحی در دست

— * —

چین بہ ابرو ہوے عالم کا کئے خون رواں
آستیں بر زدہ آلودہ لہو میں داماں

اور لیے تیر و سناں ساتھ سپاہ مژگاں
نرگسش عربدہ جو ولبش افسوس کناں
نیم شب دوش ببالین من آمد بنشست

— * —

میں تو رہتا تھا سدا ہجر میں اس کے غمگیں
خواب و خور راحت و آرام نہ تھا میرے تئیں
شامت بخت سے لگ گئی تھی مری آنکھہ وہیں
سر فرا گوش من آورد وبہ آواز حزیں
گفت کاے عاشق شوریدۂ من خوابت ہست

— * —

زاہد بیہودہ گو مجکو عبث دے ہے تو پلد
عقل کوتہ ہے تری گو ترا شملا ہے بلند
چشم خونخوار سیہ مست کروں کیوں نہ پسند
عاشقے را کہ چنیں بادۂ شبگیر دہند
کافر عشق بود گر نہ بود بادہ پرست

— * —

لائے بادہ سے بنایا ہے ہمارا یہ خمیر
ہم اگر مست رہیں مے سے نہیں کچھہ تقصیر
موج صہبا ابھی کرتی ہے تجھے آ زنجیر
برو اے زاہد وبردرد کشاں خوردہ مگیر
کہ نہ دادند جز ایں تحفہ بما روز الست

— * —

جس طرح تجکو خوش آتی نہیں صہبا کی شمیم
اس طرح ہم کو بھی بھاتی نہیں جنت کی نسیم

روز محشر کا بتاتا ہے عبث ہم کو تو بیم
آنچہ او ریخت بہ پیمانہ و مانوشیدیم

اگر از خمر بہشت است و راز بادۂ مست

— * —

مہ نوعید کا تاباں شب مہتاب و بہار
بارش ابر لب جوی و ہوائے گلزار

گریۂ شیشہ و آوازِ نے و بین و ستار
خندۂ جام مے و زلف گرہ گیر نگار

اے بسا توبہ کہ چوں توبۂ حافظ بشکست

— * —

تضمین دیگر بر غزل حافظ

ہوائے عشق میں اسباب لٹ گیا سارا
ملا یہ ہم کو نشیمن ہوے جب آوارا

کہ خاک دشت کی بستر ہے تکیہ ہے خارا
صبا بہ لطف بگو آں غزال رعنارا

کہ سر بکوہ بیاباں تو دادۂ مارا

— — —

چمن چمن جو میں اس کے دھن کا وصف کیا
کلی کلی کا جگر سن کے لخت لخت ہوا

دیا ہے بوسۂ جاں بخش یار نے بھی صلا
شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا

تفقدے نہ کند طوطی شکر خارا

— * —

ہمیشہ باغ میں سنتا ہوں نالۂ بلبل
نہ ہووے کیونکہ مجھے پیچ و تاب جوں سنبل
ہزار حیف نہیں داد عاشقاں بالکل
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گُل

کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

— * —

تو زلف و خال دکھا سب کو مت لبھایا کر
رہے گا اس کا گرفتار کوئی سدا کیونکر
تجھے میں بات سناتا ہوں فہم ہوئے اگر
بخلق و لطف تواں کرد صید اہل نظر

بہ دام و دانہ نہ گیرند مرغ دانا را

— * —

صبا اگرچہ تجھے دے وہ شوخ دکھلائی
جوان دنوں میں ہوا ہے بہت تماشائی
ادب سے کہیو کہ کہتے ہیں تیرے سودائی
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

بیاد آر حریفانِ بادہ پیما را

— * —

ہر ایک گل ہے محبت میں تیری چاک بجیب
تری کمر کا تصور ہے سیر عالمِ غیب

بجا ہے حق میں جو عاشق کہے ترے لاریب
جز ایں قدر نتواں گفت در جمال تو عیب

کہ خال مہر و وفا نیست روئے زیبا را

— * —

عیاں ہے تاباں راز نہفتۂ حافظ
غذائے روح ہے شعر شگفتۂ حافظ

سبھی ہیں خوب گہر ہائے سفتۂ حافظ
در آسماں چہ عجب گر ز گفتۂ حافظ

سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

— * —

تضمین بر غزل مظہر

رحم اس بے رحم کے جی میں نہیں آتا ہنوز
روز اُٹھ کر میرے تئیں دیتا ہے وہ ایذا ہنوز

قتل کو میرے بہانا ڈھونڈتا ہے گا ہنوز
شد خطاو سبز و دارد رنجش بیجا ہنوز

میچکد مانند طوطی خوں ازاں لبہا ہنوز

— * —

میں تو رہتا تھا ہمیشہ بادۂ گلگوں سے مست
رات دن میرا ہی تھا ہر میکدے میں بند و بست

اب تمہارے ہاتھہ سے اے زاہد ِ ن خود پرست
توبہ خود کردم ولے ذوق شرابم در سراست

در نگاہ شوق می بوسم لب مینا ہنوز

— * —

دیکھہ رخ بلبل کے دل سے عشق گل جاتا رہا
فاختہ نے دیکھہ قد، چھوڑا تماشا سرو کا

سرو بھی پامال سایہ کی طرح سے ہو گیا
یک سحر در سیر گل وا کردۂ بند قبا

میرود بر باد در گلشن گریبا نہا ہنوز

— * —

مر گئے ہیں آرزو میں جس کی رو رو اے نسیم
اب تلک بھی ہائے اس گل کی نہیں آتی شمیم

گور میں ہم حشر تک نالاں ہیں در امید و بیم
در امید وعدۂ دیدار از بس مردہ ایم

بوئے جاں می آید از خاک مزار ما ہنوز

— * —

اب تلک غافل ہے میرے حال سے وہ خود پسند
کر دیا راہوں کو میری اشک کے سیلوں نے بند

آہ نے میری لگائی ہے فلک تک جا کمند
گرد باد سرمہ شد صد بار زیں صحرا بلند

چشمت از روز سیاہ ماست بے پروا ہنوز

— * —

بسکہ رہتا تھا ہمیشہ مجکو گھیرے اس کا غم
نالہ و فریاد سے فرصت نہیں تھی ایک دم
تھا مگر تقدیر میں میری لکھا درد و الم
مردہ ام اما بسان برق و باراں بر سرم
آہ و اشک آید فرود از عالم بالا ہنوز

— * —

میں نے اب تک اس سا کوئی دیکھا نہیں ہے بیقرار
رات دن آنسو چلے جاتے ہیں جسؔ کے زار زار
ہائے تاباں کیا نہیں ہوتی ہے قدر دلفگار
نالہ موزوں میکند عمریست لیکن پیش یار
ہست مظہر در شمار شاعراں گویا ہنوز

— * —

تظمین دیگر بر غزل حافظ

میکدے میں میں گیا چھوڑ حرم تا بہ کنشت
کون ہے تو کہ کہے مجکو ترے فعل ہیں زشت
خوب میں لائق دوزخ ہوں تجھی کو ہو بہشت
عیب رنداں مکن اے زاہد پاکیزہ سرشت
کہ گناہ دگرے بر تو نخواہند نوشت

— * —

گو مجھے دختر رز کی ہے شب و روز تلاش
یا میں طفلان پریرو کے تئیں چاہوں فاش

سخت حیراں ہوں کہ کیوں مجھ سے ہے تجکو پرخاش
من اگر نیکم و گر بد تو برو خود را باش
هر کسے آں درود عاقبت کار کہ کشت

— * —

ہے کوئی بت کا پرستار کوئی بادہ پرست
کوئی کعبے کا مطوف ہے کوئی جام بدست
کوئی مدہوش یہاں آج کوئی مست الست
همه کس طالب یارند چه هشیار و چه مست
همه جا خانهٔ عشق است چه مسجد چه کنشت

— * —

نیک اور بد کی مجھے اپنے نہیں کچھ پروا
میں سلامت رہوں اور پیر خرابات مرا
گو مجھے یا تو نہ فردوس میں رکھلے دے خدا
سر تسلیم من و خاک در میکدہ ہا
مدعی گر نہ کند فهم سخن گو سر و خشت

— * —

تو بدوں میں جو مرے نام کو کرتا ہے مثل
تجکو معلوم ہے کب آج کہ کیا ہوگا کل
شیخ ہر ایک کا عقدہ ہے کہاں تجھ پر حل
نا امیدم مکن از سابقهٔ روز ازل
تو چه دانی که پس پرده که خوب است و که زشت

— * —

شیخ رکھتا تھا عبادت سے زبس میرا نفس
خوش کیا ساغر مے چھوڑ کے کوثر کی ہوس

اب سمجھتا ہوں ترے سبزۂ فردوس کو خس
نہ من از خانۂ تقویٰ بدر افتادم و بس

پدرم نیز بہشت ابد از دست بہشت

— * —

اس زمانے کی زبس بخل سے ہوئی ہے بنیاد
ایک خوش ہو تو نہ ہو دوسرا اس سے دلشاد

ربط ظاہر میں بہت دل میں بھرے بغض و عناد
گر نہادت ہمہ ایں است زہے نیک نہاد

ور سرشتت ہمہ ایں است زہے نیک سرشت

— * —

روز محشر کو خدائے دو جہاں عز و جل
وقت بخشش کے نہ پوچھے گا بد و نیک عمل

اپنا احوال ہے معلوم کسے بعد اجل
بر عمل تکیہ مکن خواجہ کہ در روز ازل

تو چہ دانی قلم صنع بنامت چہ نوشت

— * —

صرف کر سیر و سیاحت میں سدا لیل و نہار
دل میں زنہار نہ رکھ تو خطر روز شمار

دیکھ اس گلشن ہستی میں ہر اک گل کی بہار
باغ فردوس لطیف است و لیکن زنہار

تو غنیمت شمر این سایۂ بید و لب کشت

— * —

خوب ہے میکشی اور شغل مئے گلفامی
دکھہ تو پھر تا قدم اس رہ میں نہ کامی کامی
کل ہی کرتا تھا نصیحت تجھے تاباں نامی
حافظا روز اجل گر بکف آری جامی

یکسر از کوے خرابات بر ندت بہ بہشت

— * —

تضمین دیگر بر غزل مظہر

سینۂ گل چاک از نالۂ زار منست
سوز بلبل در گلستاں شرح گفتار منست
نرگس تصویر لعل چشم بیدار منست
گریہ دریا کردۂ مژگان خونبار منست

سیل غم از خانہ پردازان دیوار منست

— * —

اپنے روز و شب کا تجھہ سے کیا کہوں میں ماجرا
روز میرا ہے شب بیمار سے بدتر سدا
صبح میری نے خجل شام غریباں کو کیا
شام من پروردہ در آغوش صبح فتنہ زا

روز محشر قرۃ العین شب تار منست

— * —

ہے زباں قاصر مری میں کیا کروں شکر ستم
کیوں نہ ہوں خوش وقت ہے افزود ہر دم میرا غم
ہے مرے احوال پر اللہ کا فضل و کرم
می نوازد عشق او ہر دم بدارد تازہ دم
ایں نوازش ہا فزوں از قدر مقدار منست

— e —

قطرۂ صہبا کا پینا ہے مرے نزدیک سم
قلقل مینا کا مجکو شور خوش آتا ہے کم
منتشر میرے حواسوں کو کرے سیر ارم
ایں کہ نتوانم کہ دور از یاد گل را بو کنم
شمۂ از بے دماغی ہائے بسیار منست

— * —

فرقۂ اہل جفا کا چاہنا ہوتا ہے بد
ہے یہ میری بات حق میں ہوشمندوں کے سند
عاشق ہر ماہرو مانند تاباں ہوں میں کد
آں صنم را بندۂ مظہر کہ رام من شود
آنکہ با من باز بفروشد خریدار منست

— * —

تضمین

میں تیرے عشق سے از بس کہ کفر میں آیا
طریق مسجد و بت خانہ ایک سا بوجھا
تمام خلق نے مشہور ملحدوں میں کیا
دیا ہے قتل کا قاضی نے بھی میرے فتوا

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز برسر بام آکه خوش تماشا یسئت

—*—

جہاں میں اب تو مری عاشقی کا شور ہوا
حیا و شرم گئی صبر و ننگ دور ہوا
جنوں کا دوست ہوا دشمنی شعور ہوا
جفا کے سنگ سے شیشہ بھی دل کا چور ہوا
خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد
دلے نہ ماند کہ دیگر شکست بردارد

—*—

زبسکہ اشک نے کی تیرے غم میں طغیانی
یہ میری چشم کی کشتی ہوی ہے طوفانی
زمیں سے لے کے پھرا آسماں تلک پانی
نہیں کوئی کہ کرے ایسی اشک افشانی
منم کہ چشم و دل د جلہ آفریں دارم
نم سحاب و ترشح در آستیں دارم

—*—

ہوا نہیں ہے کوئی مجھہ سے عشق میں بہتر
نہیں ہے قیس کہ وہ چومتا قدم آکر
مجال کیا ہے کہ فرہاد مجھہ سے ہو سربر
کسی میں شور جنوں کی نہیں ہے بات مگر

منم کہ گوش فغاں بر لب خموش منست
خروش محشر ما بیش خیز جوش منست

— * —

ہر ایک گھر میں میں سنتا ہوں شور و افغاں کو
میں دیکھتا ہوں المناک ہر مسلماں کو

نہیں ہے شغل بھی پتھروں کا آج طفلاں کو
کیا ہے تونے مگر قتل اپنے 'تاباں' کو

چہ شُدکہ از ہمہ جا بوے درد می آید
زہر کہ می شنوم آہ سرد می آید

— * —

تضمین

نازک اندام تجھے دیکھ ہوا میں مفتوں
عقل اور ہوش کو کھو نام رکھایا مجنوں

زور پھبتی ہے ترے بر میں قبائے گلگوں
اس کے تئیں جھوٹ تو مت جان میں سچ کہتا ہوں

شمع گر با تو کند دعوے نازک بدنی
کُشتنی سوختنی باشد و گردن زدنی

— * —

سب سے میں تیرے لیے رشتۂ الفت توڑا
تجھ سے بیرحم سے میں آن کے دل کو جوڑا

سر کو پتھروں سے ترے کوچہ میں جا جا پھوڑا
ہو کے وحشی میں ترے عشق میں سب کچھ چھوڑا

دین و دنیا همه برباد شد از دیدن تو
هیچ کافر نه کند میل پرستیدن تو

— * —

جی کو بن دیکھے ترے ایک گھڑی چین نہیں
دل بھی اس درد سے رہتا ہے نہایت غمگیں
رو رو آنکھوں نے ترے شوق میں ترکی ہے زمیں
ڈر کے تک اپنے خدا سے تو بتا میرے تئیں

صنما در غم عشق تو چه تدبیر کُنم
تا بکے در غم تو نالهٔ شبگیر کُنم

— * —

آشتابی کہ ترے عشق میں اب مرتا ہوں
تاب جینے کی نہیں عمر کے دن بھرتا ہوں
جور اور ظلم سے تیرے میں بہت ڈرتا ہوں
اپنے احوال کی کچھ عرض نہیں کرتا ہوں

گرچه از آتش دل چوں خُم مے درجوشم
مُہر برلب زده خوں میخورم و خاموشم

— * —

میں نے چاہا تھا ترے عشق میں ہو کر مجنوں
چھوڑ بستی کے تئیں جا کے بساؤں ہاموں
مجھکو یاروں نے جو دیکھا کہ ہوا اس کو جنوں
لے کے زنداں میں کیا قید میں اب کس سے کہوں

کار رسوائی من حیف بہ 'تاباں' نرسید
نارسا طالع خاکی کہ بداماں نرسید

— * —

کس سے میں جا کے کہوں کون مری دیوے داد
عمر جاتی ہے مری ہجر میں تیرے برباد

جب سے تو جاتا رہا دل پہ مرے کر بیداد
تب سے کرتا ہوں اسی بیت کو کر کر فریاد

اے صبا نگہتے از خاک رہ یار بیار
ببر اندوہ دل و مژدۂ دیدار بیار

— * —

یہ جو 'تاباں' ہے ترا سوختہ دل تجھ پہ فدا
کونسا رنج ہے جو تونے نہیں اس کو دیا

روز و شب فکر اذیت ہی میں تو اُس کی رہا
ذبح کرنے کا غرض قصد بہت تونے کیا

قتل ایں خستہ بہ شمشیر تو تقدیر نہ بود
ورنہ ہیچ از دل بے رحم تو تقصیر نہ بود

— * —

مستزاد

اے فلک یار کے تئیں میرے نہ تو دیکھہ سکا ہائے فریاد و فغاں
کردیا اس کو مرے پاس سے اکدم میں جدا ہائے فریاد وفغاں

کس سے میں جا کے کہوں حال دل زار کے تئیں اے مرے یار بتا
غم سوا کوئی نہیں مونس و غمخوار مرا ہائے فریاد و فغاں

رات دن روتے گذرتی ہے مجھے غم میں ترے اے ستمگار مرے
خواب و خور راحت و آرام بھی سب میرا گیا ہائے فریاد و فغاں

میں نے چاہا تھا چھپاؤں میں ترے عشق کا راز اے دل آزار مرے
پر مری چشم نے رو رو کے اسے فاش کیا ہائے فریاد و فغاں

جب سے آیا میں عدم سے مجھے رونا ہی رہا یہ مصیبت نہ گئی
ایکدم بھی نہ میں اس گلشن ہستی میں ہنسا ہائے فریاد و فغاں

اس کے دامن تئیں پہنچا تھا مرا مشت غبار آرزوؤں سے بڑی
ان نے غصہ سے جھٹک اس کو بھی برباد دیا ہائے فریاد فغاں

جن نے اسلام سے کھویا ہے ہزاروں کے تئیں ایک ہی آن دکھا
دل ہمارا بھی اسی کافر بے دیں سے لگا ہائے فریاد و فغاں

سیج پر پھولوں کی سونا مجھے اس یار بغیر لوٹنا آگ پہ ہے
خواب مخمل بھی مرے تن کے تئیں خار ہوا ہائے فریاد و فغاں

باعث قتل مرا حشر کو گر پوچھیں تجھے اے جفا کار بھلا
کیا جواب اس کا تجھے آئے گا اس وقت بتا ہائے فریاد و فغاں

فصل گل آئی گلستاں میں مبارک ہو تمہیں اے رفیقان چمن
ہم تو ہو سکتے نہیں دام سے ظالم کے رہا ہائے فریاد و فغاں

میں تڑپتا ہی رہا خاک میں ہو اس کا شکار وہ گیا اسپ کُدا
اس کے فتراک سے بند ہنا نہ نصیبوں میں ہوا ہائے فریاد و فغاں

شکوۂ چرخ کروں یا میں کروں شکوۂ یار مجکو بتلائے کوئی
ہاتھ سے دونوں کے نالاں ہی میں رہتا ہوں سدا ہائے فریاد و فغاں

کس طرح ایسی بلاؤں سے بچے آ کے کوئی کہ تیرا یار مرے
خط بلا، خال بلا، اور قد رعنا ہے بلا ہائے فریاد و فغاں

ایکدم کی بھی جدائی تھی تری مجھپہ ستم تجھپہ روشن ھے میاں
سو ترا دیکھنا بھی اب مجھے دشوار ھوا ھائے فریاد و فغاں

ھم وھی ھیں کہ گرفتار جدائی کے ھوے ایکدم بھی جو کبھی
مثل آئینہ و سیماب نہ ھوتے تھے جدا ھائے فریاد و فغاں

رات کل کی تو ترے ھجر میں روتے ھی کٹی میرے تاباں کے تئیں
آج کی رات خدا جانے ستم لیائے گی کیا ھائے فریاد و فغاں

— * —

(قصیدہ)

ھوئی ھے فیض ھوا سے عجب طرح کی بہار
کہ جس طرف کو نظر جا پڑے تو ھے گلزار

گلوں نے سر کو گریباں سے اپنے کاڑھا ھے
چمن میں سبزۂ خوابیدہ پھر ھوا بیدار

میں دیکھتا ھوں گلستاں میں جب کہ سبزے کو
تب آوتا ھے مجھے یاد سبزۂ خط یار

زبسکہ جوش بہاراں ھے کوہ و صحرا میں
عجب نہیں ھے کہ پتھر سے نکلے سبز شرار

چمن میں جیسے زمرد کی کان ھے سبزا
کہ جس کے عکس سے سقف فلک ھے مینا کار

ھوئی ھے فیض ھوا اس طرح کی گلشن میں
کہ تاجدار ھے دولت سے گل کی ھر اک خار

بسنتی پوش نہ ھو کس طرح گل صد برگ
کہ گلستاں میں نئے سر سے پھر ھوئی ھے بہار

زبسکہ شوق ہوا فصل گل کے دیکھنے کا
اُٹھی ہے لے کے عصا ہاتھ نرگس بیمار

اگر نہیں ہے خوشی فصل گل کے آنے کی
تو کیوں ہے سنگ میں شادی سے سرخ رنگ شرار

یہ بحر ابر سے گویا برستے ہیں اشکوک
چمن کے صحن میں پڑتی نہیں ہے مینہہ کی بہار

نہیں ہے خاک ہوا دار گر گلستاں کی
تو کیا سبب ہے کہ گلشن کے گرد ہے دیوار

ہر ایک بیت میں کہتا تھا فصل گل کی صفت
کہ کی میں فکر غزل چھوڑ وصف فصل بہار

ہنسا ہے باغ میں جب کھل کھلا وہ گل رخسار
ہر ایک گل کا جگر پھٹ گیا ہے مثل انار

نہیں ہے صاحب جوہر کی قدر دنیا میں
جلے ہے آتش حسرت میں اس سبب سے چنار

یہ آرزو ہے ہر اک عندلیب کے دل میں
کہ بعد مرگ کے سائے میں گل کے ہووے مزار

ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو باغ میں تو ہو
بڑی ہے سیر بڑا ہے مزا بڑی ہے بہار

ہمیشہ یاد کر اُس سنگدل کو روتا ہوں
پٹک کے سر کو پہاڑوں سے میں پکار پکار

جو راست باز زمانے میں ہو نہ بولے جھوٹ
رکھے ہے اُس سے عداوت یہ چرخ کج رفتار

ہوا ہوں دیکھہ کے مخمور چشم اُس کی مست
کہ جس کو دیکھہ کے بے ہوش ہوگئے ہشیار

میں تیرے خط کا لکھوں وصف صفحۂ دل پر
جو پہلے سیکھہ لوں اُستاد سے میں خط غبار

جب اپنے گھر سے نکلتا ہے جامہ زیب مرا
تو باغ دیکھہ کے ہوتے ہیں کوچہ و بازار

کوئی کہے ہے کیا ذبح کوئی کہے لوتا
پڑے ہے ہاتھہ سے ظالم کے ہر طرف یہ پکار

میں دیکھہ اُس ابروے خمدار کو کہا 'تاباں'
خدا نصیب کرے اُس کے ہاتھہ کی تلوار

کہاں تلک میں کہوں اس بہار کی تعریف
نہیں مرے تئیں اینتی بھی طاقت گفتار

کہاں دماغ کہ ہر گل کے وصف کو کہئے
کسے غرض کہ کرے درد بلبلاں اظہار

نہ یہ بہار رہے گی نہ یہ چمن نے گل
خزاں کے ہاتھہ سے ہو جاے گا یہ سب کچھہ خوار

پس اُس کی فکر میں اوقات کیوں کروں ضائع
کہوں میں کیوں نہ شہنشہ کے وصف میں اشعار

سپہر مرتبہ شاہنشہ زمین و زماں
کہ جس کے حکم میں ہیگا یہ چرخ کج رفتار

جو اُس کی خاک لگے جا کسی کے دامن کو
تو وہ بھی جانے نہ دیوے جھٹک دے مثل غبار

بیان سن کے شجاعت کا اُس کی دھشت سے
ہو چاک دیو کا سینہ چو رخنۂ دیوار

اگر نگاہ غضب کی کرے کسی پر وہ
تو مل کے خاک میں ہو خوار کوچہ و بازار

میں اس کی تیغ کی تعریف کیا کروں 'تاباں'
عدو ہو دیو تو کافی ھے اس کو ایک ھی وار

میں اس کی کات کو دیکھا ھے اپنی آنکھوں سے
جو کوہ پر بھی لگے دو کرے وہ ایک ھی بار

جو اُس کے اسپ کی جلدی کی کچھہ صفت لکھوں
تو بھول جاے قلم اپنی یک بیک رفتار

چلے ھے گرم کمیت قضا سے بھی آگے
کب اُس کی جلدی کو پہنچے ھے برق یا کہ شرار

لگے ھے بال ھر اک اس کی ایال کا ایسا
کہ جیسے زلف کا معشوق کی ہووے ھے مار

ھما کے بال سے ھے ھمسری دم اُس کی کو
کہ شاہ خود بہ سعادت ھوا ھے اُس پہ سوار

عدو کے خون میں آیا ھے سیر کر گویا
نہیں ھے پانو اوپر اُس کے سرخ رنگ نگار

کہاں تلک میں کہوں اُس کا وصف اے 'تاباں'
یہ جی میں ھے کہ کروں اب دعا پکار پکار

ھر اک پہ اُس کا رھے ظل عاطفت یارب
ھے جب تلک چمن دھر میں گل و گلزار

ہو دوستوں پہ حرام اُس کے آنچ دوزخ کی
جو دھر میں ہے عدو ان کی جاے ہو فی النار

مثنوی

مثنوی در مدح اُستاد خود حشمت و *عمدۃ الملک

کروں کیا میں توحید حق ابتدا
کہ اُس کی صفت کا نہیں انتہا

ثنا کیا کرے ایزد پاک کی
یہ قدرت کہاں پتلہ خاک کی

ہووے نام جس کا بھلا ذوالجلال
کوئی بول سکتا ہے وہاں کیا مجال

نہ قدرت کہ نعت پیمبر کہوں
نہ طاقت کہ میں وصف حیدر کہوں

نہ استاد کی مجھکو تاب ثنا
کہوں گر تو کب ایسی فکر رسا

کمالوں میں جن کے نہیں کچھہ قصور
وے سب طفل مکتب ہیں ان کے حضور

ہر اک علم میں ہے وہ صاحب کمال
زبان وصف میں اس کے ہوتی ہے لال

---

* عمدۃ الملک، امیر خاں انجام کا خطاب ہے جو عہد محمد شاہی کے ایک باوقار امیر تھے، تاباں نے ان کی تاریخ وفات بھی کہی ہے جو اس دیوان میں موجود ہے۔

کروں علم حکمت میں کیا اس کی نقل
کہ بقراط کی دیکھہ کر جاے عقل
کہاں اس کے رتبیے کی لقماں کو بار
ارسطو سے شاگرد ہیں کئی ہزار

فلاطون اگر ہو تو لیوے سبق
ہوے رشک سے بو علی سینہ شق
اسے رمل میں بھی ہے ایسا کمال
کہ دیکھے تو شاگرد ہو دانیال

وہ ہئیت میں اُستاد ہے ہند کا
منجم بھی نہیں اس سا کوئی دوسرا
قیامت وہ منطق میں اُستاد ہے
اسے علم اشراق بھی یاد ہے

عجب نہیں کہ وہ مس کو کردے طلا
کہ جو بات ہے اُس کی ہے کیمیا
عجائب غرائب کو جانے ہے غیب
کہ بے شک ہے اس کے تئیں دست غیب

فضیلت میں جو عمر کرتے ہیں صرف
وِے کچھہ جانتے نہیں بجز نحو و صرف
اگر اس کا ہو کوئی شاگرد جا
تو عالم کو دے درس مشکوات کا

کرے فقر کا اس کے گر قیل و قال
تو شبلی و عطار کی نہیں مجال

کسی کو کہاں اُس سے ھے بر تری
کہ ھے نام اُس کا محمد علی

تخلص بھی حشمت ھے اس کا بجا
وہ اھل سخن بیچ ھے بادشاہ

غرض اس سا کوئی نہ ھو گا کبھی
جوں احمد پہ ھوئی ختم پیغمبری

زبان وصف میں اس کے ھوتی ھے بند
کہ یوں کہہ گیا ھے کوئی درد مند

کوئی آج اس کے برابر نہیں
وہ سب کچھہ ھے اِلّا پیمبر نہیں

زیادہ کہوں وصف میں اس کا کیا
بصورت ھے انساں بمعنی خدا

میں کرتا ھوں اب وصف اُس کا* بیاں
کہ ھے سب امیروں میں والا مکاں

کہاں ماہ کو اُس سے ھے ھمسری
کہ خورشید ھے اُس کی سورج مکھی

وزارت کے قابل ھے وہ باوقار
کہ چہرے سے اقبال ھے آشکار

نظر کیا عجب اُس پہ ھو شاہ کی
کہ اُس پر عنایت ھے اللہ کی

سخاوت میں ایسا ھے آج اُس کا دل
کہ حاتم اگر ھو تو ھووے خجل

---

* یعنی عمدۃ الملک امیر خاں انجام —

الہی وہ دنیا میں قائم رہے
سلامت تری طرح دائم رہے
سخن مختصر ساقیٔ میکشاں
کہاں ہے تو اس وقت ظالم کہاں

گھٹا ہر طرف زور آئی ہے جھوم
مچائی ہے کیا ابر نیں آج دھوم
نہیں ہے فلک پر یہ ابر سیاہ
کہ پیچاں ہوا ہے مرا دود آہ

گرجتے ہیں بادل نپٹ شور سیں
برستا ہے مینھہ آج کیا زور سیں
ہوا جوش باراں کا اب یہاں تئیں
کہ یکساں ہوا آسماں اور زمیں

پیالہ دے مجکو مئے ناب کا
تماشا کروں عالم آب کا
ارے ساقی اے جان ابر و ہوا
خبر بھی ہے کچھہ تجکو بیٹھا ہے کیا

کہ آئی ہے اب کے قیامت بہار
رہے گی یہ مدت تلک یادگار
ارے دیکھہ ہر دشت اور ہر زمیں
کہ جز سبزہ و گل کے کچھہ اور نہیں

جہاں تک نگہ کام کرتی ہے یہاں
کہیں خار و خس کا نہیں کچھہ نشاں

ھے سبزے سے اے ساقی دل نواز
ہر یک دشت فرش زمرد طراز

جہاں میں خوشی بسکہ ارزاں ھے آج
لب نقش تصویر خنداں ھے آج

خبر سن بہاراں کی سب بحر اب
ہر ایک موج سے ھے تبسم بہ لب

جو پہنچے خبر کان گوھر طرف
تو دندان در سوں ھو خنداں صدف

بیاں کیا کروں میں شکوہ چمن
مجھے نہیں ادب سے مجال سخن

ھے کچھہ ان دنوں اور ھی شان باغ
کہ ہر گل کا ھے عرش پر اب دماغ

ھوی بسکہ فیض نسیم سحر
ہر ایک گل کا کیسا ھے لبریز زر

ھیں اھل چمن آج ساغر بدست
ھے یہاں سلطنت کا سا اب بندوبست

کسی بے ادب کا نہ ھو تا گزار
عصا لے کے نرگس ھوئی چوبدار

رکھے گر زیادہ کوئی حد سے پا
تو میر تزک سرو ھے جا بجا

طراوت بھی ھے ایسی اب باغ میں
کہ جنت کے ھووے گی کب باغ میں

ہے شبنم سے سیراب سارا یہ بن
خیاباں خیاباں چمن در چمن
زبس ہے طراوت فزا یہ ہوا
ہیں گلہائے مومیں بہ نشو و نما

جہاں بلبلیں تھے طراوت سے وہاں
ہوا سبز ان کا خس آشیاں
زمیں سب ہے سیراب جم گئی ہے گرد
عجب نہیں ہو پتھر کی آتش بھی سرد

غرض ہے غنیمت یہ آب و ہوا
گر اس وقت ساغر تو دے ساقیا
تو ہو مست لوٹوں چمن کی بہار
کروں تجھ پہ لے زر گل نثار

وگر نہ فلک مدعی ہے بڑا
مبادا کہ پھر جائے آب و ہوا
یہ کل ہی کی تو بات سن ساقیا
کہ اک شخص یہاں عمدۃ الملک تھا

ہمیشہ اسے عشق سے کام تھا
سدا اس کو شغل مے و جام تھا
کروں بزم کا اس کی میں کیا بیاں
سراپا خدای کا جلوہ تھا وہاں

وہ دیوان خانے میں جب بیٹھتا
تو وے وے پریرو وے وے بلا

چپ و راست پیرامن و رو برو
کھڑے رہتے آبا ندہ کر ہاتھہ کو

صفت اس کے دیوان خانے کی گر
لکھوں میں تو کاغذ ایتا ہے کدھر

کہ ایواں در ایواں جہاں اور تھا
زمیں اور تھی آسماں اور تھا

اس ایوان میں شہ نشیں ایک تھا
جو تخت معلق کہوں ہے بجا

کروں اس کی رفعت کا میں کیا بیاں
معلی تھا وہ عقل سے بھی مکاں

شکوہ و بلندی میں تھا آسماں
کہ قوس قزح اس کا تھا سایہ باں

تہ سائباں حوض لبریز تھا
اگر رشک کوثر کہوں ہے بجا

زمیں ہے غبار اس کے میدان کا
فلک برگ سبز اس کی بستان کا

سدا صحن میں اس کے رہتا تھا رنگ
سدا تھی نوائے دف و نے و چنگ

کلاونت و قوال سب مل کے وہاں
بموسیقی استاد تھے بے گماں

جو قوال قول و غزلخواں تھا وہاں
عرب محو مدہوش ایراں تھا وہاں

کوئی تپه دھرپت کو گاتا تھا وھاں
ترانے سے دل کو لبھاتا تھا وھاں
کوئی کرکے آغاز ساتوں کرام
دکھاتا بہ تدریج ھر ایک مقام

عجب مل کے سازوں سے ھوتا تھا رنگ
کہ تھی وھاں فلاطوں کی بھی عقل دنگ
کہیں باجتے تھے استار و منہ چنگ
کہیں خنجری اور کہیں جلترنگ

کہیں نے کہیں تھا جلاجل کا شور
بجاتا تھا قانون کو کوئی زور
صدا سن کے تنبور کی وھاں نوا
رگ جاں کا تھا چاک کرنا بجا

غرض راگ و سازوں کا یہاں تک تھا شور
کہ پہنچے ھے کب شور یوم النشور
زمیں سے فلک لگ ... ...
... ...

کہیں رقص کرتے تھے مہ طلعتاں
کہیں دید کرتے تھے ساغر کشاں
یہ سب خوبرویانِ ھندی نژاد
نمکسار زاد و نمک سار زاد

خوشی ھو کے آتے تھے جب رقص میں
انھیں دیکھ آتے تھے سب رقص میں

زبس عالم آب بھی تھا سدا
سبھی مست و مدھوش تھے جا بجا

سبکتا تھا ان میں جو مثل حباب
رواں تھا وہ گویا کہ بر روے آب

کسی میں تھی جوں شعلہ جوا لگی
کسی میں تھی جوں برق جو لانگی

بڑا تھا کوئی بیٹھ کر ہو کے مست
کوئی مثل فوارہ کرتا تھا جست

اٹھا کر کوئی ہاتھ پڑھتا تھا بید
کوئی تھا خم و چم میں جوں شاخ بید

کوئی دور انداز چوں شاخ نم
کوئی مثل شمشیر ہوتا تھا خم

کوئی پر ملو ساز کرتا تھا وہاں
کوئی سر گما آغاز کرتا تھا وہاں

کوئی باد دیتا تھا ... ...
کوئی خرچ کرتا تھا نت بدیا

بندھے پانو میں ان کے گھنگرو نہ تھے
تھے دلہاے نالاں قدم سے لگے

غرض کیا کہوں بزم اس کی کی بات
کہ اندر کا بھی وہاں اکھاڑا تھامات

مچاتا تھا جب وہ گہ ہولی کے تئیں
تو رنگیں تھے سب آسماں و زمیں

کوئی زعفراں پوش سر تا بپا
کوئی ارغواں پوش سر تا بپا
کسی کا بھرا رنگ سے پیرہن
کوئی تھا سراپا بہار چمن

چھڑکتا تھا کوئی کسی پر گلاب
لاتا تھا کوئی کسی کو شراب
زبس رنگ کی چھٹتی پچکاریاں
زمیں رشک گلزار ہوتی تھی وہاں

برستے تھے پچکاریوں سو جو تیر
تو دف ڈھال کرتے صغیر و کبیر
اُڑاتے تھے لے لے کے از بس عبیر
بھرے جھولیاں سب صغیر و کبیر

لو ساقی زمیں سے فلک تک لگا
تھی خوشبوے ... بجائے ہوا
زمیں رنگ سے بسکہ ہوتی تھی لال
سبھی صحن خالی موں نہ بچھتا گلال

جو کوئی یاسمن لیکے بوتا تھا وہاں
تو اگتے تھے لالا ہی یا ارغواں
زمیں پر جو گرتا تھا از بس گلاب
تو اگتا تھا وہاں گل ہی بے کشت و آب

زبس چورۂ زعفراں صرف تھا
گل ولاے اس گھر کی تھی ارگجا

سفیدی سے وھاں صبح کی ھر سحر
اڑاتی تھی ابرک کو دامن سے بھر

ھر اک شام لے کر شفق کی گلال
در وسقف و دیوار کرتی تھی لال

نہ کرتا جو وھاں ھوکے رنگین عید
اُسے طعن تھا مثل ریش سفید

نہ تھی رنگ پوشی وھاں جس کو خو
طرح گل کے تھا سب میں وہ سرخرو

جو صوفی تھے بے نشہ ھوتے تھے مست
ھر اک وجد میں آکے کرتے تھے جست

کبوتر صفت اور سب میکشاں
بروے ھو چرخ کھاتے تھے وھاں

غرض کیا کہوں اُس کے گھر کا بیاں
کہ ھوتی ھے یہاں لال میری زباں

کیا اس فلک نے بڑا ھی ستم
وہ عشرت کدہ سب ھوا جاے غم

نہ آیا اُسے رحم کچھہ ساقیا
دیا خاک میں ویسے گھر کو ملا

تجھے گر جو منظور دینی ھے مے
تو کئی جام دے لے مجھے پے بہ پے

ارے پھر کہاں ھے یہ فصل بہار
خدا جانے پھر کب ھو وصل بہار

فلک کام پر اپنے ہے مستعد
مبادا کہ آجاے ظالم کو ضد
ابھی اک دم میں جہاں اور ہے
زمیں اور ہے آسماں اور ہے

مجھے ساقیا اب تو طاقت نہیں
یقیں جانیو دم کی فرصت نہیں
اگر مے کو دیتا ہے تو دے شتاب
ارے پھر کہاں مے کہاں یہ شراب

مجھے چاہئے ایسی مے تو پلاے
کہ دنیا و دیں مجکو سب بھول جاے
و گر مے نہ دیئی ہو تیرے تئیں
تو ہے فرض کہنا یہ میرے تئیں

کہ کرتا ہوں میں اس تمنا میں اب
ترے ہاتھہ سے کھینچ رنج و تعب
اگر میں مروں گا تو تو جاے آب
چوانا میرے منھہ میں ساقی شراب

کہ پہنچی ہے مجکو خبر یہ یقیں
مری بات میں کچھہ تفاوت نہیں
کہ جس حال تئیں جس کی یہاں مرگ ہو
اُٹھے گا اُسی حال سے حشر کو

مجھے بھی پلا مے تو ساقی ایتی
کہ پیتے ہی پیتے نکل جاے جی

اٹھوں حشر کے دن نہایت ہی مست
ہو اُس روز بھی جام و مینا بدمست

زبس ہے مرے تئیں خیال شراب
سمجھتا ہوں ساغر مہ و آفتاب

مجھے سایۂ تاک افلاک ہے
یہ پرویں نہیں خوشۂ تاک ہے

ارے جس کو ہو یہ تمنا بھلا
کوئی اُس سے رکھتا ہے مے کو بچا

مجھے مے پلا مے پلا مے پلا
کہ ہو مست مانگوں یہ حق سے دعا

یہ ساقی ہو اور مے ہر اور ہو بہار
یہ دنیا ہو اور میرا 'تاباں' ہو یار

— * —

قطعات تاریخ

تاریخ وفات سیدی احمد (۱۱۵۷ ھ)

سیدی احمد کا میں جب مرنا سنا
کیا کہوں 'تاباں' کہ کیا کیا غم ہوا

فکر میں تاریخ کی تب میں گیا
کیونکہ تھا مجھ سے بہت وہ آشنا

یوں کہا ہاتف نے ہے ہے کیا ہوا
سیدی احمد مرگیا واحسرتا

۷۳

۱۱۵۷

۱۰۸۴

تاریخ وفات شرف الدین پیام

—*—

شرف الدین پیام کو یارو
جب کہ پہنچا اجل کا آ پیغام
ھاے افسوس ھوگیا ناگاہ
زندگانی کا روز اُس پہ تمام *

جی میں آیا کہ میں کہوں تاریخ
کیونکہ تھا اُس سے دوستی کا نام *
غیب سے یک بیک ندا آئی
تجکوں جنت ھوئی نصیب پیام
۱۱۵۷

—*—

تاریخ وفات مضمون

سن کے دانا * سے دیا † نے آ کہا
یک بیک مجھہ سے کہ مضموں مرگیا
تب میں پوچھا اُس کے تئیں افسوس ھاے
کد موے ھے میاں مضموں بتا

وہ لگا کہنے کہ یہ معلوم نہیں
فکر میں تاریخ کی تب میں گیا
التجا کی اُس گھڑی ھاتف سے میں
کیونکہ اُس سے ربط مجکو دل سے تھا

---

* (ن) پر شام - † (ن) کام - ‡ (ن) میو فضل علی دانا - $ (ن) الہ دیا -

ہو کے تب غمگین کہی ہاتف نے یہ
کد موے ھے میاں مضموں کہا
۱۱۴۷

— * —

تاریخ وفات روشن راے

وہ گرامی قدر والا منزلت
خلق و خوبی تھا سدا جس کا شعار

یعنی روشن راے شمع انجمن
دھر کو تاریک کرکے ایک بار

ہوگیا فارغ ہوا اور حرص سے
جوں خلیل اللہ کی خوش اُن نے نار

اس خبر کو سن کے میں 'تاباں' بہت
شمع کے مانند رویا زار زار

اور اسی غم سے طرح فانوس کے
چاک کرکے پیرھن ہو سوگوار

جی میں آیا سال رحلت کو کہوں
تار ھے عالم میں اُس کی یادگار

یوں کہا دل نے خدا کے حکم سے
آگ روشن راے پر ہوئی لالہ زار
۱۱۵۳

— * —

تاریخ شہادت نواب امیر خاں *

* (ن) نسخۂ مدراس میں یہ قطعہ زاید ھے ۔

کہتا ہوں اوس سے کہ جن نے
عشرت کی بنا خراب کردی
جمدھر جو امیر خاں کو مارے
نامرد کہاں کی تھی وو مردی

تاریخ وفات میں خرد نے
مارا ھے امیر خاں خبردی
۱۱۵۹

— * —

تاریخ وفات حشمت

چھوڑ عالم کا دید واویلا
کی شہادت خرید واویلا
ہو اجل مستفید واویلا
یار ہوں نا امید واویلا
ھاے حشمت شہید واویلا

جانتا میں کہ چھوڑ دار فنا
یہ سفر تو کرے گا سوے بقا
تو میں جانے ھی تجھکو کیوں دیتا
اب کہاں سے کروں تجھے پیدا
ھاے حشمت شہید واویلا

تو تو وہ تھا کہ تیرے آگے قضا
کرتی گر قبض روح کا سودا
چھچلیوں ھی میں تو اُسے وکھتا
تیرا مرنا مجھے تعجب تھا
ھاے حشمت شہید واویلا

تو تو وہ تھا کہ گر عدو تروار
کھینچ کر چاہتا کرے ایک وار

بلد کرتا تو ایک دم میں دھار
اب کے حیراں ہوں کیا ہوا اسرار
ہائے حشمت شہید واویلا

کیا کہوں تو نے کیا قیامت کی
جا کے تیغ قضا سے الفت کی

قطع ہر بار کی محبت کی
مجھ سے بھی زور ہی مروت کی
ہائے حشمت شہید واویلا

یک بیک تو نے یوں جدائی کی
واہ وا کیا ہی آشنائی کی

خوب آخر کو دلربائی کی
کیا بری طرح بے وفائی کی
ہائے حشمت شہید واویلا

میں وہی ہوں کہ ایک دم میں جو
وحشی ہوتا تھا بن ملے رو رو

ایک دم چین ہی نہ تھا مجکو
سو ہے موقوف خواب میں اب تو
ہائے حشمت شہید واویلا

روز و شب غم تو تجھ سے کہتا تھا
تیرے غم کو کہوں میں کِس سے جا

کون ایسا شفیق ہے میرا
کہ دلاسا دے اس الم سے آ

ہائے حشمت شہید واویلا

جو مصیبت فلک سے پاتا تھا
کوئی خاطر میں میں نہ لاتا تھا
تیری باتوں میں بھول جاتا تھا
جب میں روتا تھا تو ہنساتا تھا

ہائے حشمت شہید واویلا

اب میں روتا پھروں اگر ہر کُو
کوئی پونچھے نہ آ میرے آنسو
تجھ سا ہے کون آشنا یکسو
کر گیا کیا ہی مجکو بیکس تو

ہائے حشمت شہید واویلا

جس گلی کی طرف میں جاتا ہوں
آب جو اشک کے بہاتا ہوں
شور نالے سے غل اُٹھاتا ہوں
اور یہ کہہ سب کے تئیں رلاتا ہوں

ہائے حشمت شہید واویلا

اشک سینے میں جب اُبلتا ہے
طرح فوارے کے اُچھلتا ہے
بلکہ آنکھوں سے خون ڈھلتا ہے
دمبدم منھ سے یہ نکلتا ہے

ہائے حشمت شہید واویلا

غم میں تیرے زبسکہ ہوں گریاں
اشک سے تر ہے سب مرا داماں

لوگ ہوتے ہیں سن کے سب حیراں
جب میں کہتا ہوں کرکے آہ و فغاں
ہائے حشمت شہید واویلا

روز شب دل کو بیقراری ہے
جی کو بھی حد اضطرابی ہے
ہر گھڑی آہ و نالہ زاری ہے
اور زباں پر ہمیشہ جاری ہے
ہائے حشمت شہید واویلا

غم نے تیرے جب اشتہار کیا
سارے عالم کو سوگوار کیا
ہر گریباں کو تار تار کیا
جن نے یہ ورد اختیار کیا
ہائے حشمت شہید واویلا

تجھکو ایسا ہی اب تو رووں گا
کہ میں لوح و قلم ڈبووں گا
سرنوشت قضا کو دھووں گا
اور یہ کہہ سب کے ہوش کھووں گا
ہائے حشمت شہید واویلا

تھا 'تاباں' غریب و خستہ جگر
فکر تاریخ میں تھا حد مضطر
مصرعۂ آخری پہ گی جو نظر
۲۴
کد سے ہاتف نے اُس کو دی یہ خبر
ہائے حشمت شہید واویلا
۱۱۶۱ = ۲۴ + ۱۱۳۷

ALLAMA IQBAL LIBRARY
57442
J. & K. UNIVERSITY LIB.
Acc. No. 57442
Date 2-7-65

ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN

ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN.